

از قلم ام ایمان فاطمہ

NOVEL BANK

اسیرِ محبت

اسیرِ محبت
از قلم ام ایمان فاطمہ
مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

لال تولی میں آج کھرام مچا ہوا تھا، شاہ رحیم خان کے چھوٹے بیٹے شاہ ولید کی میت شہر سے یہاں پہنچنے والی تھی۔

شاہ ولید آج سے پچیس سال پہلے لال حویلی سے اپنی پسند کی شادی کرنے کی وجہ سے نکال دیئے گئے تھے اور پچیس سال سے ان کا اور لال حویلی والوں کا کوئی رابطہ اور واسطہ نہیں رہا تھا۔

مگر کل شب شاہ ولید کا ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا تو یہ خبر لال حویلی پہ بجلی بن کر گری تھی۔

شاہ رحیم خان ایک ہی دن میں برسوں کے بیمار لگ رہے تھے۔



شاہ رحیم خان عرف بڑے بابا اور سکینہ بی بی عرف بڑی ماں لال حویلی کے سب سے بڑے تھے شاہ رحیم اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے مگر آگے ان کے تین بیٹے تھے۔

شاہ جمال سب سے بڑے بیٹے ہیں جن کی آگے دو بیٹیاں ملیحہ شاہ اور مدیحہ شاہ جن کی شادیاں ان کے ماموں کے بیٹوں سے طے پائیں ہوئی ہیں اور عنقریب حویلی میں شادیانے بچنے والے ہیں اور بیٹا شاہ زین جو کہ آج سے پانچ سال پہلے چچا کی بیٹی سے شادی سے بچنے کے لئے لال حویلی سے نکل گیا تھا۔

شاہ جمیل منجھلے بیٹے ہیں جن کی آگے دو بیٹیاں صوفیہ شاہ جس کو شاہ زین نے عین شادی کے دن چھوڑ دیا تھا اور دوسری بیٹی نٹ کھٹ سی نیناں شاہ اور بیٹے شاہ میر ہیں۔

تیسرے نمبر کے بیٹے جو کہ بڑے ضدی اور لاڈلے بھی تھے شاہ ولید ہیں، جنہوں نے اپنے منشی کی بیٹی زیبا سے شادی کی اور اس جرم میں انہیں لال حویلی سے نکال دیا گیا اور ان کی دو بیٹیاں مشال شاہ اور مسکان شاہ اور ایک بیٹا شاہ ولی جو کہ سکالر شپ پہ ابراڈ ہوتا ہے۔

چوتھے نمبر پہ بیٹی بیلا شاہ ہے جن کے بیٹے شاہ زر جو کہ صوفیہ شاہ کے شوہر ہیں اور بیٹی جو کہ خاندان بھر کی لاڈلی اور چھوٹی منت شاہ ہے۔



مشال نے ولید کا ہاتھ پکڑ کر چوما تو پورا خاندان انہیں ناگواری سے دیکھنے لگا۔
میت کو اٹھانے کا ٹائم ہو گیا ہے، شاہ میر نے کہا تو مشال ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

کیا میت میت لگا رکھا ہے، بابا ہے یہ ہمارے، مشال حلق کے بل چیخی۔
مشی، زیبا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے تنبیہی انداز میں پکارا۔
نہیں ماما یہ لوگ کب سے میرے اتنے پیارے بابا کو میت بولے جا رہے ہیں، میرے بابا ہیں یہ، وہ شاہ میر کا گریبان پکڑ کر چیخی۔
شاہ میر نے مٹھیاں بھینچ کر اپنا غصہ ضبط کیا اور پھر مردوں کو اشارہ کیا اور چارپائی کو اٹھایا تو مسکان، مشال کی چیخیں نکل گئی۔
زیبا نے انہیں آغوش میں لے لیا اور وہ تینوں تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔
زیبا بہن پلیز حوصلہ کیجئے، مسز قیوم جو کہ شہر سے یہاں آئی تھی اور صالح (مشال کا منگیترا کی والدہ تھی، انہوں نے زیبا کے پاس آکر کہا۔

میں کیسے حوصلہ کروں بھابھی، میں تو ان کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتی تھی میرا
سائبان مجھ سے چھن گیا ہے، زیبا سسکی۔۔

مشال بچے آپ حوصلہ رکھیں ، ماما اور مسکان کو سنبھالیں ، مسز قیوم نے کہا۔
پھر ولید کی تدفین کے بعد مرد حضرات واپس گھر آئے تو صالح نے مسز قیوم کو پیغام بھیجا
کہ وہ مشال سے ملنا چاہتا ہے تو مسز قیوم نے بڑے بابا سے اجازت کے کمر صالح کو اندر
بلوایا۔

زیبا آنٹی حوصلہ کریں اور اللہ سے صبر کی دعا مانگیں، صالح نے کہا اور پھر نڈھال سی
مشال کو دیکھا۔

مشی اب تم کو ہی آنٹی اور مسکان کو سنبھالنا ہے تو تم خود کو مضبوط کرو، صالح نے اس کے رخسار سے آنسو چنتے ہوئے کہا۔

صالح کی اس حرکت پہ سب عورتیں منہ پہ ہاتھ رکھے حیرانگی سے دیکھ رہی تھیں اور شاہ میر کا تو گرم لہو اس کے دماغ پہ ٹھوکریں مار رہا تھا۔

پھر مسز قیوم اور صالح کے جانے کے بعد انہیں ان کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔

پھر تمجد ٹائم اٹھ کر ان تینوں نے ولید کے ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا تھا۔



ماں یہ کیا ہو گیا ہے اچانک سے اور بیچاری وہ تینوں یہاں تڑپ رہیں اور ولی ادھر تڑپ رہا ہے۔

ہاں ایک قیامت ٹوٹی ہے زیبا اور نچوں پہ اور اوپر سے اس قدر بے حس لوگ ہیں کہ کسی نے بھی اٹھ کر سینے سے نہیں لگایا، جو بھی ہے ناراضگی اپنی جگہ سہی لیکن اس وقت تو

مشال نے اٹھ کر مسکان کو اٹھایا اور اس کا منہ ہاتھ دھلوا کر اس کے گھنگھریالے بالوں میں تیل لگا کر چٹیا کی اور پھر ناشتہ لانے کا کہہ کر وہ باہر نکل آئی۔

وہ باہر نکلی تو پوری حویلی میں سنائے گونج رہے تھے۔

بات سنئے سب کدھر ہیں؟ مشال نے ملازمہ سے پوچھا۔

سب لوگ ابھی سوئے ہیں۔۔

اتنی لیٹ۔۔۔

جی ہاں، یہاں تو ایسے ہی اٹھتے ہیں، ملازمہ نے جواب دیا۔

کچن کدھر ہے؟ مشال نے پوچھا۔

آؤ دیکھا دیتی ہوں، ملازمہ نے کہا۔

مشال اس کی معیت میں کچن کی طرف آگئی۔

مشال کچن دیکھ کر حیران ہوئی کیونکہ کچن بہت بڑا اور خوبصورت تھا۔

پھر مشال نے فریج سے بریڈ انڈے نکالے اور جلدی سے ہاتھ چلانے لگی۔

پھر ناشتہ کرنے کے بعد اس نے برتن کچن میں رکھے اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ بڑی تائی نے اسے روک لیا۔

بیٹا تم نے جو آج کیا وہ آئندہ مت کرنا۔
کیوں،؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

کیونکہ بیٹا جی یہاں پہلے کھانا مرد حضرات کھاتے ہیں تو اس کے بعد عورتیں، وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

کیا یہ شریعت میں لکھا ہے کہ مرد پہلے کھانا کھائے گا اور گھر کی خواتین بعد میں،؟ مثال
نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

جرح کیوں کر رہی ہو تم، تائی اماں تمہیں صرف سمجھا رہی ہیں اور بڑوں کی بات پہ جرح نہیں کی جاتی، شاہ میر نے پاس آکر ٹوکتے ہوئے کہا۔

ہم اپنے بابا کے ساتھ پورے وقت پہ کھانا کھاتے تھے تو میں نے اپنے وقت پہ اپنی فیملی کے ساتھ کھانا کھالیا ہے اور ہم صرف یہاں ماما کی عدت تک ہیں تو برداشت کریئے اور

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ویری گڈ یہ تو بہت زبردست آئیڈیا ہے، بڑے بابا پر جوش انداز میں بولے۔

تو پھر اس جمعے کو نکاح کر دیجئے، شاہ میر نے کہا۔

یہ بالکل ٹھیک ہے، بڑے بابا نے کہا۔

پھر شام کو جب وہ گھر لوٹے تو بڑے بابا نے سب کو بڑے ہال میں بلوا لیا۔

خیریت تھی بڑے بابا، چھوٹی تائی نے پوچھا۔

جی بہو ہم نے شاہ میر کے نکاح کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔

کیا مگر کس سے؟ شاہ جمیل جلدی سے بولے۔

جی بیٹا ہم نے ولید کی بڑی بیٹی مشال سے شاہ میر کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سب بڑے بابا کی بات پہ شاکڈ تھے۔

واٹ آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ فیصلہ کر لیا اور یہ تک نہیں جاننا ضروری سمجھا کہ

میں کیا چاہتی ہوں، مشال نے ناگواری سے کہا۔

لڑکی ہمارے ہاں لڑکیوں سے نہیں پوچھا جاتا، بڑی ماں نے اسے ٹوکا۔

کیوں بڑی ماں، پوچھا کیوں نہیں جاتا؟ کیا لڑکیوں کی کوئی ویلیو نہیں ہے یا آپ لوگ شریعت اسلام کو نہیں مانتے، مثال کے اس قدر بے خوف انداز پہ سب خواتین انگشت بندناں تھیں اور مردوں کے چہرے غصے سے سرخ ہوئے تھے۔۔

بب، بڑے بابا ہماری مشی کا رشتہ ولید نے اس کے کلاس فیلو صالح کے ساتھ طے کیا ہے اور دونوں کی باقاعدہ منگنی ہوئی ہے، زیبا نے سہم کر کہا۔

بہو ہمارے ہاں شادیاں شاہ گھرانوں میں ہوا کرتی ہیں اور یہ آپ اچھے سے جانتی ہیں، یہ
 تو صالح کے ساتھ صرف منگنی توڑنی ہے ورنہ نکاح بھی ہوا ہوتا تو وہ بھی ختم کروا دیتے
 ہم، بڑے بابا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں صالح کو پسند کرتی ہوں تو میری شادی اسی سے ہوگی اور ہم صرف یہاں مہمان کی عدت تک ہے اور اس کے بعد ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور ہمارا آپ سے یا آپ کے اس معزز گھرانے سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور ہاں اپنے ہیرے جیسے پوتے کو سنبھال کر رکھئے گا، مشال نے تلخ لہجے میں کہا تو شاہ میر نے بامشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیا۔

جی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے مثنیٰ کہ ہم یہاں سے واپس چلے جائیں گے اور مثنیٰ کی شادی صالح سے ہی ہوگی، زیبا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔۔

آپ لوگ یہاں سے کہیں نہیں جا رہیں، بڑے بابا نے سرد انداز میں کہا۔۔

کیوں بڑے بابا، ہم کیوں نہیں جائیں گی، جب آپ کو ہمیں اپنا چاہئے تھا تو آپ نے اپنا نہیں اور جب ہمارے والد ہی زندہ نہیں رہے تو ہمارا آپ سے کیا تعلق، اگر آپ کو لگ رہا ہے کہ ہم یہاں سے واپس جائیں گے تو جاتے ہوئے آپ سے جائیداد کا حصہ مانگتے ہوئے جائیں گے تو آپ کی سوچ غلط ہے، بے فکر ہو جائے ہم آپ سے ایک پیسہ بھی نہیں مانگتے، مشال نے تلخ لہجے میں کہا۔

اے اے اے لڑکی کس طرح بات کرتی ہے تو زرا سی تمیز نہیں تجھ پہ، خیر اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ہے تربیت ہی تمہاری ایسی ہے۔

بس بڑی ماں میری تربیت کے متعلق کوئی بات نہ کیجئے گا اور میری تربیت ہی ہے کہ میں ابھی تک آپ لوگوں کے سامنے بہت آرام سے بات کر رہی ہوں اور میں آپ سے پھر سے دوبارہ کہہ دیتی ہوں کہ میں آپ کے اس خاندان کا حصہ نہیں بننا چاہتی، اپنے

لائق فائق پوتے کو اپنی کسی لائق فائق پوتی کے ساتھ جس کی تربیت بہت اچھی ہو اس سے بیاہ دیجئے، مشال نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔

آرام اور سکون سے جا کر بیٹھ کر سوچو اور اس کے بعد کچھ بولنا، خیر اگر تمہارا جواب نہ بھی ہوا تو بھی نکاح تو تمہارا شاہ میر سے ہی ہوگا، بڑے بابا ضدی انداز میں بولے۔
میری منگنی صالح سے ہو چکی ہے اور میری شادی بھی انہی سے ہوگی، اس کے اس قدر کھلے انداز میں بات کرنے پہ زیبا جزر بزر ہوئی۔۔

مشال تم بیٹھو بیٹا میں بات کرتی ہوں نا، زیبا نے دے دے انداز میں کہا۔
کیجئے اور انہیں اچھی سے بتا دیجئے گا کہ میں صالح سے پیار کرتی ہوں، مشال نے کہا اور پھر مسکان کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔
یہ سب کیا تھا بہو،؟

مشال کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں مگر اس کی بات بھی درست ہے کہ وہ صالح سے محبت کرتی ہے اور اسلام نے اسے اجازت دی ہے تو اپنی پسند کی شادی کر سکتی

ہے اور پھر اس کے بابا نے یہ رشتہ طے کیا ہے تو اس وجہ سے بھی اس کا صالح کی طرف جھکاؤ بہت زیادہ ہے، زیبا نے کہا۔

سب نے اس کی بات پہ لب بھینچ لئے اور بڑے بابا نے شاہ میر کو آنکھوں ہی آنکھوں میں چپ رہنے کو کہا۔۔

آپ جا کر آرام کریں پھر بعد میں اس پر بات کرتے ہیں، بڑے بابا نے کہا تو زیبا سر ہلا کر اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

آپ سب بھی جائے اور مجھے شاہ میر سے اکیلے میں بات کرنی ہے، بڑے بابا نے کہا اور سب اٹھ کر باہر نکل گئے۔

آپ نے زیبا آنٹی کے سامنے ہار کیوں مانی بڑے بابا،؟ شاہ میر نے سب کے جانے کے بعد ان سے کہا۔

میں نے ہار نہیں مانی میرے شیر، ہمیں یہ بات منوانے کے لئے صرف ایک کام کرنا ہوگا، بڑے بابا نے معنی خیز انداز میں کہا۔

کیسا کام۔۔۔؟

صالح صاحب کو تھوڑی سی چوٹ پہچانی پڑے گی اور اس کے بعد تمہیں کیا کرنا ہے یہ تم خود سوچو گے، بڑے بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

واؤ بڑے بابا یہ میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا۔ شاہ میر نے ایکساٹڈ لہجے میں کہا۔
اگر آپ کے ذہن میں آجاتا تو بڑے بابا آپ ہوتے

بابا بابا بابا، اوووہ یو آر گریٹ بڑے بابا، ہمارے خاندان کی عزت ہمارے پاس ہی رہے گی۔

انشاء اللہ بچے اور ہم اپنی عزت کو کسی اور کے حوالے کبھی کر بھی نہیں سکتے بچے، اور ہم شاہ اور سید گھرانے کے ہیں ہماری شان سب سے نرالی ہے تو ہم چھوٹے لوگوں سے رشتے نہیں بنایا کرتے، بڑے بابا نے مغرور انداز میں کہا۔

جی بڑے بابا، تو مجھے اجازت دیجئے میں پھر شہر پہنچوں اور ذرا اس صالح صاحب سے مل کر انہیں سالے صاحب بنانے کی تیاری کر لوں، شاہ میر نے پر مزاح انداز میں کہا تو بڑے بابا قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔



صالح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد پارک میں پہنچا اور اپنی روٹین کے مطابق ایکسرسائز کرنے لگا۔

وہ اپنے دھیان میں مصروف تھا کہ دو دیوہیکل آدمی اس کے پاس آئے اور ان کے ہاتھوں میں ہاکی تھیں

صالح نے حیرانگی سے انہیں دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا کہ انہوں نے بنا کچھ کہے اس پر ہاکی سے حملہ کر دیا اور صالح اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا اور وہ ان سے پٹنا چلا گیا۔

پھر سر پہ ہاکی پڑنے سے اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے اور وہ زمین پہ گرتا چلا گیا پھر بے ہوش ہونے سے قبل اسے محسوس ہوا کہ گارڈز کے پاس ایک آدمی آکر کھڑا ہو گیا۔ اٹھاؤ اور اسے ہاسپیتل پہنچاؤ، اس کے کانوں میں جانی پہچانی آواز گونجی۔

لیکن شاہ میر سر ہاسپیتل کیوں؟

ہمارا مقصد صرف اس کو سبق سکھانا تھا اور اس کی جان لینا نہیں، شاہ میر کی آواز کانوں سے ٹکرائی اور پھر صالح کا دماغ سوتا چلا گیا۔

پھر اس کی آنکھ کھلی تو وہ ہاسپٹل میں تھا اور اس کے مام ڈیڈ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ شکر ہے اللہ کا کہ تمہیں ہوش آگیا، مسز قیوم نے بے قراری سے کہا۔ صالح نے بازو پہ زور لگا کر اٹھنا چاہا تو قیوم صاحب نے اسے جلدی سے سہارا دیا۔ تم ٹھیک ہو؟

یس ڈیڈ میں بالکل ٹھیک ہوں، صالح نے نقاہت بھرے انداز میں کہا۔ شکر ہے اللہ کا کہ زیادہ چوٹیں نہیں آئی مگر مجھے سمجھ نہیں آئی کہ پارک میں آکر تمہیں کسی نے کیوں مارا آخر اور وہ شخص کون تھا جس کو تم سے کوئی دشمنی ہے صالح،؟ مسز قیوم نے کہا۔

میں جانتا ہوں کہ کس شخص نے یہ سب کیا ہے لیکن کیوں کیا ہے یہ مجھے سمجھ نہیں آرہی،، صالح نے کہا۔

کیا، تم جانتے ہو کہ کس نے کیا ہے یہ سب؟

جی ڈیڈ، مشال کے کزن شاہ میر نے کیا ہے کیونکہ بے ہوش ہونے سے قبل اس شخص کی آواز ٹکرائی تھی کانوں میں۔

نہیں بیٹا اس نے تو تمہیں ہاسپٹل پہنچایا ہے، مسز قیوم نے کہا۔

اس نے پہلے مجھے اپنے گارڈ سے مجھے پٹوایا اور اس کے بعد اس نے آکر ان سے کہا کہ میرا مقصد اس کو مارنا نہیں ہے تو اس کو ہاسپٹل پہنچاؤں، صالح نے لب بھیج کر کہا۔ میں اس شخص کو چھوڑوں گا نہیں، قیوم غرا کر بولے۔

ڈیڈ وہ بہت طاقت ور لوگ ہیں۔

ہم نے بھی کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھی کہ ہم ان طاقتوروں سے ڈر کر چپ رہیں، میں
، ابھی کمشنر صاحب کو فون کرتا ہوں اور لے کر جاتا ہوں پولیس ان کے گھر

نہیں ڈیڈ، اول تو کوئی بھی پولیس والا ان کے خلاف نہیں جاسکتا اور اگر چلا بھی گیا تو وہاں مشال وغیرہ ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ مشال وغیرہ کو کوئی نقصان پہنچائیں یا ہمارا رشتہ ختم کر دیں، آپ جانتے ہیں نہ کہ میں مشال سے کتنی محبت کرتا ہوں، صالح نے کہا۔

صالح بے چینی سے شاہ میر کے اس روپے کے متعلق سوچنے لگا۔۔



ہائے اللہ خیر، ہوا کیا،؟

دیکھئے بڑے بابا ہمیں جانے دیجئے ہماری رشتہ داری ان سے ہونے والی ہے تو ہمارا جانا بنتا ہے، زیبا نے بے چینی سے کہا۔

بہو ہمارے ساتھ بحث نہ کیجئے اور بچیوں کو لے کر کمرے میں جائیے، بڑے بابا نے کہا۔
زیبا نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا اور کمرے کی طرف آگئی۔

دیکھا ماں آپ نے ان سب کا رویہ یہ ہمیں کبھی بھی ان سے نہیں ملنے دیں گے اور میری شادی بھی نہیں ہونے دیں گے اس سے، مشال میں نے کمرے میں آکر پھٹ کر کہا۔

مشال ہم اس وقت بچے کچھ نہیں کر سکتے، زیبا نے اسے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

ہمیں ان لوگوں نے قیدی بنالیا ماما ہم لوگ یہاں سے کیسے نکلیں گے؟ مسکان نے گھبرا کر کہا۔

زیبا اس کی بات پہ تشویش میں پڑ گئی تھی۔

پھر مشال روتے روتے ہی سو گئی تھی اور آدھی رات کو بھوک کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی تو وہ اٹھ کر کچن کی طرف آگئی۔

وہ کچن میں داخل ہوئی تو سامنے کھڑے شاہ میر کو دیکھ کر اس کے اندر غصے کی ایک تیز لہر اٹھی تھی۔

وہ اپنا غصہ دباتی ہوئی فریج کی جانب بڑھ گئی اور اس میں سے سالن کا باؤل باہر نکالا اور پھر اسے گرم کرنے لگی۔

کیا بات ہے آپ کو بھی میری طرح آدھی رات کو بھوک لگتی ہے، چلو اچھا ہے ہم دونوں مل کر بیٹھ کر کھایا کریں گے، شاہ میر نے آنکھ دبا کر کہا۔

کیوں میں تمہارے ساتھ کیوں کھاؤں گی؟ وہ غصے میں بولی۔

تمیز سے بات کیا کرو مجھ سے، شاہ میر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

لیو می مائی ہینڈ، وہ تڑپ کر بولی۔

اپنی آواز نیچی رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور ہاں صالح کی حالت ابھی تھوڑی خراب ہوئی تھی بہت تھوڑا اسے میں نے پیٹا تھا لیکن نیکسٹ ٹائم اسے جان سے بھی مار سکتا ہوں، تو تمہارے لئے اور اس کے لئے بہتر ہوگا کہ تم دونوں ایک دوسرے سے نہ ہی ملو شاہ میر کی بات پہ اس کا رنگ فق ہو گیا۔

یہ، یہ تم نے کیا اس کے ساتھ؟ لیکن کیوں؟ وہ اس کا گریبان پکڑ کر چیختی۔

چلاؤ مت ورنہ اس سے بھی برا کروں گا اور ہاں جمعہ کو تمہارا اور میرا نکاح ہے تو چپ

چاپ ہاں بول دینا، شاہ میر نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

تم بے حس اور بے مروت انسان ہو اور میں تم سے شادی کبھی نہیں کروں گی تم سے شادی کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی جان دے دوں، مشال نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

اگر تم اپنی جان دے دوں گی تو تمہاری ماں کا اور بہن کا کیا ہوگا تم نہیں ہوگی تو مسکان تو ہوگی نا؟ شاہ میر کی بات پہ اس نے بے یقینی سے دیکھا۔

تم، تم انتہائی گھٹیا انسان ہو، وہ بے بسی سے بولی۔ تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے اور میں ایسا ہی ہوں اور میرے گھٹیا پن کی اگر حد نہیں دیکھنا چاہتی تو اس لڑکے سے شادی کا خیال دل سے نکال دو اور میرے متعلق سوچو، شاہ میر نے چائے کا مگ لبوں کو لگاتے ہوئے سفاک لہجے میں کہا۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں، وہ چیخنی۔

سیم ہیئر میری جان سیم ہیئر، میرے دل میں بھی تمہارے لئے کوئی محبت و حبت تو نہیں ہیں کہ جس کی وجہ سے میں تم سے کوئی نرمی کر لوں گا یا تم سے پیار کروں گا، تو کیوں کرنا چاہتے ہو مجھ سے شادی، آخر کیوں؟ وہ تڑپ کر بولی۔

کیوں کہ تم جیسی بے لگام گھوڑی کو لگام ڈالنا چاہتا ہوں، جیسے ہم کسی اڑیل گھوڑی کو جب تک وہ ہماری نہ ہو لگام نہیں ڈال سکتے تو تب تک میں تمہیں کیسے لگام ڈالوں جب تک تم میری نہیں بن جاتی ہو، تمہیں سدھارنے کا بیڑا اٹھایا ہے میں نے بڑے بابا کی عین خواہش کے مطابق، شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

پتہ نہیں میرے بابا تم جیسوں کے بیچ میں کیسے پیدا ہو گئے؟ اگر میں نے اپنے شفیق بابا کی محبت کو نہ دیکھا ہوتا تو مجھے تمہاری وجہ سے دنیا کے ہر مرد سے نفرت ہو چکی ہوتی، وہ روتے ہوئے بولی۔

ابھی تم نے یہاں کے مردوں کا یہ روپ دیکھا ہے مگر میری ماں کا غصہ ہے ابھی نہیں دیکھا تو فکر مت کرو تم ان کی بہو بن جاؤ وہ تمہیں خود ہی سدھار لیں گی، شاہ میر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے روتا بلکتا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

مشال تڑپ کر روتے ہوئے زمین پہ بیٹھ گئی تھی۔

اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ حویلی کی دلدل میں پھنس چکی ہے اور اسے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔۔۔



شاہ میر زمین کے معاملات دیکھ کر واپس آیا تو منت شاہ نے اس کے آگے کھڑے ہو کر اسے روکا تھا۔

شاہ میر نے آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

شاہ آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، وہ تڑپ کر بولی۔۔

میں نے کیا کیا،؟ شاہ میر انجان بنا۔۔

آپ کا نام ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ سنا ہے اور آج آپ اس شہری میم کے اسیر بن گئے، وہ تڑپ کر بولی۔

منت شاہ ایک چیز ذہن میں بیٹھا لو کہ شاہ میر کبھی کسی کا اسیر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اپنا اسیر بناتا ہے اور جو نہیں بنتا تو اسے زبردستی بناتا ہے، شاہ میر نے مغرور انداز میں کہا۔
اور میرا کیا ہوگا شاہ،؟

تمہارے لئے بھی بڑے بابا نے سوچ رکھا ہے تو فکر مت کرو، شاہ میر نے معنی خیز انداز میں کہا۔

منت شاہ نے تڑپ کر دیکھا۔۔۔

شاہ جی مر جاؤں گی، وہ اس کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے بولی۔

تو مر جاؤ، شاہ میر نے اسے نفرت سے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

شاہ جی میری بددعا ہے کہ آپ کو کسی سے ایسا عشق ہو مگر وہ آپ سے اتنی ہی نفرت کرتی ہو اور آپ اس کی نفرت میں جل جل مریں اور اپنے ہاتھوں سے اسے تکلیف دے کر خود اس سے زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوں، وہ چیخ کر بولی۔

یہی محبت ہے تمہاری مجھ سے کہ تم بددعاؤں پہ اتر آئی ہو، خیر مجھے تمہاری بددعا لگ ہی نہیں سکتی اور شاہ میر کبھی کسی سے عشق تو کیا لگاؤ بھی نہیں رکھتا، شاہ میر نے متکبرانہ انداز میں کہا۔

شاہ جی اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا ہے، جب کسی کے دل کو روند دیا جائے اور وہ ضبط کی انتہاؤں کو چھو کر آئے اور پھر اس کے لبوں سے بددعا نکلے تو خالق کائنات بھی اسے قبولیت کا درجہ دیتا ہے اور میری بددعا ہے کہ جس سے آپ پیار کرتے ہوں اس کی قربت کے لئے تڑپ تڑپ جائیں، منت شاہ نے نم لہجے میں کہا اور پھر اپنی سسکیاں دباتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

اس کی بددعا لگے گی اب مجھے، شاہ میر نے استہزائیہ انداز میں کہا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

پھر رات کو وہ کھانے کی ٹیبل پہ آیا تو سب لوگ موجود تھے سوائے مشال کے۔۔

زیبا چاچی آپ کی لاڈلی کہاں ہیں،؟ شاہ میر نے سالن کا باؤل پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔

بخار ہے اسے، زیبا نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔۔

سالن ڈالتے شاہ میر کے ہاتھ تھمے۔۔

اچھا تو اپنے عاشق سے نہ ملنے کا صدمہ منا رہی ہے، روبینہ (شاہ میر کی ماں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

وہ اپنا کے منگیتے ہیں کوئی عاشق نہیں، مسکان نے غصے سے کہا۔

لو بھئی اب یہ بھی بولنے لگے، صفیہ (بڑی تائی) نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اچھا گفتگو بند کریں اور سب چپ چاپ کھانا کھائیں، شاہ میر نے کہا اور پھر رغبت سے کھانا کھانے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ زیبا کے روم میں آیا تو وہ مشال کے سرہانے بیٹھی تھی۔

ارے چاچی جان آپ تو اس کے سرہانے ایسے رو رہی ہیں جیسے مر گئی ہے یہ، شاہ میر نے سفاک انداز میں کہا۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ شاہ میر نے اس کے بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

چھوڑو مجھے، وہ مزاحمت کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

نہیں چھوڑوں گا اور کبھی بھی نہیں، شاہ میر نے طنزیہ انداز میں کہا اور اس کی کلاٹیاں کو مرور کر اسکی کمر کے ساتھ لگا دیا۔

وہ درد سے کراہی مگر شاہ میر کو اس کے درد سے فرق کہاں پڑتا تھا۔

تم نے کیا سوچا ہے، صالح کی جان محفوظ چاہئے یا اس کے بے جان وجود پہ ماتم کرنا چاہتی ہو،؟

شاہ میر کی سفاکی پہ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

بولو،،،،، وہ دھاڑا تو مشال کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

مجھے نہیں کرنی تم سے شادی، وہ خود کو سنبھالتے ہوئے چیخنی۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں صالح کو جان سے مار دوں گا اور اس کی حالت کی ذمہ دار تم ہو گی۔۔

میں تمہاری ان کی گیدڑ بھجکیوں سے نہیں ڈرنے والی اور تمہیں جو کرنا ہے تم کر سکتے ہو مگر میں تم سے شادی کبھی نہیں کروں گی، وہ پھنکار کر بولی۔

چلو تمہیں ایک چیز دکھاتا ہوں، شاہ میر نے کہا اور پھر ویڈیو آن کر کے اس کے سامنے کردی۔

وہ منہ پہ ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ویڈیو کو دیکھ رہی تھی

ویڈیو میں صالح کے آس پاس سفید کورٹ میں ایک شخص گھوم رہا تھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئی، کیونکہ وہ شخص شاہ میر کا خاص آدمی تھا اور وہ ڈاکٹر کے بھیس میں صالح کے گرد گھوم رہا تھا۔

یہ، یہ کک، کیا ہے،؟

،یہ، یہ میرا آدمی ہے یہاں تم جتنی بار انکار کرو گی صالح اتنا موت کے قریب جاتا جائے گا ،، صرف ایک زہریلہ انجیکشن اور صالح خلاص نہیں، تم ایسا نہیں کروں گے، وہ تڑپتی۔

مگر باقی گھر والوں نے ایسے ری ایکٹ کیا گویا کہ وہ جانتے تھے کہ مشال ہاں ہی بولنے والی ہے۔

مشی آپ کیوں کیا آپ نے ایسا؟ صالح بھائی سے محبت کرتی تھی نا آپ اور آپ نے صالح بھائی کے متعلق بھی نہیں سوچا؟ مسکان نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔ یہ سوچ بھی لیتی تو اس کے سوچنے سے کیا ہوتا، ہونا تو وہی تھا جو بڑے بابا اور شاہ میر چاہتے ہیں، تم لوگوں کو کیا لگا ہے کہ تم لوگ یہاں سے چلی جاؤ گی، یہاں آتے لوگ اپنی مرضی سے ہے مگر جاتے بڑے بابا کی مرضی سے، جس دن پہلی بار اعلان ہوا تھا تمہاری، اور شاہ میر کی شادی کا تو اسی دن ہمیں یقین تھا کہ تم صرف شاہ میر کی دولہن ہی بنو گی، روبینہ شاہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

آپ کے بیٹے کو اگر میری اپنا سے پیار تھا تو وہ اس طرح زبردستی کیسے کر سکتے ہیں؟ مسکان نے تڑپ کر کہا۔

میں نے کب کہا کہ میرے شاہ میر کو اس سے پیار ہے، میرا بیٹا صرف اپنی عزت اور رتبے سے پیار کرتا ہے اور اس خاندان کی لڑکیاں غیر خاندان کے لڑکوں کے بستر کی زینت

نہیں بنتی بلکہ اسے خاندان میں ہی نبٹایا جاتا ہے، اس جیسی بدکردار لڑکی سے شادی وہ صرف خاندانی وقار کے لئے کر رہا ہے اور اس کے بعد وہ پھر سے شادی کرے گا وہ بھی اپنی پسند کی لڑکی سے جو کہ باحیا اور باکردار ہوگی، روبینہ شاہ نے متکبرانہ انداز میں کہا۔
زیبا اور مسکان تو اس کے زہریلے انداز پہ سن ہو گئی تھیں مگر مشال کے اندر جیسے آگ ہی لگ گئی تھی۔

وہ چلتی ہوئی روبینہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

آج سے میرا چیلنج ہے کہ آپ کے بیٹے کے دل و دماغ پہ ایسا نقش چھوڑوں گی کہ اسے میرے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا، مشال نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔

ہاہاہاہا، روبینہ اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

بہت خوب، تو چلو لگی شرط،،، روبینہ نے کہا۔

بالکل اور جیتوں گی تو میں ہی، وہ تلخ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

سب لوگ اسے استغزائیہ انداز میں دیکھ رہے تھے۔

چلیں ماما اور مسکان کمرے میں چلتے ہیں، مشال نے کہا۔

ہماری عزتوں کے ساتھ جو کھیلتا ہے کبھی معاف نہیں کیا جاتا شاہ زین، بڑے بابا نے غرا کر کہا۔۔

مجھے اپنے خاندان کی عزت کا بہت خیال ہے بڑے بابا بس اس ٹائم میں بہت اپ سیٹ تھا اور میں شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے گھر سے بھاگ گیا، شاہ زین نے تڑپ کر کہا۔

میری نظروں سے اسی وقت دفع ہو جاؤ شاہ زین اور مجھے تم پر ذرا برابر بھی بھروسہ نہیں ہے، بڑے بابا نے غصے سے کہا اور پھر وہ اور شاہ میر تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ شاہ زین کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

پھر وہ تھکے تھکے قدموں سے وہاں سے اٹھ کر بچ پھڑکیا۔

شام ہونے کے بعد وہ اٹھا اور لال حویلی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حسرت سے اس کی پرشکوہ عمارت کو دیکھنے لگا۔

پھر رات کو وہ اٹھ کر جانے ہی والا تھا کہ اسے تین عورتیں گھر سے نکلتی دیکھائی دیں، وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگا اور پھر وہ ان تینوں کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

کچھ آگے جا کر وہ رک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

شاہ زین جلدی سے ان کی طرف بڑھا۔

کون ہیں آپ؟ شاہ زین کی آواز پہ وہ تینوں کے رنگ فق ہو گئے۔

ہم، ہمیں شہر جانا ہے پلیز ہمیں چھوڑ دیجئے، ہمیں یہ لال حویلی والوں نے محصور کر دیا تھا۔

اووووووہ اچھا، آئیے میرے ساتھ اور میرے ہوتے ہوئے آپ کو پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے، شاہ زین نے کہا۔

لیکن تم ہو کون؟

اپنا دوست اور لال حویلی والوں کا دشمن سمجھ لیجئے اور آپ کی بھی ان سے دشمنی ہے اور

میری بھی تو دشمن کا دشمن دوست ہی ہوا کرتا ہے۔۔

اووووووہ تمھینک گاڈ کہ آپ کا ان سفاک لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، مسکان جلدی

سے بولی۔

شاہ زین نے دلچسپی سے اسے دیکھا جو کہ سب سے مضطرب لگ رہی تھی۔

مسکان اس کی نگاہوں سے انجان ہاتھ میں پکڑے گتے سے ہوا لے رہی تھی۔

آئیے آپ میرے ساتھ اور ہم آپ کو اس جگہ پہنچائیں گے کہ جہاں آپ محفوظ ہوں گی اور آپ کی عزت بھی،، شاہ زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہیں لے کر وہ جان بوجھ کر گول گول گھومتا رہا اور پھر لال حویلی کی بیک سائیڈ پہ بنے آؤٹ ہاؤس میں لے آیا۔۔

یہ کون سی جگہ ہے؟ مسکان نے حیرانگی سے پوچھا۔

یہ میرا گھر ہے اور آج رات آپ یہاں ٹھہریئے اور صبح آپ کو آپ کی منزل مقصود تک پہنچا دوں گا۔۔

لیکن ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے شہر پہنچنا تھا تاکہ ہم حویلی والوں سے بہت دور چلے جائیں۔ زیبائے نے بے چینی سے کہا۔

فکر مت کیجئے آپ حویلی والوں سے محفوظ رہیں گی، اور اب آپ سکون سے جا کر آرام کیجئے اور صبح ہم فریش ہو کر گاؤں سے باہر جائیں گے، شاہ زین نے کہا۔

زیبا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر شاہ زین کی صبح جا کر آنکھ کھلی تو ٹائم کافی ہو چکا تھا وہ جلدی سے اٹھ کر آؤٹ ہاؤس کا جو دروازہ حویلی میں نکلتا تھا وہاں سے وہ حویلی میں داخل ہوا۔

پوری حویلی میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور شاہ میر چیخ رہا تھا۔

شاہ زین جب اندر داخل ہوا تو سب اسے دیکھ کر شاکڈ رہ گئے۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی، منع کیا تھا نا بڑے بابا نے کہ تم جیسے انسان کی ہمارے ہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔

بہت خوب شاہ میر، تین عورتیں تم لوگوں پر بھاری پڑ گئی اور عزت پہ مجھے لیکچر دے رہے ہو، یہاں آپ سب لوگ سوئے ہوئے تھے اور وہاں وہ تینوں رات کے وقت گھر سے باہر نکل رہی تھیں اب میں نے انہیں اپنے پاس رکھا ہے اور اگر میں چاہتا تو انہیں شہر پہنچا کر آپ سب کو نیچا دکھا سکتا تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ انہیں دھوکہ دیا اور جھوٹ بول کر انہیں میں نے آؤٹ ہاؤس میں رکھا ہے اگر مجھے آپ لوگوں کی عزت سے پیار نہ ہوتا تو میں ایسا کبھی نہیں کرتا، شاہ زین نے کہا۔

کیا لگ رہا ہے۔۔

مجھے لگ رہا ہے کہ ہم اس شخص پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے تھا، اللہ میرے سے یہ غلطی کیسے ہو گئی،، مشال نے سر تھام کر کہا۔

، اوففففف اپنا آپ نا بہت شکی ہو گئی ہیں مجھے تو لگتا ہے وہ بہت اچھا انسان ہے مسکان نے جلدی سے کہا۔۔

حالات ہی کچھ ایسے ہیں کہ میں تو اپنے سائے سے بھی مشکوک ہو جاتی ہوں، مشال سر جھٹک کر بولی۔

پھر اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتیں کہ دھاڑ سے ایک دروازہ کھلا اور اس سے اندر داخل ہوتے سب حویلی کے افراد کو دیکھ کر ان کا رنگ زرد پڑ گیا۔

شاہ میر تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور ایک تھپڑ زور سے مشال کے منہ پہ پڑا اور چیختی ہوئی زمین پہ گر گئی۔

زیبا اور مسکان تیزی سی اس کی طرف لپکی۔

شاہ میر نے اسے بازو سے کھینچ کر اٹھایا اور اس کی بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کا جبروں کو بھینچا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے ساتھ یہ کھیل کھیلنے کی، شاہ میر غرا کر بولا۔
مشال تکلیف سے کراہ کر رہ گئی۔

شاہ زین تیزی سے آگے بڑھا اور بامشکل مشال کو اس سے چھڑوا یا۔

پپ، پلیر ہمیں بچا لیں ان سے، مسکان نے شاہ زین کا ہاتھ تھام کر التجائیہ انداز میں کہا۔

شاہ میر اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

یہ بچائے گا تمہیں، یہ تو اس وقت خود کو بچانے کی تیاری میں ہے، تمہیں پتا ہے کہ تم اس وقت کہاں ہو، چلو میں ہی بتا دیتا ہوں کہ تم اس وقت کہاں ہو؟ تم لوگ اس وقت حویلی میں ہی موجود ہوں اور شاہ زین اسی حویلی کا بڑا بیٹا ہے تو وہ تم لوگوں کو کیسے جانے دیتا، اپنی عزتوں کی حفاظت کرنا ہمیں خوب اچھے سے آتا ہے، شاہ میر نے شاہ زین کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

مسکان نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ شاہ زین کا بازو چھوڑ کر پیچھے ہو گئی۔

شاہ زین اس کی آنکھوں میں بے بسی دیکھ کر ساکت ہو گیا۔

کہا تھا ناکہ یہاں لوگ اپنی مرضی سے آتے ہیں مگر واپس بڑے بابا کی مرضی سے جاتے ہیں، مگر تم ماں بیٹیوں کو شاید اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ گاؤں وہ دلدل ہے جہاں سے صرف وہی نکل سکتا جس کو نکلنے کی اجازت ہو، روبینہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اب سے تم تینوں اسی آوٹ ہاؤس میں رہو گی اور باہر کی دنیا سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہوگا جب تک تم دونوں لڑکیوں کے نکاح نہیں ہو جاتے اب صرف مشال کا نکاح ہی نہیں ہوگا بلکہ مسکان کا بھی ساتھ ہی ہوگا، بڑے بابا کی بات پہ وہ سب چونک گئے اور وہ تینوں فق چہروں کے ساتھ بڑے بابا کو دیکھ رہی تھیں۔۔

مسکان کا نکاح کس سے ہوگا،؟

شاہ زین نے جو آج حویلی کی عزتوں کو بچانے کا کارنامہ انجام دیا ہے اس کی وجہ سے ہم نے اسے آدھا تو معاف کر دیا لیکن پورا معاف کروانے کے لئے اسے مسکان سے نکاح کرنا ہوگا۔۔

شاہ زین نے چونک کر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو کہ محض سولہ یا سترہ سال کی لگتی تھی اور اس سے کافی چھوٹی تھی۔

یہ ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بڑے بابا، شاہ زین نے بے چینی سے کہا۔
اگر تمہیں انکار ہے تو آؤٹ ہاؤس کا وہ دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے اور تم یہاں سے دفع ہو سکتے ہو اور رہی مسکان تو اس کا نکاح ہم خاندان کے کسی بھی لڑکے سے کروا سکتے ہیں، روبینہ اور صفیہ کے بھانجے وغیرہ بھی موجود ہیں تو ان میں سے کسی ایک سے بھی نکاح کا کہوں گا تو وہ سر کے بل آئیں گے، بڑے بابا نے دھاڑ کر کہا۔
شاہ زین نے نے چینی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر حسرت سے دیکھتی اپنی ماں کو دیکھا تو اسے فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگی اور اس نے ہاں بول دی۔

پھر بڑے بابا اور باقی گھر کے افراد نے شاہ زین کو گلے لگا کر اس کا ویلکم کیا اور پھر وہ سب آؤٹ ہاؤس کے دروازوں کو تالے لگا کر وہاں سے نکل گئے۔

وہ تینوں ماں بیٹیاں زمین پر بیٹھ کر ایک دوسرے کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں اور انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ اب اس دلدل سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ان

لوگوں سے ان کے موبائل بھی چھین لئے گئے تھے کہ وہ نہ تو شاہ ولی سے کوئی رابطہ کر سکتی تھیں اور نہ ہی صالح سے، اور صرف دو دن کا فاصلہ تھا اور دو دن کے بعد ان دونوں کے نکاح تمھے اور یہی ان کا مقدر تھا اور مقدر پہ رویا تو جا سکتا ہے مگر لڑا نہیں جا سکتا، اور یہ بات وہ اچھی طرح سے جان چکی تھیں۔۔



شاہ ولی بے چینی سے اپنے اپارٹمنٹ میں ٹھہل رہا تھا۔۔
 واٹ ہیپیڈ ڈوڈ،؟ اس کے فرینڈ نے پاس آکر پوچھا۔
 دو دن ہو گئے ہیں ماما اور مہنوں سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا۔۔
 یار وہ پاکستان ہے اور تجھے پتا ہی ہے وہاں نیٹ ورک کا مسئلہ ہوتا ہے اور زیادہ ٹینشن ہو
 رہی ہے تو صالح سے بات کر لے۔۔

اووووہ یہ صالِح کا تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔ ولی نے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔
پھر اس نے صالِح کی کال ملائی تو دوسری طرف کسی عورت نے فون اٹھایا تھا۔۔

صالح کب سے مشال اور مسکان کے نمبر ٹرائی کر رہا تھا مگر ان دونوں کے نمبر بند جا رہے تھے۔

خدایا یہ نمبر کیوں بند جا رہے ہیں ان کے، میں نے ولی کو ٹال دیا مگر میں خود پریشان ہو گیا ہوں کہ یہ مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کر رہی ہیں اور میرا ہاسپیٹل کا سن کر بھی یہ لوگ ابھی تک میرا حال احوال پوچھنے نہیں آئیں، صالح لپ کاٹتے ہوئے سوچنے لگا اور پھر وہ دوبارہ سے ان کے نمبر ٹرائی کرنے لگا۔

ڈیڈ پلیز مجھے ابھی اور اسی وقت مشال سے ملنا ہے، صالح نے اندر داخل ہوتے مسٹر
قیوم سے کہا۔۔

کہیں چوٹ کا اثر دماغ پر تو نہیں ہو گیا جو ایسی باتیں کر رہے ہو اور ہم اس وقت ان کے گاؤں کیسے جا سکتے ہیں جب کہ تمہاری طبیعت خراب ہے،؟

ڈیڈ پلینز مجھے ان سب کی بہت ٹینشن ہو رہی ہے، صالح نے لب چباتے ہوئے کہا۔۔

آج نہیں جا سکتے پرسوں چلیں گے، مسٹر قیوم نے کہا۔

لیکن۔۔

کچھ لیکن ویکن نہیں چپ چاپ آرام کرو اور پھر میں زرا سکیورٹی گارڈز کا بھی انتظام کر لوں، مسٹر قیوم نے کہا تو وہ بے بسی سے سر تھام کر رہ گیا تھا۔

پھر اس نے بامشکل دو دن گزارے تھے اور پھر وہ سنڈے کی صبح جلدی سے اٹھ کر تیار ہو گیا تھا اور مشال، مسکان اور زیبا کے لئے گفٹس بھی خرید کر لایا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ سب لوگ گاؤں جانے کے لئے روانہ ہو گئے تھے اور شام ڈھلے وہ گاؤں پہنچ چکے تھے۔

جب وہ حویلی پہنچے تو سب کا رویہ بہت عجیب سا لگا تھا، ملازم نے انہیں لیونگ روم میں بیٹھا کر انتظار کرنے کو کہا تھا۔ اور پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ لوگ ویٹ ہی کر رہے تھے۔

یہ زیبا آنٹی وغیرہ کتنا ویٹ کروائیں گی، وہ مضطرب سا بولا۔

پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور مرد حضرات اندر داخل ہوئے۔

شاہ میر کو دیکھ کر تو صالح کے اندر ابال اٹھا تھا۔

شاہ میر نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا تو صالح نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

پلیز زیبا بھابھی کو بلوادیجئے، مسز قیوم نے کہا۔

ہمارے ہاں عورتیں وہاں نہیں آتی جہاں غیر محرم ہوں، بڑے بابا نے نخوت بھرے انداز میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا کہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی مشال اندر داخل ہوئی۔
صالح اس کی حالت دیکھ کر شاکد رہ گیا تھا، رنگت زرد پڑی تھی اور بکھرا ہوا روپ جیسے کہ اسے پہ خزاں کی رت آئی ہو۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی، شاہ میر کی دھاڑ پہ صالح ہوش میں آیا۔
پھر اس سے پہلے کہ وہ مشال کی طرف بڑھتا کہ شاہ میر تیر کی مانند مشال کی طرف بڑھا
اور اسے بازو سے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔

مستی،، صالح اسے تڑپ کر پکارتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔
سب لوگ ہڑبڑا کر ان کے پیچھے لپکے۔۔

لڑکے رک جاؤ۔۔۔۔۔ صالح نے بڑے بابا کی پکار کو بھی ان سنا کر دیا۔
پھر شاہ میر نے اسے لاؤنج میں لا کر صوفے پہ پٹھا اور اس کا منہ زور سے بھینچا۔

صالح غصے سے اس کی طرف بڑھا اور اسے پیچھے سے پکڑ کر کھینچا تو شاہ میر نے اسے زور سے دھکا دیا تو وہ لڑکھڑا کر گرا مگر دوسرے پل وہ شاہ میر پہ جھپٹا اس نے اس کے منہ پہ ایک زور دار مکا مارا تو شاہ میر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور اس کے ناک سے خون کا فوارہ چھوٹ گیا تھا۔

مستی تم ٹھیک ہو، صالح نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
شاہ میر نے ایک جھٹکے سے مشال کو کھینچ کر اپنی بانہوں میں لے لیا۔
جانم اسے بتاؤ کہ پرسوں رات ہماری شادی ہو چکی ہے، شاہ میر نے اس کے جبرے بھینچتے ہوئے غرا کر کہا۔

صالح کو لگا کہ پوری چھت اس کے سر پہ گر چکی ہے۔
مستی، مستی یہ شخص جج، جھوٹ بول رہا ہے نا؟ صالح نے تڑپ کر پوچھا۔
مشال نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔
تم، تم نے کیوں کیا ایسا؟ وہ تڑپ کر بولا۔

، کیونکہ ان لوگوں نے ہمیں قید کر رکھا تھا اور ہم دونوں کا نکاح اپنے جلاّد سپوتوں سے کر دیا
مسکان نے اندر آکر چلا کر کہا۔

صالح نڈھال سا ہو کر زمین پہ بیٹھ گیا۔

اب تم لوگ یہاں سے جاؤ گے یا باہر سے اپنے آدمی بلواؤں، شاہ میر دھاڑا۔

چلو اٹھو صالح، مسٹر قیوم نے کہا تو وہ ان دونوں کا سہارا لے کر اٹھ گیا مگر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بے جان ہو چکا ہے۔

پھر وہ واپسی کے لئے نکل آئے۔

صالح پورے راستے چپ چاپ باہر کے منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر گھر پہنچتے ہی وہ سیدھا کمرے میں آیا اور دروازے بند کر کے اس کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

آنسو ساون بھادوں کی طرح اس کی آنکھوں سے جھری رہے تھے۔۔

پھر سائیڈ ٹیبل پہ پڑی مثال کی تصویر پہ نظر پڑی تو وہ اٹھ کر چلتا ہوا اس تصویر کے پاس آیا اور اسے اٹھا کر اپنے سینے کے ساتھ لگا دیا۔

وہ درد سے کرا رہی۔

تکلیف ہو رہی ہے؟ شاہ میر نے اس کا چہرہ دبوچ کر غرا کر پوچھا۔

مجھے بھی تکلیف ہوئی جب جب تم نے اس صالح کے ساتھ محبت کا اقرار کیا، پتا ہے تمہیں جب پہلی بار تمہیں تمہارے کالج میں دیکھا تو تبھی سوچ لیا تھا کہ تم صرف میری ہو مگر میرا دل ٹوٹ گیا جب مجھے معلوم ہوا کہ تم کسی اور کو پسند کرتی ہو، جی چاہا کہ اسے مار ڈالوں مگر دل مسوس کر رہ گیا تھا اور دیکھو قدرت مجھ پہ کتنی مہربان کہ میری چاہت کو دلانے کا راستہ بنا دیا، ولید چلچو کا انتقال ہو گیا اور تم یہاں آ گئی، شاہ میر نے اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتے ہوئے کہا۔

آہ۔۔ تم سفاک ہو، وہ آنسو بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاں وہ تو میں ہوں، خیر یہ بتاؤ کہ مجھے آئی لو یو کب بولوں گی،؟
کبھی نہیں، تم جیسے گھٹیا انسان سے محبت تو دور ہمدردی بھی نہیں کی جا سکتی، اور
میرے دل میں نفرت کا اتنا زہر ہے کہ تمہارا وجود نیلا پڑ جائے گا شاہ میر، وہ اس کا
گریبان پکڑ کر چلائی۔

شاہ میر کا ہاتھ اٹھا اور ایک زور دار تھپڑ اس کے نازک رخسار پہ پڑا۔

تم مجھ سے محبت کرو گی ضرور کرو گی اور میں کروا کر رہوں گا اور میں تمہیں تب تک نہیں چھوؤں گا جب تک تم خود میری بانہوں میں آکر ٹوٹ کر اقرار نہیں کرو گی، تم میری صرف پسند ہو مگر میں تمہاری محبت بنو گا اور میں جو چاہتا ہوں وہ پا کر رہتا ہوں۔

بابا بابا بابا، سچ میں بڑے خوش فہم ہو، وقت بتائے گا کہ کون کس کا عاشق بنتا ہے اور ہاں میں تم سے محبت کر ہی نہیں سکتی اور اظہار تو بہت دور ہے، مشال نے اس کی بات پہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

شاہ میر کا غصہ اس باتوں پہ مزید بڑھ گیا تھا اور وہ غصے سے ٹیبل کو ٹھوکر مارتا ہوا باہر نکل گیا۔

اور اگلا دن پورا سب کا سالانہ عرس پہ نکل گیا تھا اور آج پھر شاہ میر گھر تھا اور اسی ٹائم اسے صالح کی فیملی کے آنے کی خبر ملی تو صالح کی جان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہ کمرے سے نکل کر ننگے پاؤں ہی لونگ روم کی جانب بڑھ گئی اور شاہ میر نے جو کچھ اس کے ساتھ صالح کی فیملی کے سامنے کیا تو اس کی وجہ سے اس کے دل میں نفرت کی آگ جل اٹھی تھی۔

سب کی چھبتی ہوئی نگاہوں سے خوفزدہ بھی ہو گئی تھی اور پھر واپس زیبا کے کمرے میں آکر بستر میں دبک کر بیٹھ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد سے زیبا اندر داخل ہوئی اور اس کی چادر کھینچ کر اتاری۔

اٹھو مسکان اور اپنا بیگ پیک کروں اور کل صبح تم شہر جا رہی ہو۔

کیا سچ میں؟ میں اس حویلی اور اس فریبی انسان سے آزاد ہو جاؤں گی، وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

اس حویلی سے تو آزاد ہوگی مگر اس شخص کے ساتھ جانے کی وجہ سے، کیونکہ اس کا شہر میں بزنس ہے تو وہیں پر رہتا ہے تو کبھی کبھار اس حویلی میں آیا کرے گا تو تمہاری پڑھائی وہیں پوری گی اور یہ بات بڑے بابا نے خود کہی ہے کہ تم اپنی تعلیم کو مکمل کرو۔۔

واہ بڑے مہربان ہو گئے ہیں بڑے بابا ہم پہ لیکن مجھے ان کی اس مہربانی کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی پڑھائی چھوڑ دوں گی مگر اس شخص کے ساتھ کبھی نہیں جاؤں گی۔۔ کیوں چھوڑ دوں گی تم پڑھائی اور بابا کے خوابوں کا کیا؟ تم اس وقت اپنا ایف ایس سی کمپلیٹ کروں گی اور اس کے بعد اپنا ایم بی بی ایس، بابا کا ہمیشہ سے خواب رہا ہے کہ

تمہیں ڈاکٹر بنائیں تو تم ان کے خوابوں کو جلا نہیں سکتی، مثال نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

یہاں زندہ لوگوں کے خواب جلا دیئے جاتے ہیں اور میرے بابا تو اب اس دنیا میں نہیں رہے تو اب ان کے خواب پورے کرو یا نہ کرو انہیں کیا فرق پڑے گا، مسکان نے تلخ لہجے میں کہا۔

کیوں بحث کر رہی ہوں مسکان، چپ چاپ اپنی تیاری کرو اور اس قید سے نکلو کیونکہ یہاں تم صرف گھسٹن ہی محسوس کرو گی اور وہاں جاکر تم آزادی سے جی سکتی ہو، مثال نے کہا تو وہ سوچ میں ڈوب گئی پھر وہ اٹھ کر بیگ میں کپڑے رکھنے لگی۔

پھر صبح وہ سب سے ملنے کے بعد شاہ زین کی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی جس کے چہرے پہ پریشانی کے بادل منڈلا رہے تھے۔

کیا مصیبت ہے یہ، کچھ دیر بعد وہ بڑبڑایا۔

ایکسیوزمی آپ نے مجھے کچھ کہا کیا،؟ مسکان نے تیکھے چتوڑوں سے پوچھا۔

جی ہاں، کیونکہ مصیبت بن چکی ہیں آپ میرے لئے، میں تو پہلے ہی خاندان کی ایک لڑکی سے جان چھڑوا کر گیا تھا اور تم پلے پڑ گئی۔

آپ نے مصیبت خود مول لی ہے، سب سے پہلے ہمیں دھوکے کے جھال میں چھسایا اور پھر گھر والوں کا دل جیتنے کے لئے مجھ سے شادی کر لی مگر اس سب میں زندگی ہم بہنوں کو خراب ہوئی آپ کا تو کچھ نہیں بگڑا، مسکان نے تپ کر کہا۔

ہاں میری ہی غلطی تھی کہ تم لوگوں کو خود پکڑا ورنہ تم لوگ مر کر بھی اس گاؤں سے نہیں نکل سکتے تھے، میں نہ ہوتا تو کوئی اور ہوتا جو کہ تم لوگوں کو پکڑ کر بڑے بابا کے حوالے کر دیتا، وہ غصے سے بولا۔

ہونہر،،،،،،،،،، مسکان نے ناگواری سے ہنکارا جھرا۔۔۔

پھر وہ ایک عالیشان گھر کے سامنے ر کے تو مسکان کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔۔

لو آپ کو تو بڑے بابا نے میری وجہ سے اپنا اتنا بڑا گھر بھی دے دیا، مسکان نے طنزیہ انداز میں کہا۔۔

اووووہ ہیلو میں جس فلیٹ میں رہتا ہوں وہ بھی بہت لیگزری ہے اور یہاں تمہارے

سہولت کے لئے آیا ہوں، شاہ زین تپ کر بولا۔

مسٹر میں کوئی محلوں میں نہیں پلی، بلکہ ایک بہت ہی معمولی سے دو کمرے کے گھر میں

رہتی رہی ہوں تو مجھے ان سہولتوں کی ضرورت نہیں ہے، وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

اوففففففف تم ہمیشہ انگارے ہی چباتی ہو کیا یا آج کچھ خاص ہے؟ شاہ زین نے تپ

کر پوچھا۔۔

، آج خاص ہے کیونکہ میں ایک فریبی انسان کے ساتھ اس محل میں داخل ہو رہی ہوں

شاہ زین اس کی بات پر غصے سے کھول کر رہ گیا۔

پھر گاڑی پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد وہ دونوں اندر آئے تو لوگوں نے ان کا پر تپاک

استقبال کیا۔

مجھے میرا کمرہ دکھا دیجئے اور مجھے فریش ہونا ہے، کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھنے کے بعد وہ ایک

ملازمہ سے بولی۔۔

شاہ میر شاہ کی لاڈلی ہے تو اس لئے اسے یہ اجازت دلوائی ہے اس نے، دوسری طرف سے کہا گیا۔

اچھا تو اس میں شاہ میر کی جان ہے تو اب دیکھنا میں شاہ میر کی جان کے ساتھ کرتا کیا ہوں، تم مجھے ان کے شہر والے گھر کا اڈریس بتا دینا کل میں مسکان سے ملنے جاؤں گا اور وہیں پر نیناں شاہ سے بھی ملاقات ہوگی، صالح نے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔

میرا وعدہ ہے شاہ میر شاہ تمہارے اس جگہ چوٹ کروں گا کہ تمہاری روح تک بلبلا اٹھے گی، تم نے اپنی نام نہاد عزت کے لئے مجھ سے میری مشال کو چھینا تھا میں تمہاری اسی عزت کو خاک میں ملا دوں گا، صالح دل میں پر عزم انداز میں بولا۔

پھر وہ کچھ دیر بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے بیڈ پہ آکر لیٹ گیا اور کل کے متعلق پلان بنانے لگا۔

پھر اگلے دن وہ سارے کام نبٹانے کے بعد آفس سے سیدھا مسکان سے ملنے کے لئے شاہ
ولا چلا آیا۔۔

ملازم نے اسے لیونگ روم میں بٹھایا اور کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد نیناں شاہ لیونگ روم میں داخل ہوئی۔۔

جی کہئے،؟ اس نے صالح کے پاس آکر پوچھا۔۔

صالح نے چونک کر اسے دیکھا اور بغور اس کا جائزہ لیا۔

وہ انیس بیس سال کی لڑکی تھی اور اس نے بڑی سی چادر لے رکھی تھی اور اس میں

اس کی گوری رنگت دمک رہی تھی اور چہرے پہ بچوں سی معصومیت تھی۔

جی مجھے مسکان سے ملنا ہے۔۔

مسکان تو اپنے کالج گئی ہوئی ہے آپ بیٹھے میں آپ کے لیے کچھ کھانے پینے کے لئے

واپس بھیجتی اور تب تک وہ واپس آ جائے گی، وہ بولی اور پھر واپس مڑنے لگی۔

سنئے کیا نام ہے آپ کا؟

جی نیناں شاہ، وہ صالح کو جواب دیتے ہوئے بولی۔

میرا نام صالح ہے۔۔

اس کے تعارف کروانے پر نیناں ایک جھٹکے سے مڑی اور اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی۔۔

آپ وہی صالح جی ہیں جن سے مٹی آپ کی منگنی ہوئی تھی،؟ اس نے پوچھا۔۔

جی۔۔۔۔

اچھا۔۔۔ پلیز آپ بیٹھے میں ابھی کچھ کھانے پینے کے لئے لے کر آتی ہوں، وہ کہہ کر روم سے باہر نکل گئی۔

کچھ دیر بعد وہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

اور پھر چائے بنا کر اسے تھما کر اس کے سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

میرے بھیا نے جو بھی کیا وہ بہت غلط تھا، ان کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتی ہوں وہ برے انسان نہیں ہیں بس غصے کے بہت تیز ہیں۔۔۔

صفائیاں دے رہی ہیں اپنے بھائی کی،،؟ صالح نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

نہیں جی ایسی کوئی بات نہیں ہیں میں صرف یہ بتا رہی ہو کہ سچ میں انہوں نے غلط کیا لیکن وہ برے نہیں تھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا انہیں، اس لئے میں آپ سے معافی مانگ رہی ہوں اور آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ آپ انہیں معاف کر دیجئے، نیناں نے جلدی سے کہا۔۔۔

کیا معافی کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ ہے؟ نیناں جی میں انہیں معاف کر چکا ہوں تو یہاں پر مسکان سے ملنے آیا ہوں اور اب میں اپنی زندگی میں بھی جلدی آگے بڑھ جاؤں گا کوئی نہ کوئی میرے لئے بھی ہوگی جو مجھ سے محبت کرے گی۔

بالکل ہوگی اور کیوں نہیں ہوگی آپ ہے ہی اتنے اچھے؟ وہ ایکسائیٹڈ انداز میں بولی۔
اچھا تو مطلب میں آپ کو اچھا لگتا ہوں،،؟

نن، نہیں تو میرا مطلب یہ نہیں تھا، وہ گڑبڑا کر بولی۔۔
مطلب اچھا نہیں لگتا۔۔

، نہیں میرا یہ بھی مطلب نہیں تھا، میرا مطلب ہے کہ آپ سب کو ہی اچھے لگتے ہیں، پتا ہے زیبا آنٹی نے کہا تھا کہ جو معاف کر دیتا ہے نا وہ سب سے اچھا انسان ہوتا ہے وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

اچھا تو یہ بات ہے، وہ اس ساری باتوں میں پہلی بار صحیح سے مسکرایا تھا۔
ہنستے ہوئے اچھے لگتے ہیں ہنستے رہا کریں، نیناں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہیننن ایسا کیوں؟

ارے کیا ہوا۔۔؟

جی اچھا، اس نے کہا اور پھر اس کا موبائل پکڑ کر اس میں اپنا نمبر سیو کر دیا۔

اور صالح اسے خدا حافظ بول کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔



شاہ میر رات گئے کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ کی کنارے پہ لیٹی اپنے وجود سے انجان
مشال کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

بال کھلے ہوئے تھے جو کہ آدھے سینے پہ تھے اور آدھے بیڈ پہ بکھرے تھے اور کچھ ہونٹوں
کو چوم رہے تھے۔

شاہ میر نے سر جھٹکا اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

کپڑے چینج کرنے کے بعد ٹراؤزر پہن کر باہر نکلا اور بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ اسکے بال
سمیٹ کر سائیڈ پہ کرتے ہوئے لیٹ گیا پھر اس کی نظر اس کے ہونٹوں کو چھوتے
بالوں پہ گئی تو کہنی کے بل تھوڑا سا اوپر ہو کر اس نے انگلی سے اس کے بالوں کو ہٹایا
تو مشال نے نیند میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اس پہ رخسار رکھ دیا۔

شاہ میر نے گہرا سانس بھرا اور اس کے قریب کو کر لیٹ گیا، اس کی سانسوں کی گرمائش وہ اپنے سینے پہ محسوس کر رہا تھا اور اس کے بالوں کی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی، وہ بامشکل اپنے جذبات کو دبا رہا تھا۔

پھر تھک ہار کر اس کی آنکھ لگی جو کہ مشال کے ہڑبڑا کر اٹھنے پہ کھلی۔
ہاؤ ڈیئر یو، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے پاس آنے کی،؟ وہ چلائی۔

شاہ میر نے اس کے انداز پہ ایک جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچا تو وہ اس کے سینے پہ گرمی۔۔
،چھ،، چھوڑو مجھے

غلطی تمہاری اور چلا مجھ پہ رہی ہو، شاہ میر نے اس سے پہلو میں گرا کر کہنی کے بل زرا سا اونچا ہوتے ہوئے پوچھا۔
میری غلطی؟

جی ہاں آپ کی غلطی محترمہ، پتا بھی ہے کہ کل رات آپ نے کیا کیا۔۔

کک، کیا کیا؟

کس کی تھی تم نے میرے ہینڈ کی اور۔۔۔ شاہ میر نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی۔

اور،،؟ اس نے بے چینی سے پوچھا۔

چھوڑو یار، مجھے تو بتاتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے، شاہ میر نے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ میں ایسی حرکت نہیں کر سکتی ہوش و حواس میں۔

تم ہوش و حواس میں کب تھی رات کو، شاہ میر نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔
کیا مطلب میں ہوش میں کیوں نہیں تھی؟ وہ گھبرا کر بولی۔

یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کہ رات کو تمہیں ہوا کیا ہے خیر چھوڑو جو ہو گیا سو ہو گیا ہو پیچھے
مجھے زینوں پر جانا ہے اتنا ٹائم ہو گیا ہے مجھے بڑے بابا نے کہا بھی تھا کہ جلدی اٹھ جانا
اور دیکھو اتنا لیٹ ہو گیا تمہارے رات کے رومینس کے چکر میں،؟ شاہ میر نے کہا اور پھر

ایک ہی جست میں اٹھ کر وہ جلدی سے واشروم کی جانب بڑھ گیا اور وہ پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی۔

وہ نہا کر باہر نکلا تو ساکت بیٹھی نہ جانے کیا سوچ رہی تھی، اس کی حالت دیکھ کر شاہ میر نے بمشکل اپنی ہنسی کو روکا۔

پلیز بتاؤ مجھے،؟ وہ جلدی سے اس کے سامنے آکر بولی۔۔

کیا،؟ شاہ میر انجان بنا۔۔۔

یہی کہ رات کو کیا ہوا تھا۔۔؟ وہ لب چہاتے ہوئے بولا۔۔

کون سی رات کو،؟ شاہ میر نے ہونٹ سکڑ کر کہا اور پھر جلدی سے کندھوں پہ چادر رکھی اور باہر نکل گیا۔۔

شاہ میر۔۔۔ اس نے چلا کر آواز دی مگر وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

پھر دوپہر میں جب وہ کھانا کھانے گھر آیا تو وہ بے چینی سے لاؤنج میں ٹہل رہی تھی۔

شاہ میر مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے، وہ شاہ میر کا بازو پکڑ کر بولی۔۔

شاہ میر نے اس کی حرکت پہ گڑبڑا سب خواتین کو دیکھا جو کہ شرمندہ سی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔۔

میرے ساتھ مہمان آئیں ہیں تو ماں آپ مردان خانے میں کھانا بھیج دیجئے، شاہ میر نے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے کہا اور مردان خانے کی طرف بڑھ گیا۔۔

شاہ میر پلینز پہلے میری بات۔۔۔

شششش،،،، شاہ میر نے ایک جھٹکے سے مڑ کر اسے کمر سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

کیا بولنا چاہتی ہو،؟ شاہ میر نے پوچھا۔۔

وہ، وہ رات کو کیا ہوا تھا،؟ اس نے لب چباتے ہوئے پوچھا۔۔

عملی طور پہ دیکھاؤں کیا،؟

جج، جی۔۔۔ وہ آہستگی سے بولی۔۔۔

شاہ نے باری باری اپنے لب اس کے رخسار پہ رکھے اور پھر باری باری اس کی آنکھوں کو لبوں سے چھوٹا ہوا اسے مسمراؤ کر چکا تھا۔

وہ ساکت جہاں تہاں کھڑی رہ گئی اور شاہ میر مسکراتا ہوا مردان خانے کی طرف بڑھ گیا۔۔
 مستی یہاں کیوں کھڑی ہو؟ ملیجہ نے پاس آکر اسے کندھے سے ہلاتے ہوئے پوچھا۔
 وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی اور پھر بھاگتی ہوئی وہاں سے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔
 نہیں، نہیں میں ایسا نہیں کر سکتی،، کمرے میں آکر وہ دھپ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔
 پھر وہ مضطرب سی ہو کر ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی۔۔



مسکان اپنے اسائنمنٹ بکھیر کر بیٹھی تھی، وہ اور شاہ زین نیناں کو دیکھانے کے لئے ایک
 ہی کمرے میں رہ رہے تھے۔
 کچھ پل بعد دروازہ کھلا اور شاہ زین اندر داخل ہوا اور جلدی سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ
 گیا۔

تھوڑے دیر بعد وہ نک سک سے تیار ہو کر باہر نکلا اور بیلٹ لگانے لگا۔

کچھ پل بعد دروازہ ناک کر کے ایک ماڈرن سی لڑکی اپنے دھیان میں اندر آئی اور شاہ زین کے پیچھے سے ہیگ کر لیا۔

مسکان نے حیرانگی سے دیکھا تو شاہ زین نے جلدی سے ہڑبڑا کر اس کو دیکھا۔
پھر اس لڑکی کی نظر مسکان پہ پڑی تو وہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے دیکھنے لگی۔

زین بے بی ہو از شی،؟ اس نے ناگواری سے پوچھا۔
سونیا ڈارلنگ یہ میری کزن ہے اور تمہیں بتایا تو تھا میں نے، شاہ زین نے جلدی سے کہا۔

اوووہ بٹ یہ تمہارے کمرے میں کیا کر رہی ہے؟
وہ ایک کوسچن کا پوچھنے آئی تھی تو یہی بیٹھ گئی، شاہ زین نے ایک اور جھوٹ گھڑا۔
اوکے،، چلو جلدی سے باہر آ جاؤ میں تمہارا ویٹ کر رہی ہوں، وہ شاہ زین کے رخسار پہ کس کرتے ہوئے بولی اور پھر باہر نکل گئی۔
شاہ زین نے اس کے جانے کے بعد گہرا سانس بھرا۔

جھوٹ اور فریب کے علاوہ آپ کو کچھ نہیں آتا نا، شاہ زین نے ناگواری سے کہا۔۔

شٹ اپ اور میرے سے تمیز سے بات کیا کرو، شاہ زین نے غصے سے کہا اور پھر تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

پھر وہ رات گئے جب کمرے میں آیا تو مسکان سوئی تھی اور کمرے میں اے سی آن نہیں تھا تو گرمی کافی زیادہ تھی اور وہ پسینے سے بھگی تھی اور بال اس کی گردن میں چپکے تھے۔

شاہ زین نے بغور اسے دیکھا۔۔

گوری رنگت پہ پسینے کی بوندیں شبیم کی مانند چمک رہی تھی اور ستواں ناک اور یا قوتی ہونٹوں کے اوپر تل تھا اور رخسار پہ پلکیں سایہ فگن تھی

خوبصورت تو واقعی بہت ہے یہ، شاہ زین نے سوچا اور پھر سر جھٹک کر اس نے اے سی آن کیا اور بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ آکر لیٹ گیا۔

کچھ دیر بعد مسکان نے کروٹ لی اور ایک ٹانگ اس کے اوپر رکھ دی اور ایک ہاتھ اس کے سینے پہ۔۔

اوففففففف خدایا کتنا گندرا سوتی ہے یہ،، شاہ زین بڑبڑایا اور پھر اسے پیچھے ہٹاتا ہوا کروٹ بدل گیا۔۔

پھر صبح اس کی آنکھ کھلی تو مسکان پہلو میں نہیں تھی، اس نے ٹائم دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہو رہے تھے۔

وہ جلدی سے اٹھا اور کپڑے نکال کر تیزی سے اندر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ تیزی سے مسکان واشروم سے باہر نکلی اور اس کے ساتھ ٹکرائی۔
شاہ زین نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو کہ منہ میں ٹوتھ برش لئے تھے اور جھاگ ہونٹوں پہ پھیلی تھی۔

سچ، یہ کیا ہے؟ شاہ زین نے ناگواری سے کہا۔

اس نے جلدی سے شاہ زین سے ٹاول کھینچا اور واپس واشروم کی طرف بڑھی
ارے یہ میرا ٹاول ہے، دو مجھے، شاہ زین نے اس کے پیچھے آتے ہوئے جھلا کر کہا۔۔
مسکان نے جلدی سے کلی کی اور پھر اس کی طرف مڑی۔۔

دیکھئے یہ ٹاول کس کا ہے یہ بعد میں بات کریں گے، اس وقت آپ باہر جائیں میں پہلے ہی لیٹ ہو چکی ہوں بہتت، وہ جلدی سے بولی۔۔

میں بھی لیٹ ہوا ہوں تم کہیں اور جا کر نہا لو، وہ اسے بازو سے پیچھے کرتے ہوئے بولا مسکان اس کے پیچھے کرنے سے لڑکھڑائی اور لڑکھڑا کر کرنے ہی والی تھی کہ اس نے جلدی سے بانہوں میں بھر لیا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ شاور کو لگا اور شاور کا پانی ان پہ گرنے لگا، وہ آنکھیں زور سے میچے اس کا کالر سے دبوچ کر کھڑی تھی اور اس کے ہونٹ لرز رہے تھے، شاہ زین مسمرائز سا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

مسکان نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں اور پھر اس کے کندھے پر دباؤ ڈال کر وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔

دیکھئے مجھے پہلے نہانے دیں میرا جلدی پہنچنا بہت ضروری ہے آپ تو اگر اپنے آفس سے لیٹ بھی ہو جائیں گے تو بھی کوئی کچھ نہیں کہے گا، وہ جلدی سے بولی۔۔

اتنی بحث کیوں کر رہی ہو میں ہمیشہ اپنے ٹائم پر پہنچتا ہوں، میں ٹائم پر پہنچوں گا تو ایسپلائز ٹائم تک پہنچیں گے اگر باس وہ وقت کا پابند نہیں ہوگا تو اس کے ورکرز کیسے ہوں

گے وقت کے پابند، سو پہلے مجھے نہانے دو میں تو اتنی دیر بھی نہیں لگاؤں گا لیکن
تمہارے بال بھی اتنے بڑے ہیں تو اتنا ٹائم لگا دوں گی تو مجھے پہلے نہانے تو میں صرف
پیندرہ منٹ میں نہا کر نکل آؤں گا

میں دس منٹ میں نہا کر نکل آؤں گی، اگر آپ کو اتنی جلدی ہوتی ہے تو جلدی اٹھا کر میں، وہ غصے سے بولی۔

تو تم جلدی کیوں نہیں اٹھ جاتی تم تو میرے سے بھی پہلے کی سوتی ہو پھر بھی تمہاری
آنکھ جلدی نہیں کھلتی، وہ بھی دوہرو بولا۔

میں جلدی ہی اٹھا کرتی تھی کیونکہ میری ماں اور آپنی مجھے اٹھاتی تھی اب یہاں پر کوئی اٹھائے گا نہیں تو میں جلدی اٹھ کیسے سکتی ہو، وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر تھیکھے چتونوں سے

بولی --

اوففففففف تم سے بحث کرنا فضول ہے نہاؤ مرو اور جلدی نکلنا۔۔

مرے میرے دشمن،، وہ زبان چڑھا کر اسے دھکا دیتے ہوئے باہر کو دھکیلتے ہوئے

بولی۔۔

شاہ زین جھنجھلا کر بیٹھ کر امی میل چیک کرنے لگا۔

پھر دس منٹ بعد وہ واقعی باہر نکل چکی تھی، اسے لگا تھا کہ وہ مزاق کر رہی تھی۔

تم پانی کو سونگھ کر نکل آئی ہو کیا،؟ وہ حیرانگی سے بولا۔

میرے بال لمبے ہیں تو میں صبح صبح نہیں نہاتی،؟

جن کے بال لمبے ہوتے ہیں وہ صبح صبح نہیں نہاتے کیا، میری عشنا کے بھی تو لمبے

ہے نا لیکن وہ روز نہاتی ہے۔ وہ حیران ہوا۔

اب آپ لیٹ نہیں ہو رہے کیا،؟ وہ اس کی طرف اچھنبے سے دیکھتے ہوئے بولی۔

شاہ زین سر جھٹک کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔



شاہ ولی نے پینچنگ بیگ کو ملکوں سے پھاڑ دیا تھا۔

اس کے سب فرینڈز حیرانگی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

واٹ ہیپیڈ ڈوڈ، اس کا کلوز فرینڈ وشال پاس آکر بولا۔

شاہ ولی نے سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وشال میری بہنیں اور ماما، اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولا بن گیا۔۔

کیا ہوا انہیں،؟ وشال نے پوچھا۔۔

مما کا فون آیا تھا آج اتنے دنوں کے بعد، ان کے آنسوؤں نے میرا جگر چھلنی کر دیا، میری

دونوں گریباؤں کی شادیاں زبردستی کروا دی گئی اور وہ بے بسی سے کچھ نہیں کر پائی۔۔

اووووہ گاڈ ایسا کیسے ہو سکتا ہے، کوئی جنگل راج ہے کیا؟ وشال ناگواری سے بولا۔۔

وہاں جنگل راج ہی ہے اور آپ مجھے جلد از جلد پاکستان پہنچنا ہے اور اپنی مہنوں کے

حالات کو دیکھنا ہے کہ وہ کیسی ہیں، وہ خم لہجے میں بولا۔۔

ٹھیک ہے تم جا رہے ہو لیکن وہاں پر کی تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا اپنے گارڈز کے ساتھ

تم گارڈز کو ساتھ لے کر جاؤ گے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم کو نقصان ہو، وشال نے

کہا۔۔

نہیں وشال اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔

کیوں ضرورت نہیں، بالکل ضرورت ہے ولی ڈیئر اور وشال کا بھائی تمہیں وہاں سے پک کر لے گا اور ہاں میرے اور وشال کی شادی کے لئے میرے مام، ڈیڈ کو بھی منانے جانا ہے تو تم وکی کے ساتھ ساتھ رہو گے، تمہیں پتا ہی ہے کہ وشال کا بھائی مافیا سے تعلق رکھتا ہے، وشال کی گرل فرینڈ سویرا مسکراتے ہوئے بولی۔۔

،ہوووووو ٹھیک ہے تو نیکسٹ ویک کی ٹکٹ کنفرم کروانے لگا ہوں تم وکی کو فون کر دو شاہ ولی نے کہا اور پھر باہر نکل گیا۔۔



شاہ ولی سویرا کے ساتھ سنڈے کی فلائٹ سے اگلے ہفتے پاکستان پہنچ چکا تھا اور وہ اس کے آدمیوں نے اس کا پرتپاک استقبال کیا اور پھر وہ ان کے ساتھ سویرا کو چھوڑنے ان کے گھر آیا اور سویرا کے پیرنٹس نے اس کو حیرانگی سے دیکھا۔

ہوا از ہی،،،؟ سویرا کے فادر نے پوچھا۔

ڈیڈ یہ وشال کا بھائی ہے،، سویرا کے جھوٹ پہ شاہ ولی نے اپنا ماتھا مسلا۔۔

واؤ یو آر لوکنگ سو ہینڈسم، اتنے پیارے بال ہیں آپ کے، کون سا شیمیویوز کرتے ہیں؟
سویرا کی مہن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جی مجھے بہت ضروری کام ہے تو اب چلتا ہوں، شاہ ولی نے کہا اور پھر باہر نکل گیا۔
مجھے اس اڈریس پہ جانا ہے، شاہ ولی نے گاؤں کا اڈریس لکھ کر دیتے ہوئے کہا اور پھر
کانوں میں ہیڈفون لگا کر گاڑی کی سیٹ کی بیک پہ سر ٹکا دیا۔

پھر شام کو وہ لال حویلی کے سامنے موجود تھا۔
اس نے سر اٹھا کر اس کے پر شکوہ عمارت کو دیکھا تو ایک تلخ مسکراہٹ نے اس کے
چہرے کا احاطہ کر لیا۔

پھر دروازے پہ موجود گارڈ نے پاس آکر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
شاہ ولی نام ہے میرا، شاہ ولید کا بیٹا ہوں، اس نے
نخوت سے کہا۔

گارڈ نے جلدی سے دروازہ کھول کر اسے سلام کیا۔
شاہ ولی گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

چلتے ہوئے اچانک سامنے سے آتی لڑکی سے زور سے ٹکرایا اور اس سے پہلے کے وہ گرتی کہ شاہ ولی بے اسے تھام لیا۔۔

وہ لڑکی جلدی سے سیدھی ہوئی اور اپنی چادر کو اپنے گرد زور سے لپیٹ لیا۔۔
کون ہو آپ اور ایسے کیسے اندر گھسے چلے آرہے ہیں؟ اس لڑکی نے ناگواری سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شاہ ولی نام ہمارا، اس کے تعارف کروانے پر وہ زور سے چونکی۔۔

شاہ خاندان کے ہو کر غنڈے موالیوں جیسا حلیہ، اس لڑکی نے تنک آکر کہا۔
اپنی حد میں رہو اور تم ہوتی کون ہو مجھے اس طرح روک کر سوال جواب کرنے والی؟ شاہ ولی نے بھی ناگواری سے کہا۔

ہم منت شاہ ہے، بڑے بابا کی اکلوتی نواسی اور سب کی لاڈلی، اس نے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

تو میں کیا کروں،؟ جاؤ اپنا کام کرو، شاہ ولی نے اسے ہاتھ سے سائیڈ پہ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے کی جانب بڑھ گیا۔

غنڈہ، موالی، پیچھے سے منت شاہ کی پھر سے آواز کانوں میں ٹکرائی تو وہ اسے ان سنا کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو سب خواتین اسے دیکھ کر حیرانگی سے کھڑی ہو گئی۔
وہ سب کو سلام کرتا ہوا ساکت کھڑی زیبا کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ چوم کر اس کے
گلے لگ گیا۔۔

وا، ولی میری جان، زیبا نے تڑپ کر کہا اور پھر اس کے سینے کے ساتھ لگ کر پھوٹ
پھوٹ کر رودی۔

بس ماما۔۔ شاہ ولی نے انہیں صوفیہ پہ بیٹھایا اور پنچے کے بل ان کے سامنے بیٹھ کر ان کے ہاتھ تھام لئے۔۔

پھر کچھ دیر بعد مشال تیزی سے نیچے آئی تو شاہ ولی نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔
وہ بھاگ کر اس کے چوڑے سینے میں سما گئی۔
چٹکی کہاں ہیں؟ اس نے بے قراری سے پوچھا۔

وہ اپنے شوہر کے ساتھ شہر میں ہے، زیبا نے جواب دیا۔

ایسے کیسے آپ نے اسے شہر جانے دیا وہ بھی ایک انجان انسان کے ساتھ جو کہ اسے سمجھ نہیں پائے گا

وہ انجان نہیں ہے اس کا شوہر ہے، پیچھے سے بڑے بابا کی آواز سنائی دی۔
شاہ ولی نے انہیں ناگواری سے دیکھا۔

کیسے ہو برخوردار؟ انہوں نے اس کے کندھوں سے پکڑ کر اس سے پوچھا۔
آپ کی عنایت سے بالکل ٹھیک ہوں، خیر مستی مجھے تم سے اور مانا سے بیٹھ کر بہت ساری باتیں کرنی ہے تو کمرے میں چلتے ہیں، شاہ ولی نے تلخ لہجے میں کہا۔
ہمارے ہاں جو بھی باتیں کرتے ہیں وہ سب کے سامنے ہی کی جاتی ہے تو آپ بھی سب کے سامنے مل بیٹھ کر باتیں کیجئے، بڑے بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
میں آپ کا ملازم نہیں کہ جو کہ آپ کے حکموں پر چلوں گا، میں صرف اپنے فیملی ممبرز سے ہی باتیں کرتا ہوں غیروں سے نہیں، شاہ ولی نے تلخ لہجے میں کہا۔
تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے کہ بڑوں سے کیسے بات کی جاتی ہے؟ شاہ میر نے غصے سے کہا۔

بڑے بننے کے لئے کام بھی تو بڑے کرنے چاہئے چھوٹے کاموں سے بڑا کون ہوتا ہے
شاہ ولی کی بات پہ سب نے گڑبڑا کر بڑے بابا کی طرف دیکھا جو کہ ضبط کی انتہا پہ تھے۔
یو۔۔۔ شاہ میر مٹھیاں بھینچتا آگے بڑھنے لگا تو بڑے بابا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے
روکتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

مگر بڑے بابا۔۔۔

شاہ میر یہ آپ کا بھائی ہے چھوٹا اور چھوٹوں کو پیار سے ہینڈل کیا جاتا ہے، بڑے بابا نے میٹھے لہجے میں کہا۔

شاہ ولی نے طنزیہ انداز میں ہنکارا بھرا اور پھر مشال اور زیبا کا ہاتھ تھام کر انہیں کمرے میں جانے کو کہا۔

زیبا اسے لیکر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



صالح نے نیناں کا نمبر ملایا تو کچھ دیر بعد ہی کال پک کر لی گئی تھی۔

اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے آپ اپنے مارکس بتائے میں آپ کو سبجیکٹ
بتادوں گا اور فارم فل ہو جائے گا۔
اوکے۔۔

پھر اس نے فارم فل کروایا۔۔

تھینک یو، یو آر سچ آگڈ پرسن،، نیناں نے کہا۔۔
ملنے آ سکتا ہوں۔۔

مسکان تو گاؤں گئی ہے تو جب وہ آئے گی تو میں آپ کو بتا دوں گی تو تب پھر آ جائیے
گا۔

لیکن میں تو آپ سے ملنا چاہتا ہوں، صالح نے ترپ کا پتہ پھینکا۔
دوسری طرف سے کچھ ساعت کے لئے خاموشی چھا گئی۔

کیا ہوا آپ کو برا لگا کیا؟

نن، نہیں تو، مگر میں اس وقت گھر میں اکیلی ہو تو نوکر وغیرہ بہت ماتڈ کریں گے اگر
آپ ملنے آئیں گے تو، وہ آہستگی سے بولی۔

تو پھر کل جب آپ فارم جمع کرنے جائیں گی تو میں وہاں ملنے آسکتا ہوں،؟ لیکن اگر آپ نہیں ملنا چاہتی تو میں بالکل بھی مائنڈ نہیں کروں گا، دراصل آپ سے ملنے کے بعد میں کافی ریلیکس فیمل کر رہا تھا تو اس لئے ملنا چاہتا تھا دوبارہ سے کیونکہ میں بھی کافی ڈسٹرب تھا آج، صالح نے اپنی باتوں کے اس کے گرد جھال بنا، اسے معلوم تھا کہ اس کا دل بہت نرم ہے تو اس نے اپنے ڈسٹرب ہونے کا بتا کر اسے ڈسٹرب کر دیا تھا۔ جی ٹھیک ہے تو ہم کل مل لیں گے، وہ ہولے سے بولی تو صالح کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ ابھر آئی۔

پھر اس نے فون کاٹ کر موبائل بیڈ پہ اچھالا اور اس کے چہرے پہ چٹانوں سی سختی ابھر آئی تھی۔

شاہ میر دیکھو اب میں تمہاری بہن کو اپنے دام میں کیسے الجھاتا ہوں، تم نے مجھ سے میری محبت میری مثال چھینی ہے نا تو اس کے بدلے میں تمہارا اعتبار اور عزت چھین لوں گا، تم دنیا میں کسی پہ کبھی اعتبار نہیں کر پاؤ گے، وہ غرا کر بولا۔

اور پھر صبح کے متعلق وہ پلان بنانے لگا کہ کیسے نیناں کے دل میں پیار جگانا ہے کہ نیناں کو صرف وہ ہی وہ نظر آئے۔

پھر اگلے دن دوپہر کو وہ آفس سے لنچ بریک میں کالج آیا اور نیناں کچھ فاصلے پہ کھڑی تھی۔
صالح نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو وہ چلتی ہوئی آکر اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔
لنچ کریں کہیں۔۔

جی،، اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر صالح اسے ایک ریسٹورنٹ میں لے آیا۔۔

کیا لیں گی آپ؟

جو مرضی آرڈر کر دیں، وہ آہستگی سے بولی۔

پھر صالح نے سیلڈ اور پاستا آرڈر کیا اور وہ اطمینان سے کھا رہا تھا مگر ساتھ میں بغور نیناں کو بھی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اسے یہ کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

کچھ اور منگوا دوں آپ کو،؟



صبح اس کی آنکھ کھلی تو نماز کا ٹائم کافی تنگ تھا اس نے نماز پڑھی اور ایکسپریس سائز کے لئے باہر نکل گیا۔

پھر جب وہ واپس آیا تو اسے کچن سے ہنسنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

وہ اوپر جانے کی بجائے کچن کی طرف آگیا۔

وہ کچن میں داخل ہوا تو اندر کا منظر دکھ اسے جھٹکا لگا۔

مشال میز پہ بیٹھی سیب کھا رہی تھی اور شاہ ولی چولہے کے آگے کھڑا تھا۔

واؤ کیا بات ہے، صرف حلیہ ہی لڑکیوں جیسا نہیں بلکہ حرکتیں بھی زنانہ ہی پائی جاتی

ہے، کہیں تم زنانہ تو نہیں ہو، شاہ میر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

آپ بدتمیزی کر رہے ہیں مسٹر شاہ میر، خیر میں زنانہ ہوں کہ نہیں یہ مجھے پروف کرنے

کی ضرورت نہیں تمہیں، شاہ ولی نے کہا اور پھر ٹرے اٹھا کر وہ ڈائیننگ ہال میں آگیا

جہاں بڑے بابا اور منت شاہ پہلے سے موجود تھے۔

لیجئے کھانا کھائیے بڑے بابا، شاہ ولی نے کہا تو بڑے بابا چونک اٹھے۔

یہ کیا بیٹے آپ ٹرے کیوں لے کر آئے ہیں گھر کی ملازماؤں یا خواتین کے کام ہے یہ۔

کیوں ریسٹورنٹ میں ویٹرز سرو نہیں کرتے کیا؟ شاہ ولی نے حیرانگی سے پوچھا۔

آپ خود کو ایک معمولی ویٹر سے کیوں ملا رہے ہیں شاہ ولی، آپ اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور آپ کو تو پہلوانی میں پچھاڑنا آنا چاہئے نہ کہ یہ برتن اٹھانے چاہئے۔۔۔
ارے بڑے بابا آپ نے تو صرف برتن اٹھائے دیکھا ہے مگر میں نے تو ان محترم کو کچن میں کھانا بناتے ہوئے دیکھا۔۔۔

تو کھانا بنانے میں کیا پرابلم ہے، میرا لندن میں جو ہوٹل ہے وہاں میں شیف کے طور پہ بھی کام سنبھالتا ہوں اور وقت پڑنے پہ ویٹر بھی بن جاتا ہوں، شاہ ولی کی بات پہ بڑے بابا مضطرب ہو گئے۔

لیجئے یہ پہلوانی کریں گے، ان کو تو نچلے کام کرنا بہت پسند ہے، منت شاہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

شاہ ولی کو اس کی بات تیر کی مانند لگی۔

آج گھر کے اکھاڑے میں پھر مقابلہ کر لیتے ہیں میں اور شاہ میر تاکہ ہماری پہلوانی کے جوہر بھی دیکھ لیں آپ لوگ، شاہ ولی نے کہا۔۔۔

ہاہاہاہا، شاہ جی سے آج تک کبھی کوئی نہیں جیتا اور آپ ان سے مقابلہ کریں گے، آپ
چوڑیاں پہن لیں، منت شاہ کی بات پہ شاہ میر طنزیہ انداز میں ہنسا۔
منت شاہ زبان کو قابو رکھ کے بات کیا کرو، مشال کی بات پہ اس نے ناگواری نے منہ
بنایا۔

تو ٹھیک ہے پھر یہ مقابلہ ہو ہی جائے ابھی سب کو اکٹھا کریں لیکن میری ایک شرط بھی ہے۔۔

کدیی شمرط؟ بڑے بابا نے شاه ولی کی بات پہ اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔
میں جو مانگوں گا وہ آپ مجھے دیں گے۔

بڑے بابا کو یہ شرط منظور ہے آپ کی اور ویسے بھی مجھے یقین ہے کہ آپ میرے شاہ
جی سے جیت ہی نہیں سکتے، منت شاہ نے کہا۔
شاہ میر ہولے سے مسکرا کر مشال کو دیکھنے لگا۔۔

کیوں پھر آپ میری طرف ہیں نا،؟ شاہ میر نے اس کے کان میں کہا۔
مستال نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

پھر کچھ دیر بعد سب لوگ باہر لان میں بنے اکھاڑے میں چلے آئے۔
خواتین ایک سائیڈ پہ اور مرد دوسری سائیڈ پہ بیٹھ گئے۔
شاہ میر نے شرٹ اتاری اور اکھاڑے میں کھڑا ہو گیا۔
پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ مقابلہ کرتے کہ مسکان تیزی سے آئی۔
بھیا۔۔۔ اس نے چیخ کر کہا اور پھر بھاگ کر آکر شاہ ولی کے گلے لگ گئی۔
یو آر لوکنگ واؤ،،، مسکان نے آنکھیں میچ لیں۔۔
تھینکس میرا بچہ، وہ مسکرا کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔۔
پھر وہ وہاں سے مشال اور زیبا کے پاس آئی۔
بھیا آئی نو کہ جیت آپ کی ہی ہوگی، مسکان چلائی۔
یہہ چیمپئن بیسٹ آف لک،، مشال نے مسکرا کر کہا۔
شاہ میر لب بھینچ کر رہ گیا۔

پھر کچھ پل میں شاہ میر اور شاہ ولی کے درمیان کشتی جاری ہو چکی تھی، کبھی وہ اسے
پچھاڑ دیتا تھا تو کبھی شاہ ولی اسے، مشال اور مسکان چیخ چیخ کر شاہ ولی کو انکریج کر رہیں

تھی، پھر شاہ ولی نے آخری وار کیا اور شاہ میر کو اپنی پسلیاں ٹوٹی محسوس ہوئی اور پھر شاہ میر نڈھال سا ہو کر زمین پہ بیٹھ گیا۔

سب لوگ حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔

مشال اور مسکان نے کھڑے ہو کر خوشی سے تالیاں بجائی۔

چلو اب بس جاؤ تم دونوں جاکر فریش ہو جاؤ پھر ناشتہ کرتے ہیں، بڑے بابا نے کہا تو وہ لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

شاہ میر کمرے میں آکر نڈھال سا ہو کر بیڈ پہ گر گیا۔

پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور مشال اندر داخل ہوئی۔

یہاں کوئی کچھ دیر پہلے کافی بول رہا تھا مگر اب صرف درد سے کراہ رہا ہے، مشال نے طنزیہ انداز میں کہا۔

شاہ میر اٹھ کر چلتا ہوا پاس آیا اور اسے کھینچ کر قریب کیا۔

اب بولو کیا بولنا ہے؟

چھوڑو مجھے، وہ مزاحمت کرتے ہوئے بولی۔

تمہیں پتا ہے کہ میں کیوں ہارا، کیونکہ تم نے میری بجائے اپنے بھائی کا ساتھ دیا اور تم چاہتی تھی کہ میں ہاروں، تم اگر میری جیت چاہتی تو میں کبھی نا ہارتا، تمہارا ہر بار کھڑے ہو کر شاہ ولی کو مزید جوش دلانا مجھے کمزور کرتا گیا، تم مجھے اتنا بے بس کر جاتی ہو کہ میں تمہارے آگے ہار جاتا ہوں، شاہ میر نے اس کے ماتھے سے ماتھاٹکا کر تھکے تھکے انداز میں کہا۔۔

واؤ شاہ میر ایک لڑکی سے ہار رہا ہے،؟ وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

تم جیسی جادوگرنی نے مجھے چاروں شانوں چت کر دیا ہے میں ہار چکا ہوں خود سے، اس ایک مہینے میں میری اندر دھڑکن کی طرح بس چکی ہو، کل رات میں کیسے سویا ہوں بتا، نہیں سکتا اور آج تم اپنے بھائی کا ساتھ دے رہی تھی تو روح میری گھائل ہو رہی تھی شاہ میر بے بسی سے بولا۔

وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

پھر شاہ میر نے اسے چھوڑا اور پیٹ پکڑ کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

بابا بابا، تمہیں کیا لگا کہ یہ جو میں نے بولا وہ سچ ہے، میں کبھی تم جیسی لڑکی سے محبت نہیں کر سکتا جس کے دل میں کوئی اور بستا ہو، شاہ میر نے کہا۔
مشال کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

سچ میں بہت ہی چپ انسان ہو تم، وہ ناگواری سے اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔
ابھی تو میرا گھٹیا پن تم دیکھو گی، شاہ میر نے اس کی کلائیوں کو مڑور کر کمر کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

چھوڑو مجھے وحشی انسان، وہ بے بسی سے بولی۔

اپنے بھائی کے آنے پہ بہت پر نکل آئے ہیں تمہارے یہ پرکتر ڈالوں گا۔
پرکتر ہی تو چکے ہیں میرے، میرے خوابوں کو جلا دیا اس سے بڑھ کر کیا کریں گے، میری پڑھائی ادھوری رہ گئی سب ختم کر دیا تم نے اور کیا چاہتے ہو؟ وہ غصے سے بولی۔
ہمارے خاندان میں لڑکیاں میٹرک کے آگے نہیں بڑھتی، اور منت شاہ کو دیکھا ہے تم نے، محض اٹھارہ سال کی ہے، پانچویں کے آگے اس کے باپ نے اسے گھر بیٹھا لیا مگر اس قدر سلیقہ مند ہے کہ ہر ایک کی لاڈلی ہے۔

تو منت شاہ سے ہی کر لیتے شادی، کم از کم میری جان تو چھوٹی۔
ایسا ہی کروں گا، میری دوسری شادی منت شاہ سے ہی ہوگی، شاہ میر نے اسے پیچھے
دھکیلا اور پھر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔



مسکان مسلسل بولے جا رہی تھی اور نجانے شاہ ولی کو کون کون سے قصے سنا رہی
تھی۔۔

توبہ ہے مسکان بیچارہ شاہ ولی بور ہو گیا ہوگا اب بس کر دو۔
نہیں شاہ زین صاحب میری بہنوں کی ہر بات میرے لئے دلچسپی کا باعث ہے اور
چھوٹی سے چھوٹی لایعنی باتیں بھی گھنٹوں سن سکتا ہوں، شاہ ولی نے کہا۔۔
یہ جل ککڑے ہیں اور جلتے ہیں مجھ اور پتا ہے ایک گرل فرینڈ بھی ہے ان کی، وہ شاہ
ولی کے کان میں بولی۔۔
کیا چغلیاں کر رہی ہو بھیا سے تم،؟ مشال نے پوچھا۔

کچھ نہیں آپس کی بات ہے، وہ اٹھلا کر بولی۔۔

اچھا بچو ٹھیک ٹھیک ہے، مشال نے کہا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ سب سونے کے لئے اپنے اپنے کمروں کی طرف آگئے۔

تم نے اپنے بھائی کے کان میں کیا کہا تھا؟ شاہ زین نے کمرے میں آتے ہی پوچھا۔
کیوں بتاؤ؟

میرے خلاف تو نہیں تھی نا؟ شاہ زین نے پوچھا۔

،، آپ ہی کہ خلاف تھی

اچھا جی ایسی کون سی بات تھی زرا مجھے بھی بتاؤ۔۔ شاہ زین نے پوچھا۔۔

آپ کے افیئر کا بتایا ہے۔۔

واٹ،،؟ شاہ زین زور سے چلایا۔۔

تم نے اپنے بھائی کو عشنا کا بتا دیا، شاہ زین صدمے سے بولا۔

لیس۔۔۔۔ وہ زور سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔

اوففففففف یہ کیا کر دیا، تمہارے چنگیز خان بھائی نے میری حالت خراب کر دینی ہے اور اگر بات بڑے بابا تک پہنچ گئی تو معاملات مزید خراب ہو جائے گے، وہ جھلا کر بولا۔۔

، میرے بھیا کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے لیکن وہ معاملات کو خود ہی دیکھنا جانتے ہیں وہ منہ بنا کر بولی۔

شاہ زین لب بھیج کر اسے خون خوار نظروں سے دیکھنے لگا۔

پھر کچھ دیر بعد دروازہ ناک کرتا ہوا شاہ ولی اندر داخل ہوا اور سامنے موجود سامنے پر بیٹھ گیا۔۔

شاہ ولی نے گہری نظروں سے شاہ زین کو دیکھا تو شاہ زین نے گھبرا کر اپنی نگاہیں نیچے جھکا لیں۔۔

نگا ہیں وہ جھکاتے ہیں جو غلط کرتے ہیں مسٹر شاہ زین شاہ، تو اب مجھے آپ بتائیں گے کہ آپ کی گرل فرینڈ سچ میں ہے یا نہیں؟

وہ میری گرل فرینڈ نہیں ہے صرف فرینڈ ہے اور میرے آفس میں میری ایک ایمپلائی ہے، اور رہی آپ کی بہن تو اس کو غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ وہ میرے گھر آئی تھی اور

ہم نے ایک پروجیکٹ پر کام کرنا تھا تو وہ کافی زیادہ فری ہے میرے ساتھ تو اس نے میرے رخسار پہ مس کیا تھا اور ان محترمہ کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ شاید ہم دونوں بہت کلوز ہیں، شاہ زین نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔۔

رہیلی وہ صرف فرینڈ ہے تو اسی دن بتا دیتے مجھے، ایویں اس بیچاری کے متعلق اتنا گندرا سوچ لیا، مسکان نے کہا تو شاہ زین کو اس کی کم عقلی پہلی بار اچھی لگی تھی۔
پھر کچھ دیر بعد شاہ ولی اٹھ کر باہر نکل گیا تو مسکان نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

شاہ خاندان کے آپ سب سے بڑے جھوٹے انسان ہیں۔۔
واٹ؟ بٹ اب میں نے کیا جھوٹ بولا۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں کوئی بچی ہوں کہ ایسی جھوٹی باتیں کر کے مجھے آپ مجھے بلاؤںڈ کر دیں گے، جو انسان ایک لڑکی کے لیے اتنا تیار ہوں اور پھر اس کے آنے پر گھبرا بھی جائے اس کے کس کرنے پر ہڑبڑا کر بیوی کو دیکھے تو سمجھ لینا چاہئے کہ دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے، ابھی جو میں نے بھیا کھا نا وہ صرف اس لئے کہا

کہ مجھے اس لڑکی پر ترس آگیا کہ وہ آپ سے محبت کرتی ہے اور آپ تو اس سے بھی جھوٹ بول چکے ہیں میرے متعلق، خیر مجھے اس کے بارے میں مزید کوئی بات نہیں کرنی۔۔

مسکان کی باتوں پہ وہ منہ کھولے حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی چپ رہے تو بہتر ہے ورنہ یہ آفت ہے۔



جی تو شاہ ولی آپ کو جیتنے کی خوشی میں کیا چاہئے؟ سب لوگ ڈانٹنگ ہال میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک سے بڑے بابا نے شاہ ولی کی طرف رخ کرتے ہوئے پوچھا۔۔
مجھے منت شاہ چاہئے، شاہ ولی کی غیر متوقع بات پہ پورے ہال میں موت سا سناٹا چھا گیا، سب سانسیں روکے بڑے بابا کو دیکھ رہے تھے۔
پھر بڑے بابا کی مسکراہٹ پر سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، کیونکہ بڑے بابا نے اپنی لاڈلی کے متعلق یہ بات سنتے ہوئے بھی ماتر نہیں کی تھی۔

مجھے لگا تھا کہ شاید اپنی جائیداد میں سے حصہ مانگوں گے مگر تم نے تو میری توقع کے خلاف بات کی مجھے تو لگتا تھا کہ میں تمہیں اس بات کے لئے مناؤں گا مگر تم نے تو خود ہی منت شاہ کو چوز کر لیا، فخر ہے مجھے آپ پر، ویسے میں نے شاہ میر سے بہت دن پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ منت شاہ کے لئے میں نے تمہیں چوز کر لیا ہے، بڑے بابا کی بات یہ منت کو اپنے حلق میں آنسوؤں کا گولا بنتا محسوس ہوا۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی ڈائنگ ہال سے نکل گئی۔

شرما گئی ہے، بڑے بابا بولے۔

شاہ ولی کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

پھر کھانے سے فارغ ہو کر وہ منت کے کمرے میں آیا تو وہ گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی۔

اوہووووو اتنا دکھ مجھ سے شادی کرنے کا ہے یا پھر شاہ میر سے شادی کی آس بالکل ٹوٹ جانے کا ہے، شاہ ولی نے پاس آ کر کہا تو وہ ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر متوحش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ یہی سوچ رہی ہو گی کہ شاہ میر کے متعلق مجھے کیسے پتا لگا، تو محترمہ منت شاہ تمہارا مجھے چیلنج کر کے شاہ میر کو اتنی محبت سے سراہنا بتا گیا کہ دل میں چور ہے تو اسی ٹائم ڈیسائیڈ کر لیا میں نے کہ تمہیں انعام کے طور پہ بڑے بابا سے مانگوں گا، شاہ ولی نے اس کے ارد گرد گھومتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔۔

تو آپ مجھے شاہ میر سے چاہت کی سزا دینا چاہتے ہیں؟ منت نے کرب سے پوچھا۔
 نہیں میں اپنی بہن پہ سوتن نہیں دیکھنا چاہتا تو اس لئے یہ کر رہا ہو، تم ایک چیز ذہن میں بیٹھا لو کہ تم جتنی مرضی حسین سہی مگر تم کبھی بھی میرے دل میں جگہ نہیں بنا سکتی، تم جیسی بہن جی ٹائپ لڑکی میری چوائس نہیں ہو سکتی، شاہ ولی نے کہا۔
 میں بھی آپ جیسے انسان سے کبھی محبت نہیں کروں گی جو کہ مجھے اتنا حقیر سمجھتا ہو، آپ سے شادی ضرور ہو گی مگر کبھی آپ کو آپ کا حق نہیں دوں گی، منت حلق کے بل چیخنی۔۔

شاہ ولی نے اسے طنزیہ انداز میں دیکھا اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔



نیناں بہت بے چینی سا فیل کر رہی تھی کیونکہ کل اس نے صالح سے کہہ دیا تھا کہ وہ اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی تو صالح نے بھی کل سے کوئی کال یا میسج نہیں کیا تھا، تو اس کی یہ بے اعتنائی اس کے لئے مزید عذاب بن چکی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایک بار صالح کی آواز سن لے۔

کتنی بار اس کا نمبر ملاتے ملاتے اس کے ہاتھ رک گئے تھے۔

پھر شام کو وہ ہوا کھانے کے لئے لان میں آئی تو اسی وقت شاہ زین کی گاڑی کی اور شاہ زین اور مسکان گاڑی سے نکل کر اس کی طرف آتے دکھائی دیئے۔۔

وہ جلدی سے آگے بڑھ کر مسکان کے گلے لگ گئی۔۔۔

تھینک گاڈ کہ آپ دونوں واپس آگئے میں تو اداس ہو گئی تھی، نیناں نے کہا۔۔

ہاں آنا تو نہیں تھا لیکن صالح بھائی کا میسج آیا تھا کہ ان کی برتھ ڈے ہے تو آنا پڑا۔۔ ہم

لوگ ہمیشہ ان کے برتھ ڈے پر جاتے ہیں تو بس پھر ممانے کہا کہ میں ضرور جاؤں

مشال اور وہ نہیں جا سکتی لیکن میں تو جا سکتی ہو تو اس لئے میں واپس آگئی۔

مسکان کی بات پر وہ زور سے چونکی۔

اور شاہ زین تو اس کی بات سن کر شکڈ رہ گیا تھا۔

بڑے بابا نے انکی فیملی سے نہ ملنے کے لیے کہا ہے تو تم کیسے جا سکتی ہو؟ شاہ زین نے ناگواری سے پوچھا۔

میں آپ کی اور آپ کے بڑے بابا کی غلام نہیں ہوں کے آپ لوگ جو کہیں گے وہ میں مان لوں، اگر آپ نے مجھے نہ جانے دیا تو میں بڑے بابا کو سب کچھ آپ کے اور آپ کی گرل فرینڈ کے بارے میں بتا دوں گی تو اس لئے میں آپ کے معاملات میں نہیں پڑتی تو آپ میرے معاملات سے دور رہئے، مسکان نے چبا چبا کر کہا۔

ٹھیک ہے، ٹھیک ہے زیادہ دھمکانے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن تم اکیلے نہیں جاؤ گی بلکہ تمہارے ساتھ نیناں جائے گی اور میں تو دونوں کو پک اینڈ کروں گا۔

میں کیسے جا سکتی ہو بھیا، اگر شاہ میر بھائی کو پتہ چل گیا تو میری جان ہی لے لیں گے، وہ گھبرا کر بولی۔

دیکھو نیناں میں اس بے وقوف لڑکی پہ بالکل ٹرسٹ نہیں کر سکتا لیکن مجھے تم پر ٹرسٹ ہے تو اس لئے تم ساتھ جاؤ گی۔

کیوں ٹرسٹ نہیں کر سکتے مجھ پہ، میرے کیا افیئرز چل رہے ہیں کہیں، وہ تپ کر بولی۔
میں اس وقت تمہارے ساتھ کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں اگر نیناں تمہارے ساتھ جائے گی تو چلے جانا ورنہ میں تمہیں جانے کی اجازت نہیں دوں گا، شاہ زین نے ناگواری سے کہا اور پھر لمبے لمبے دنگ بھرتا ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا۔
نیناں بے بسی سے لب کاٹ کر رہ گئی۔

پلیز چلو نا میرے ساتھ ظالم لڑکی، دیکھو اگر شاہ زین کی شرط نہ بھی ہوتی تو بھی آپ کو ضرور لے کر جاتی، پلیز نیناں آپی،، وہ منت بھرے انداز میں بولی۔
نیناں نے بے بسی سے سر جھکا دیا۔۔

تمہاری رضامندی سمجھو؟

نیناں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔



صالح کی نگاہیں انٹرنس کی جانب ہی تھیں۔

اسے یقین تھا کہ نیناں اس کی برتھ ڈے پہ ضرور آئے گی۔ کل جب اس نے ملنے سے منع کیا تھا تو صالح نے فوراً حامی بھر لی اور اسے یقین تھا کہ وہ خود اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس سے رابطہ کرے گی، صالح نے ان چند دنوں میں اس کی اس قدر کیئر کی تھی کہ اس کی آنکھوں میں صالح کے لئے پسندیدگی ظاہر ہو رہی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد مسکان اور وہ انٹرس سے داخل ہوتی دیکھائی دیں۔

وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا۔۔

ہائے بیوٹی فل لیڈر،، وہ پاس آکر مسکراتے ہوئے بولا۔۔

اووووووہ ہیلو، اتنی بیوٹی فل گرلز آپ کو لیڈیز لگ رہی ہیں، مسکان نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

بابا بابا بابا، سو سوری بیوٹی فل گرلز، وہ مسکراتے ہوئے مسکان سے بولا۔۔

بیپی برتھ ڈے ٹو یو برو، وہ بکے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

تھینکس ڈیئر، وہ مسکرا کر بولا اور پھر اس نے ایک نظر سر جھکا کر کھڑی نیناں کو دیکھا جو اس کے دیئے ہوئے ڈریس میں غضب ڈھا رہی تھی۔

سرخ و سفید چہرے پہ لائٹ سا میک اپ کیا تھا اور وائٹ کلر کی میکسی کے ساتھ بلیک چادر لپیٹ رکھی تھی اور سر پہ حجاب کیا تھا، شاہ خاندان کی ہر لڑکی اسی طرح چادریں اوڑھ کر نکلتی تھیں۔ مشال اور مسکان چاہے ماڈرن سہمی تھی مگر چادر کے بغیر وہ بھی نہیں نکلتی تھیں۔

مسکان اور نیناں کو لے کر وہ مسٹر اینڈ مسز قیوم کی طرف بڑھا۔

مسز قیوم مسکان سے بہت محبت سے ملی مگر نیناں سے سلام کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔

اور نیناں نے یہ بات بہت محسوس کی تھی۔

صالح نے کیک کاٹا اور پھر جوس کا گلاس لے کر وہ مڑا اور جان بوجھ کر نیناں سے ٹکرایا اور سارا جوس اس پہ الٹا دیا۔

اوووووہ شٹ، ایم سو سوری، پلیز چلئے میں آپ کو واش روم دیکھا دیتا ہوں، صالح نے کہا۔

پھر صالح اسے لے کر مسز قیوم کے کمرے میں آگیا۔

پلیز آپ واش کر لیں اور میں زرا ایک ضروری کال کر آؤں، وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔
صالح تیزی سے مڑا اور راہداری سے ہو کر مین سوئچ بورڈ کے پاس آیا اور بٹن آف کر کے وہ اتنی ہی تیزی سے مسز قیوم کے روم کی طرف آگیا اور نیناں اسے پکار رہی تھی۔۔
نیناں میں ادھر ہوں، صالح نے موبائل کی روشنی اس کی طرف ماری تو وہ بنا چادر کے کھڑی تھی۔

صالح دھیرے سے چلتا ہوا پاس آیا اور وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی اور اس کی پیٹھ دیوار کے ساتھ لگ گئی۔

صالح نے اس کے پاس آکر ایک ہاتھ دیوار پہ رکھا اور دوسرے سے موبائل کی روشنی اس کے چہرے پہ ماری تو نیناں نے آنکھیں بند کر لیں۔۔
نیناں میری طرف دیکھیں، صالح نے موبائل کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر اس کی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔

پپ، پلیز صالح مم، مجھے جانا ہے، وہ کانپتے ہوئے بولی۔۔

یو لوز می،،؟

نیناں نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

بٹ آئی لو یو، صالح نے مخمور لہجے میں کہا تو نیناں نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

یہ، یہ آپ کک، کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ لب کاٹتے ہوئے بولی۔

مجھ سے شادی کرو گی؟

ایسا ممکن نہیں، آپ کی شادی اگر مستی آپی سے نہیں ہونے دی گئی تو مجھ سے کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ مضطرب ہوئی۔

اور میں مستی کے بغیر جی لیا مگر تم اگر نہ ملی تو مر جاؤں گا، ہم کورٹ میرج کر لیں گے اور پھر سب کو کچھ عرصے کے بعد بتا دیں گے اور پھر کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔

میرے بھائی مجھے اور آپ کو مار ڈالیں گے، وہ متوحش لہجے میں بولی۔۔

اور مجھے اگر تم نہ ملی تو ویسے ہی مر جاؤں گا، وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے بولا۔۔

مم، میں کسی کا یقین نہیں توڑ سکتی۔

تو مجھے توڑ دو گی؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

پلیز مجھے جانے دیں مسکان مجھے ڈھونڈ رہی ہو گی، وہ رو پڑی۔۔

صالح نے راستہ چھوڑا تو وہ چادر پکڑ کر تیزی سے باہر لپکنے لگی تو صالح نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا۔

کل تمہیں شاید میرے مرنے کی اطلاع مل جائے تو جنازے پہ ضرور آنا۔

وہ تڑپ کر اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ کر بے بسی سے رودی۔

پھر اپنا ہاتھ چھڑوا کر تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

صالح کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔۔



شاہ میر لپیٹا پ پہ کوئی کام کر رہا تھا اور ساتھ گاہے بگاہے وہ بیڈ پہ بیٹھی موبائل کے ساتھ مصروف مشال کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔

تم کب سے موبائل میں سر گھسیڑے بیٹھی ہو، کس سے بات کر رہی ہو ویسے؟ شاہ میر نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

اپنے عاشق سے، وہ ترخ کر بولی۔

شاہ میر نے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کیا اور تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف لپکا تو اس کے خطرناک تیور دیکھ کر مشال گھبرا کر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

شاہ میر نے اسے بازو سے کھینچ کر زور سے وارڈروب کے ساتھ چپکایا۔

کیا بولی تھی تم، اب بولو وہ،،، وہ دھاڑا۔

تم جو سننا چاہتے تھے وہی بولا، وہ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔

یووو، شاہ میر نے زور سے وارڈروب پہ مکا مارا اور پھر غصے سے مڑا ہی تھا کہ پیچھے سے

مشال کی چیخ گونجی، وہ تیزی سے مڑا تو وارڈروب کا دروازہ دروازہ آدھا اکھڑ کر مشال کے

کندھے پہ لگا تھا وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی۔

مستی،، وہ تڑپ کر اس کی طرف لپکا۔

اور دروازے کو مکمل اکھاڑ کر سائیڈ پہ کیا اور مشال کو تھام کر بیڈ پہ بیٹھایا۔

اس کے کندھے سے خون نکل رہا تھا۔

وہ تکلیف سے کراہ رہی اور اس سے کہیں زیادہ تکلیف شاہ میر کو ہو رہی تھی۔۔

تم بیٹھو یہاں اور زخم پہ ڈوپٹہ رکھو، میں ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں، نہیں بلکہ ہم خود ہی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔۔

پپ، پلیز آپ بھیا کو بلوادیں وہ فرسٹ ایڈ باکس ساتھ رکھتے ہیں اور مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے، وہ نم لہجے میں بولی۔

اوکے، وہ جلدی سے اٹھ کر تقریباً بھاگتا ہوا لاؤنج میں آیا۔۔

شاہ ولی کہاں ہیں؟ اس نے بے تابی سے پوچھا۔

کیوں کیا ہوا اور اتنے پریشان کیوں ہو؟ روبینہ نے پوچھا۔۔

وہ، وہ مشال کو بہت زیادہ چوٹ لگ گئی ہے۔

واٹ،؟ پیچھے سے شاہ ولی کی آواز آئی۔

پلیز ولی چلو میرے ساتھ، اس کے اتنا خون نکل رہا ہے، وہ بے تابی سے بولتا سب کو حیران کر گیا۔

منت حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی، جس کو کبھی کسی کی تکلیف سے فرق نہیں پڑتا تھا سوائے اپنی بہنوں، پیرنٹس اور بڑے بابا کے، مگر آج ان میں مثال شامل ہو چکی تھی جس سے وہ نفرت کا دعوے دار تھا۔۔

وہ شاہ ولی کو لے کر اپنے کمرے میں آیا اور اس کے پیچھے باقی سب لوگ بھی آگئے۔ شاہ ولی نے جلدی سے اس کے کندھے کا بغور معائنہ کیا، گردن کے پاس سے خون نکل رہا تھا۔

اوففففف اللہ اتنی زیادہ چوٹ لگوا لی یار، ویسے کہیں اس میں بھی تو تمہارے شوہر کا ہاتھ تو نہیں، شاہ ولی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

نہیں بھیا میں کھڑی ہوئی تھی تو اچانک سے الماری کا دروازہ میرے اوپر آکر گر گیا، اس نے آہستگی سے کہا تو شاہ میرے گھڑوں پانی گر گیا۔

پھر شاہ ولی اس کی مرہم پٹی کر کر فارغ ہوا تو زیبا جلدی سے ہلدی والا دودھ لے آئی۔۔
ممانو، آپ کو پتہ ہے نا میں نہیں پی سکتی۔

چپ چاپ پیٹو سکون سے نیند تو آجائے گی نا، شاہ میر نے اس کے پاس بیٹھ کر گلاس
آنکھنی کے لبوں کو لگایا۔۔

خ،،، وہ پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی۔
کیوں ضد کر رہی ہو، وہ جھلا کر بولا۔

میں نہیں پیو گی۔۔

میرے خیال میں آپ سب لوگ جائے میں خود ہی پلا لوں گا اسے، شاہ میر نے کہا۔۔
تو وہ گڑبڑا کر سب کو دیکھنے لگی جو کہ سب اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

پی لو، شاہ میر نے نرمی سے کہا۔

میں نے کہہ دیا ہے نا کہ مجھے نہیں پینا، وہ جھلا کر بولی۔

زبردستی پلاؤں گا تو اچھی رہو گی کیا۔؟

تم مجھے دھمکا رہے ہو، مجھے تو لگتا کہ جن بستا ہے تمہارے اندر کہ اچھا خاصا وارڈروب کا دروازہ توڑ دیا مکا مار کر، وہ اس پہ الٹ پڑی۔۔

شاہ میر اس کے پاس ہوا اور اس کی کمر میں ہاتھ کر اسے مزید قریب کر لیا۔
وہ تپ کر اسے دیکھنے لگی۔

دودھ پیو، شاہ میر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور گلاس لبوں کو لگادیا تو وہ آنکھیں بند کر ایک سانس میں ہی پی کر کھانسنے لگ گئی۔

شاہ میر نے اس کی کمر میں ہاتھ پھیرا اور پھر اسے احتیاط سے لٹا کر اس کے بالوں کو کھولنے لگا، اسے پتا تھا کہ اسے بال کھول کر سونے کی عادت تھی۔
پھر اس کی انگلیاں اس کے بالوں میں پھرنے لگی تو مثال کی آنکھیں بوجھل ہو گئی۔
ایم سوری میں کچھ زیادہ ہی ری ایکٹ کر گیا تھا۔

ایک بات میری گانٹھ باندھ لو کہ میری ماں نے میری یہ تربیت کی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد سے دل نہیں لگاتی، مگر تم نے بات ایسے کی کہ مجھے غصہ آگیا، وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی۔۔

شاہ میر اس کے لہجے میں سچائی محسوس کر کے مزید شرمندہ ہو گیا۔۔
پھر وہ کچھ دیر بعد جب سو گئی تو شاہ میر نے جھک کر اس کا ماتھا چوما اور پھر اٹھ کر اپنی وارڈروب کے پاس آیا جس کا دروازہ لاک تھا۔
اس کو کھول کر اس میں سے تصویریں نکال کر دیکھنے لگا اور اس کی آنکھیں بھینگنے لگی تھیں۔

پھر گہرا سانس بڑھتے ہوئے اس نے اسے دوبارہ وہاں رکھا اور دروازہ لاک کر کے اس کے پہلو میں آکر لیٹ گیا۔۔



شاہ زین اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا ساتھ بے چینی سے ٹائم دیکھ رہا تھا۔
پھر کچھ پل بعد مسکان اندر داخل ہوئی تو وہ اسے دیکھ کر مبہوت رہ گیا تھا۔۔
جی چلیں،،؟ وہ پاس آکر بولی تو شاہ زین نے نظریں چرا کر سر اثبات میں ہلادیا۔

پھر وہ ان دونوں کو پارٹی میں ڈراپ کرنے کے بعد عشنا کے ساتھ ڈنر کے لئے اس کے گھر ڈھیروں سامان لے کر پہنچا تو عشنا کی بہنوں اور ممانے اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ عشنا اور اس کی بہنیں اس کی لائی ہوئی چیزیں دیکھ رہی تھیں اور ان کے چہروں پہ عجیب سے چمک تھی جو آج نجانے شاہ زین کو عجیب لگ رہی تھی یا وہم تھا اس کا۔ پھر کھانے کے دوران بھی اس کا دھیان اس من موہنی صورت والی مسکان شاہ کی طرف جا رہا تھا۔

پہلی بار وہ عشنا کے ساتھ ہو کر بھی ساتھ نہیں تھا، سب کچھ بناوٹی لگ رہا تھا۔ آنٹی جی میرے خیال میں عشنا کی اور میری شادی ہو جانی چاہئے، شاہ زین نے اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

تم جانتے ہو ناکہ ابھی میری دونوں بہنوں کی شادی ہوگی پھر اس کے بعد میں اپنے بارے میں سوچوں گی اور ویسے بھی میری جو شادی کے بارے میں شرط ہے وہ تمہیں پوری کرنی ہی ہوگی، تو تم اپنی پیرنٹس اور اپنے بڑے بابا کو تب تک منا لو پھر اس کے بعد ہماری شادی ہو جائے گی، عشنا نے کہا۔

عشنا تم سمجھتی کیوں نہیں ہو کہ میرے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے، آنٹی جی آپ ہی سمجھائے نا اسے، ایک بار ہم دونوں کی شادی ہوگئی تو پھر ہمارے رشتے کو ایکسیپٹ کر لیں گے ہمارے گھر والے اور میرے بھی تو اب ارمان ہے میری اتنی عمر ہوگئی ہے مجھے تمہاری ضرورت ہے پلیز سمجھو، وہ اس کی ضد پر جھنجھلا کر بولا۔

تو اگر تمہارے گھر والے نہیں مانیں گے تو میں یہ شادی نہیں کروں گی، میرا بھی اب کوئی اسٹیٹس ہے میرے خاندان کو بھی پتا چلنا چاہئے کہ میرا کس خاندان میں رشتہ جوڑ رہا، انہیں تمہارے اسٹیٹس کے بارے میں پتہ چلنا چاہئے، عشنا نے کہا۔

تمہیں مجھ سے پیار ہے یا میرے اسٹیٹس سے میرے خاندان سے؟

پیار اپنی جگہ لیکن خاندان کا نام ہونا بہت ضروری ہوتا ہے بیٹا، ہم نے بہت مشکل وقت گزارا ہے غربت میں گزارا ہے، تب تم نے عشنا کو سہارا دیا اور ہمارے حالات بدلے مگر پورا خاندان ہماری اس بات پر بہت ناراض ہے اب تک تو اگر آپ اپنے خاندان کے بغیر شادی کریں گے تو ہمارا تو پورا خاندان ہمارے پیچھے پڑ جائے گا، عشنا کی ماں نے بھی عشنا کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو فائلی یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا خاندان کبھی نہیں مانے گا تو اب جو سوچنا ہے آپ نے سوچنا ہے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، میرا بہت مشکل سے دوبارہ سے اپنے خاندان سے ملاپ ہوا ہے تو میں اس ملاپ کو پھر سے توڑنا نہیں جاتا اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے، اگر شادی کرنی ہے تو ایسے کرنی ہوگی اپنی شرط کو بھلا کر، شاہ زین نے کہا اور پھر کیز اٹھا کر وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

اور گھر پہنچا تو ڈرائیور گاڑی پورچ میں کھڑی کر رہا تھا۔

آپ نیناں اور مسکان کو لے آئے کیا؟

جی صاحب ابھی لایا ہوں، ڈرائیور نے کہا تو وہ سر ہلا کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اپنے دھیان میں کمرے میں داخل ہوا تو ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بنا ڈوپٹے کے مسکان کو کھڑے دیکھ کر تھم گیا۔

وہ اپنی میکسی کے پیچھے کاٹسل کھول رہی تھی۔

اووووووففف کیا مصیبت ہے، وہ جھلا کر بولی۔

شاہ زین دھیرے سے چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

میں ٹرائی کروں؟

مسکان نے ٹھٹھک کر دیکھا اور پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

گرہ لگالی ہے تم نے اور وہ ہاتھ میں نہیں آرہی، شاہ زین نے کہا اور پھر دانتوں سے کھولنے لگا۔

جب وہ کھول کر سیدھا ہوا تو مسکان جلدی سے بندے اتار کر اپنے کپڑے اٹھا کر مڑی تھی کہ شاہ زین سے ٹکرائی اور دونوں زمین بوس ہو گئے۔

اللہ جی آج سب کچھ ہی غلط ہو رہا ہے، مسکان جھلا کر اس کے اوپر سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر اس کی کمر کو شاہ زین نے اتنی کس کا پکڑا تھا کہ وہ ہل بھی نہیں پائی تھی۔

شاہ زین اس کے سلکی بکھرے بالوں میں اس کی من موہنی صورت کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ میری کمر کو چھوڑنے کا کیا لیں گے آپ،،؟ وہ دانت کچکچا کر بولی تو شاہ زین ہڑبڑا کر ہوش میں آیا۔۔۔

پھر وہ اس کے کمر چھوڑتے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور کپڑے اٹھا کر جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی تو سادہ شلوار قمیض میں بھی اس کا حسن جگ مگ کر رہا تھا اور سلکی بال کمر کو چھو رہے تھے اور چہرہ گیلا تھا تو وہ ٹاول سے تھپتھپا کر صاف کر کے بیڈ پہ آکر لیٹ گئی۔۔

تمہارے بال تو بہت پیارے ہے، شاہ زین نے کہا تو وہ مڑ کر خشمگیں نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟

میرے بال ہی نہیں میں پوری کی پوری پیاری ہوں اور مشرقی لڑکیوں کے بال پیارے ہی ہوتے ہیں اس میں نئی بات نہیں۔

سب کے تو نہیں ہوتے، عشنا اور اس کی بہنوں کے نہیں ہے، شاہ زین نے کہا۔
وہ مشرقی تھوڑی ہیں بلکہ پرکٹی کبوتری ہے، پتا ہے اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ پوری کی پوری
مغربی ماحول کی دلدادہ ہے، پینٹ شرٹ، کندھوں تک ڈائی کئے ہوئے بال اور منہ بنا بنا

کر بلاوجہ انگلش میں ایسے بات کرتی جیسے کہ سامنے کوئی انگریز کھڑا ہے اور اسے اردو نہیں آتی، آرٹیفیشل ہے پوری کی پوری۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولی۔

شاہ زین اس کی اتنی سے ملاقات پہ اس کے متعلق اتنا کچھ جان لینے پہ حیران ہوا تھا اور آج اسے بھی تو یہ سب محسوس ہوا تو اس کا یہ مطلب تھا کہ ان چند دنوں میں اس کا نظریہ ہی بدل چکا تھا، وہ بے اختیار عشنا میں مسکان کو ڈھونڈ رہا تھا اور اس کا مطلب تھا کہ اس کا دل مسکان کی طرف مائل ہو رہا تھا اور وہ اس چیز سے انجان بنے گھوم رہا تھا۔

اس ادراک نے اسے ساکت کر دیا تھا وہ یک ٹک مسکان کو دیکھے جا رہا تھا جو کہ خود اس کی بدلتی نگاہوں سے انجان تھی۔

اب مجھے گھورنا بند کرے مجھے جلدی سونا تھا کیونکہ کل مجھے ڈھیروں شاپنگ کرنی ہے اور بھیا کا پرسوں نکاح ہے، مسکان نے کہا اور پھر کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

مگر شاہ زین اپنے بے چین دل کو سمجھانے لگا جو کہ ہمک ہمک کر مسکان کے وجود کو پناہوں میں چھپانے کے لئے ابھار رہا تھا۔

خیر اب کیا کر سکتے ہیں، ملیجہ نے کہا تو اندر داخل ہوتا شاہ ولی مسکرا دیا۔۔

کوئی بات نہیں مائی ڈیئر کزن میری دوسری شادی دھوم دھام سے کروا دینا۔

ہائے اللہ شاہ ولی تم نے دو شادیاں کروانی ہے کیا؟

جی مائی ڈیئر تائی جان، شاہ ولی نے منت کو دیکھتے ہوئے کہا جو کہ سر جھکا کر نجانے کن خیالوں میں کھوئی تھی۔

پھر شاہ ولی سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف آگیا۔

شام کو مسکان اور مشال نے اسے تیار ہونے میں ہیلپ کی، وہ شلوار کرتے کے ساتھ کندھوں پہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

پھر کچھ دیر بعد اس کا نکاح ہو گیا تھا اور مسکان، مشال منت کو اس کمرے میں چھوڑنے چلی گئی تھی۔

کیا بات ہے منت تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟ مشال نے محبت بھرے انداز میں پوچھا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، وہ ہولے سے بولی۔

نہیں کوئی تو بات ہے تم بہت زیادہ گم صم ہو،؟

بس ماما، بابا اور بھیا، مجھ بھی یاد آرہے تھے، بابا کو جلد از جلد علاج ہو جائے تو پھر وہ جلدی واپس آجائے گے، وہ بولتے بولتے رو پڑی۔

انشاء اللہ وہ بالکل ٹھیک ہو کر جلدی آئیں گے اور تم پریشان مت ہو ہم سب ہی نا
یہاں، مشال نے کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

او کے تم ریلیکس ہو کر بیٹھو اور ہم بھیا کو کچھ دیر تک بھیجتے ہیں، مشال نے کہا اور پھر وہ دونوں باہر نکل گئیں۔



بھیا آپ نے منت کے لئے گفٹ کون سا لیا؟ مسکان نے پوچھا تو سب لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔۔

کیوں گفٹ کیوں لینا تھا اس کا برتھ ڈے ہے کیا؟ شاہ ولی نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔۔
ڈونٹ ٹیل می کہ آپ کو یہ نہیں پتہ تھا کہ منت کے لئے گفٹ لینا ہے؟ مشال نے
کہا۔

ارے واقعی نہیں لیا گفٹ اور میں خود کتنا بڑا گفٹ ہوگا اس کے لئے اور میرے ہوتے ہوئے اسے گفٹ کی کیا ضرورت ہے؟ شاہ ولی نے کہا۔

آئے بائے بڑی خوش فہمی ہے آپ کو خود کے بارے میں، گفٹ کا تو مجھے پتا نہیں کہ
آپ اس کی گفٹ ہو کہ نہیں مگر زحمت ضرور ہوں گے اس کے لئے، آخر کو ان کا
شیمپو، کنڈیشنر جلدی ختم ہو جایا کرے گا، مسکان نے آنکھیں پٹیٹا کر کہا تو سب قہقہہ لگا کر
ہنس پڑے۔

چٹکی میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے پر پرزے نکل رہے ہیں، شاہ ولی نے اس کا کان مڑورتے ہوئے کہا۔

آؤچ بھیا پلیر میرا کان ٹوٹ جائے گا، وہ کراہی۔

یہ لو منت کو دے دینا، زیبا نے ایک پاکس اس کی طرف بڑھایا۔۔

واؤ ممایو آر گریٹ، مسکان نے کہا۔

مجھے پتا تھا میرے بدھو بیٹے نے کچھ بھی نہیں لینا تو بہت پہلے ہی اپنی بہو کے لئے لے کر رکھ لیا تھا۔۔

وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔۔

بڑے سکون سے استراحت فرما رہی تھی آپ، چلو اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے، شاہ ولی نے سردلجے میں کہا تو وہ دھیرے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔

اور شاہ ولی نے چادر اتار کر دور اچھالی اور قمیض اتار کر اوندھے منہ لیٹ گیا۔

پھر کچھ پل بات ہی اسے چوڑیوں کی چھنک اور کنگن کی کھنک سنائی دی تو اس کی کشادہ پیشانی پہ بل پڑ گئے۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے پاس جا کر اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف مڑا تو وہ اس کے سینے سے آ لگی تھی۔۔۔

چھٹی شرت کیوں اتاری ہے آپ نے؟ وہ جلدی سے اپنی آنکھوں کے آگے اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

واٹ،؟ تمہیں کیا اعتراض ہے؟

ایسی لڑکیوں کے سامنے شرٹ اتارنا اچھی بات تھوڑی ہے،؟ وہ گڑبڑا کر بولی۔

یہاں صرف وہی ہوگا جو میں چاہوں گا، تو سب سے پہلے اپنے منحوس چوڑیاں اتارو جو کہ میرے سخت زہر لگتی ہیں، شاہ ولی نے کہا۔

سوری میں نہیں اتاروں گی، مجھے چوڑیاں پہننا بہت پسند ہے، وہ جلدی سے اپنے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

شاہ ولی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قریب کیا اور پھر اس کی دونوں کلائیوں سے بے دردی سے چوڑیاں اتارنے لگا۔

اور چوڑیاں اتارتے ہاتھ پہ کٹ لگا تو شاہ ولی کا ہاتھ ایک پل کے لئے رکا، اس نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں میچیں اپنی تکلیف کو ضبط کر رہی تھی۔

اگر چپ چاپ میری بات مان لیتی تو تمہارے ساتھ یہ سب کچھ نہیں ہوتا، شاہ ولی نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔

منت نے آنکھیں کھول کر آنسو بھری شکو کناں آنکھوں سے اسے دیکھا۔
شاہ ولی نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور جا کر لیٹ گیا۔

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو منت نماز پڑھ رہی تھی، وہ بھی اٹھا اور اس نے وضو کر کے نماز ادا کی اور باہر نکل گیا۔

پھر کافی دیر کے بعد وہ جب گھر واپس آیا تو سب لوگ ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔

کہاں چلے گئے تھے شاہ ولی بیٹے؟ بڑے بابا نے پوچھا۔

جی میں نے منت نے ہنی مون کے لئے مری جانا تھا تو بس اسی سلسلے میں ایک ہوٹل میں بلنگ کروائی ہے اور پھر میرے کچھ فرینڈز وغیرہ بھی آرہے ہیں تو وہ بھی منت سے مل لیں گے، شاہ ولی نے کہا۔

منت کا رنگ فق ہو گیا تھا جو کہ صرف شاہ ولی کو دکھا تھا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہو گئی، ضرور جاؤں اور خوب انجوائے کرنا، بڑے بابا نے خوش ہو کر کہا۔

ایک آئیڈیا اور بھی ہے میرے پاس؟

کیسا آئیڈیا؟

میں سوچ رہا ہوں کہ شاہ میر، شاہ زین کی بھی تو نئی نئی شادی ہوئی ہے تو اگر وہ دونوں بھی ہمارے ساتھ چلے تو کیا کہتے ہیں آپ؟

اگر تم یہ دونوں لے کر جانا چاہتے ہیں اپنی بیویوں کو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، بڑے بابا نے کہا۔

ان دونوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے میرے خیال میں تو یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے کہ ہم سب اکٹھے انجوائے کریں گے، شاہ ولی نے کہا۔

لیکن مجھے آفس میں بہت کام ہے، شاہ زین نے جلدی سے کہا اور پھر نیناں کے ایگزیز بھی سٹارٹ ہونے والے ہیں، شاہ زین نے کہا۔

نیناں کے پاس وہاں ہماری خاص ملازمہ ہوتی ہے، اور رہا کام تو کام تو ہمیشہ ہی انسان کرتا ہے تو اس وقت آپ کو یہ دن انجوائے کرنے ہے تو انجوائے کریں جاکر، بڑے بابا نے کہا تو شاہ ولی ہولے سے مسکرا دیا۔

منت شاہ تمہارا یہ ہنی مون بہت یادگار ہوگا تمہارے لئے، شاہ ولی نے منت کی طرف دیکھتے ہوئے دل میں سوچا اور پھر مسکراتا ہوا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔

دوسری طرف سے ایڈریس بتایا گیا تو وہ جلدی سے چادر اوڑھ کر ڈرائیور کے ساتھ ہاسپٹل پہنچی۔

خان بابا آپ انتظار کریں میں ابھی آتی ہوں، وہ بولی اور پھر تیز تیز چلتی ہوئی وہ ہاسپٹل میں داخل ہوئی اور رسیپشن پہ پہنچ کر اس نے صالح کے متعلق پوچھا۔
تو نرس نے اسے ایڈریس بتایا تو وہ بھاگتی ہوئی اس کے کمرے میں پہنچی۔
وہ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اور ماتھے پہ پٹی بندھی تھی۔
وہ ساکت سی اسے دیکھے گئی۔

صالح نے اسے دیکھا تو وہ بھاری قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی پاس آئی۔
یہ سب کیسے ہوا؟ اس نے نم لہجے سے پوچھا۔
محترم نے جان بوجھ کر اپنا ایکسیڈنٹ کیا، اس کے دوست نے دانت کچکچا کر کہا۔
احمر پلینز تم جاؤ یہاں سے، صالح نے کہا تو وہ سر ہلا کر باہر نکل گیا۔
نیناں اس کے پاس بیٹھ کر رو پڑی۔
مرا تو نہیں ہوں پھر کیوں رو رہی ہو؟

نیناں نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

کیوں کر رہے ہیں ایسا؟ وہ تڑپ کر بولی۔

جینے کو دل نہیں کرتا اب میرا، وہ سنجیدگی سے بولا۔

کیوں؟

تم نے بھی تو خالی ہاتھ لٹا دیا تو جی کر کیا کروں گا، میں بکھر رہا ہوں نیناں پلیز مجھے

ضرورت ہے تمہاری۔

صالح آپ سمجھتے کیوں نہیں؟

تم سمجھ جاؤ، کر لو مجھ سے شادی؟ صالح نے کہا۔

مگر ایسا پوسیبیل نہیں ہے، وہ لب کاٹ کر بولی۔

ہم کورٹ میرج کر لیں گے اور پھر تمہارے گھر والوں کو اپنا نا پڑے گا ہی، صالح نے کہا۔

میں بھیا کا اعتبار نہیں توڑ سکتی۔

تو پھر مجھے مرتا ہوا دیکھ لو، صالح نے غصے سے کہا اور پھر رخ پھیر لیا۔

میرا ڈرائیور باہر انتظار کر رہا ہوگا، وہ آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھی اور پھر بنا اس کی طرف دیکھے وہ تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔



وہ مشکل خود کو پول سے نکال کر باہر آئی اور پھر چادر لپیٹ کر جلدی سے اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ وکی نے سامنے آکر اس کا راستہ روکا۔

میں نے ابھی دیکھا جو کچھ تمہارے ساتھ تمہارے شوہر نے کیا، وہ سائیڈ سے ہو کر گزرنے لگی تو اس نے آگے ہو کر کہا۔

یہ میرا بہت ذاتی معاملہ ہے آپ بیچ میں مت پڑیں اور وہ میری شوہر ہے وہ جو چاہے کر سکتے ہیں۔

یہ کوئی انیسویں صدی ہے کہ جہاں شوہر جو چاہے گا وہی کر سکتا ہے یا عورت کی کوئی عزت نہیں ہے اور آج کل تو عورتوں کے حقوق کے لئے کئی این جی او کام کر رہی ہیں، وہ بولا۔

مجھے میرے رب نے چودہ سو سال پہلے ہی حقوق دے دیئے ہیں تو مجھے آپ کی نصیحتوں کی ضرورت نہیں، وہ سرد لہجے میں بولی اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو شاہ ولی صوفی پہ بیٹھا تھا۔۔

وہ کانپتے بدن سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔

پھر کپڑے چنچ کر کے وہ باہر نکلی تو شاہ ولی بیڈ پہ لیٹا تھا۔

وہ آہستہ سے چلتی ہوئی پاس آئی اور بیڈ کے کنارے پر ٹک کر بیٹھ گئی۔

پھر اس نے لحاف اوپر لیا اور جسم سکڑ کر لیٹ گئی۔

اس کے دانت مسلسل بج رہے تھے۔۔

بند کرو اپنا یہ شور، مسلسل دانتوں سے پیانو بجائے جا رہی ہے اور اوپر سے تمہارے

چوڑیوں کی کھنک ، کل کہا تھا کہ چوڑیاں مت پہننا مگر تمہیں شاید میری بات کا اثر نہیں

ہوتا، شاہ ولی نے اسے کھینچ کر قریب کرتے ہوئے غرا کر کہا اور پھر بے دردی سے اس کا

ہاتھ پکڑ کر زور سے بیڈ کراؤن پہ مارا اور چوڑیاں ٹوٹ کر بکھرتی گئی اور ساتھ اس کے بازو کو

بھی زخمی کرتی چلی گئی۔

پلیز شاہ جی مجھے درد ہو رہا ہے، وہ اس کے دوسرے ہاتھ کو جکڑنے لگا تو وہ نم لہجے میں بولی۔۔

اور میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں، شاہ ولی نے کہا اور دوسرا بازو اپنے ہاتھ میں دلوچ کر دباؤ بڑھایا اور اس کے بازو کے ساتھ ساتھ شاہ ولی کا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اپنی سسکیاں دباتی دوسری طرف رخ پھیر گئی۔



نیناں اس وقت کے صالح کے ساتھ موجود تھیں۔
اب سے کچھ دیر پہلے ان دونوں نے نکاح کر لیا تھا۔
اور نکاح کے بعد وہ لنچ کے لئے اسی لے کر ایک ہوٹل میں آیا تھا، وہ کافی ڈل لگ رہی تھی۔

تم ٹھیک ہو نیناں؟

جج، جی، وہ چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے بولی۔

لیکن مجھے تو نہیں لگ رہا کہ تم ٹھیک ہو، صالح اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے، مجھے دراصل شاہ میر بھائی کا سوچ کر ڈر لگ رہا ہے، وہ آہستہ سے بولی۔۔

فکر مت کرو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔

نہیں اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا، وہ نم لہجے میں بولی۔

تم نے کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ تم نے اپنے دل کی خواہش کو پورا کیا ہے اور دل کی خواہش کو پورا کرنا غلط نہیں اور تم دیکھنا تمہارا بھائی ہمارے اس رشتے کے لئے ہمارا ہی ساتھ دے گا، صالح نے کہا۔۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو، وہ ہولے سے بولی۔۔

ایسا ہی ہوگا میری جان، صالح نے اس کا ہاتھ لبوں کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔
نیناں کے چہرے پہ حیا کی سرخی چھا گئی تھی۔

پھر آج اس نے نیناں کو گھر ڈراپ کیا اور خود اپنے گھر آگیا۔۔

کمرے میں آکر اس نے شاور لیا اور پھر کافی بنا کر وہ ٹیرس پہ آگیا۔
 شاہ میر شاہ تمہاری الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے اور میں اب تمہیں بتاؤ گا کہ درد ہوتا کیا
 ہے، وہ سرد لہجے میں دل ہی دل میں مخاطب ہوا۔
 پھر وہ کافی پینے کے بعد مووی دیکھنے لگا اور کچھ دیر میں وہ پرسکون ہو کر سو چکا تھا۔



سب لوگ اس وقت ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھے اور شاہ ولی کے ساتھ ایک لڑکی شائئہ
 کافی چپک کر بیٹھی تھی۔
 ایک چیز پوچھو شاہ ولی،؟ اچانک اس لڑکی نے پوچھا۔
 ہاں بولو،۔۔ شاہ ولی نے کہا۔
 تم اتنے ماڈرن ہو تو لڑکی کیوں بہن جی ٹائپ چوز کی،؟ وہ اندر داخل ہوتی منت کو دیکھتے
 ہوئے بولی۔۔

کیونکہ مرد جتنا بھی ماڈرن ہو جائے شاہ خاندان کا مگر لڑکی ایسی چوز کرتا جس کے دامن پہ داغ نہ ہو، شاہ میر نے اس کے جواب سے پہلے جواب دیا۔۔

میں ایسا نہیں سوچتا، مجھے اگر کوئی پسند آگئی اب بھی تو گنجائش ہے تبدیل کرنے کی، شاہ ولی کی بات پہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

بھیا منت کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کو تبدیل کیا جا سکتا ہے اور پلیر آپ ایسے کیسے بات کر سکتے ہیں، مشال ناگواری سے بولی۔۔

نو لیکچر مشی،، وہ تلخ لہجے میں بولا۔۔

منت آپ اپنے لئے آرڈر کریں، سویرا نے کہا تو منت نے جھجھکتے ہوئے مینیو کارڈ تھا م

لیا۔۔

کروں نا منت آرڈر،، وہ طنز یہ انداز میں بولا۔۔

لاؤں میں کر دیتی ہوں آرڈر، مشال نے کہا۔

نہیں مستی یہ خود آرڈر کرے گی، شاہ ولی کی بات پہ مشال لب بھیج کر رہ گئی۔

یہ آرڈر نہیں کر سکتی کیونکہ یہ پانچویں فیل ہے۔۔۔

واٹ،،،؟ شاہ ولی کی بات پہ سب چلائے۔۔

اووووہ مائی ڈارلنگ، تم نے ایک ان پڑھ، جاہل، گنوار سے شادی کر لی،، وہ لڑکی شائئہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مجھے یقین نہیں آ رہا ولی یار کہ تم ٹاپر نے ایک معمولی سی ان پڑھ لڑکی سے شادی کر لی جبکہ تم ہی وہ انسان ہو جو کہ اپنے آس پاس نوکر بھی ویل اتھوکیڈ رکھتے ہو، ایک اور لڑکی جلدی سے بولی۔

منت سر جھکا کر اپنے آنسو پینے لگی۔۔

مجھے تمہارے لئے بہت برا لگ رہا ہے شاہ ولی، وکی نے کہا۔

کوئی ٹینشن نہیں وکی بھائی، میں اپنے لئے آپشنز رکھتا ہوں چیخ کرنے کا، شاہ ولی کے لہجے میں اتنی حقارت تھی کہ مشال، شاہ میر اور شاہ زین با مشکل خود پہ قابو کئے بیٹھے تھے۔ منت جلدی سے اٹھی اور تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔۔

بیچارے تم، ایک ان پڑھ، جاہل کو کیسے برداشت کرتے ہوں گے۔۔
بسسس، شائئہ کی بات پہ مشال نے چیخ کر کہا۔۔

ہر ایک جو بھی ہنس رہا تھا ان سب کو بریک لگا۔

وہ ان پڑھ ہو کر کسی کے ساتھ بدتمیزی سے بات نہیں کرتی، لیکن آپ پڑھے لکھے جاہل ہیں جو کہ دراصل جاہلوں سے بھی گئے گزرے ہیں، انسان جب کسی کو بلا وجہ ذلیل کرے تو وہ جاہل ہوتا ہے، آپ کے لہجوں نے آج بتا دیا، مثال نے تلخ لہجے میں کہا اور کرسی گھسیٹ کر کھڑی ہو گئی۔

ارے کھانا تو کھاؤ، شاہ ولی جلدی سے بولا۔

پیٹ بھر گیا آپ کی باتوں سے، وہ سرد لہجے میں بولی اور پھر وہاں سے نکل گئی اور شاہ میر بھی اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔

آج آپ نے جو کیا نا وہ بہت غلط، بہت تنگ، بہت تنگ، ماما کو پتا چلا تو کتنی دکھی ہوئی وہ ماما نے ہمیشہ ہمیں یہ سمجھایا کہ اپنی وجہ سے کسی کا دل مت دکھانا بلا وجہ، مگر آپ نے منت کی اس طرح سب کے سامنے انسلٹ کر کے ماما کی تربیت پہ داغ لگا دیا ہے، منت تو صرف کم پڑھی لکھی ہے مگر جاہل نہیں ہے لیکن آپ سب لوگ پڑھے لکھے جاہل ہیں

کہ جن کا کام صرف دوسروں کے عیب ڈھونڈنا ہیں، مسکان نے سنجیدگی سے کہا اور پھر
 ٹرے میں کھانا نکالنے لگی۔۔

چلیں شاہ زین ہم کمرے میں جا کر کھانا کھاتے ہیں، یہاں بڑے لوگ موجود ہیں تو ہم
 چھوٹے لوگ اپنے روم میں جا کر کھاتے ہیں، مسکان نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی ان
 سب کو چھوڑ کر اپنے روم کی جانب بڑھ گئے۔۔



شاہ میر اور مشال منت کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی
 تھی اور اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔

مشال تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو اس نے سر
 اٹھایا۔۔

مشال اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ کر شرمندہ ہو گئی تھی۔۔

ایم سوری منت، بھیا کی صحبت بہت گندری ہو گئی ہے، وہ ایسے نہیں تھے بلکہ وہ تو اتنی محبت کرتے تھے سب سے، میرے بابا جیسے تھے بالکل، لیکن ان چند سالوں میں اتنا بدل گئے کہ ہمیں بھی معلوم نہ ہو سکا، مشال نے کہا۔۔

نہیں مشال مجھے اس بات کا برا نہیں لگا کہ انہیں میرے ساتھ سے پرالہم ہے بلکہ دکھ اس بات کا ہے کہ آج انہوں نے سب کے سامنے میرا مزاق بنا دیا، وہ اکیلے میں جو مرضی کہیں مگر سب کے سامنے،، وہ بولتے بولتے رکی۔۔

کیوں کہیں وہ اکیلے میں بھی کچھ، بیوی ہو تم ان کی اور ایک شوہر اگر عزت ڈیزو کرتا تو عورت بھی برابری کے ساتھ عزت ڈیزو کرتی ہے، مرد عورت کا آدھا ایمان ہوتی ہے اسکی نصف بہتر ہوتی ہے اور بیوی اپنا سب کچھ ایک شخص کے لئے چھوڑ دیتی ہے تو مرد خود کو اس کے لئے تھوڑا سا نہیں بدل سکتا، بیوی کو اگر شوہر ٹاچر کرے تو عورت کو اسلام نے حق دیا ہے صلح کا، ہماری آج کی لبرل آنٹیاں جسم کے لئے لڑتی ہیں تو آپ اپنے حق کے لئے لڑیئے۔۔

مجھے لڑنا نہیں آتا، وہ نم لہجے میں بولی۔

منت چپ چاپ ظلم سہنے والا بھی ظالم ہوتا ہے، اگر زبان دراز عورت پہ تنقید کی ہے تو بے عزت کرنے والے شوہر کو بھی اسلام گنجائش نہیں دیتا، مثال نے سمجھایا۔۔۔
 شاہ میر حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کا دل اس کی اچھائی کا معترف ہو رہا تھا۔۔۔
 تمہارے لئے کھانا لے کر آئی ہو منت، مسکان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
 مجھے بھوک نہیں ہے، وہ آہستہ سے بولی۔

کیوں بھوک نہیں ہے، آپ کی بھوک کی ایسی کی تیلیسی، پتہ ہے باقی سب کی ایسی کر کے آئی ہوں کہ اب الجھنے سے پہلے سو بار سوچیں گے، اور ہماری باتوں سے نوالے بھی حلق میں اٹک رہے ہونگے اور دیکھنا بد ہضمی بھی ہوگی، وہ شگفتہ لہجے میں بولی۔
 منت ہولے سے مسکرا دی۔

پھر ان سب نے مل کر ناشتہ کیا۔

اب تم آرام کرو منت اور ہم اب جاتے ہیں، مثال نے کہا اور پھر وہ لوگ باری باری باہر نکل آئے۔

مسکان، مثال بات کرنی ہے، وہ پاس آکر بولا۔۔۔

میں تمہارے بھائی جیسا کریکٹر لیس نہیں ہوں، شاہ میر کو اس کی بات تیر کی مانند لگی۔
بات کریکٹر لیس ہونے کی نہیں عورت کی عزت کی ہے، آپ نے زبردستی مجھ سے شادی
کی اور پھر سب کے سامنے تمھیں بھی مارا اور شاہ زین نے دھوکے سے ہمیں اپنے آوٹ
ہاؤس میں ٹھہرایا اور اپنے گھر واپسی کے لئے ہمیں استعمال کیا، وہ تلخ لہجے میں بولی تو
شاہ میر پہ گھڑوں پانی گر گیا تھا۔۔
وہ شرمندہ سا رخ پھیر گیا۔۔



شاہ زین موبائل پہ غور سے کچھ دیکھتی مسکان کو غور سے دیکھ رہا تھا۔
نجانے ویڈیو میں ایسا کیا دیکھی رہی تھی کہ چہرے پہ عجیب و غریب تاثرات آ جا رہے
تھے۔

کیا کر رہی ہو تم؟ وہ جھلا کر بولا۔۔

مسکان نے آئبرو اچکا کر اسے دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

وہ اٹھ کر پاس آیا اور آگے ہو کر دیکھا تو ٹام اینڈ جیری لگائے ہوئے تھے۔۔

واٹ دا ہیل، یہ دیکھ رہی ہو تم، بچی ہو کیا؟ وہ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔۔

کیوں یہ صرف بچے دیکھتے ہیں، مجھے اچھا لگتا ہے دیکھنا تو میں دیکھتی ہوں، وہ منہ بنا کر

بولی۔۔

توبہ ہے ویسے، وہ سر جھٹک کر بولا۔۔

آپ جا کر اپنی والی سے بات کرو نا میرا کیوں سر کھا رہے ہو، وہ اسے گھورتے ہوئے

بولی۔۔

اوففففففف توبہ ہے، کیسی لڑکی ہو تم اپنے شوہر کو کسی اور لڑکی سے بات کرنے کو

کہہ رہی ہو، شاہ زین نے کہا۔

ایکسیوزمی کون شوہر اور کس کا، یہ صرف مجبوری کا رشتہ ہے، میں کبھی بھی آپ سے

محبت نہیں کروں گی اور آپ بھی تو عشنا سے محبت کرتے ہیں تو آپ بھی مجھ سے محبت

نہیں کریں گے، تو اس لئے اپنے اپنے مقصد پہ فوکس کرتے ہیں، وہ اطمینان سے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے، لیکن ہم دوست تو بن سکتے ہیں نا، شاہ زین نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

او کے سپیچوں کی، وہ ہاتھ آگے بڑھا کر فوراً پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

اوکے سوچ لو، فائدے میں رہوگی،، وہ بولا۔۔

کیسیا فائدہ،؟ وہ سپردھے ہوتے ہوئے بولی۔

جیسے کہ تم بلا جھجھک مجھ سے کچھ کہہ سکتی ہو، موویز دیکھ سکتے، شاپنگ کر سکتے ہیں
ڈنر، لنچ یہ جا سکتے ہیں۔

رٹیلی، وہ ایکسائٹڈ ہوئی۔۔

یہ کنز ہے، وہ کنز ہے اچکا کر بولا۔۔

مجھے یہ ڈیل منظور ہے اور چلے اٹھے، وہ جلدی سے اٹھتے ہوئے بولی۔

ارے کہاں،،؟ وہ حیران ہوا۔۔

شاپنگ کے لئے چلتے ہیں، وہ جلدی سے بولی۔۔

او کے ،، شاہ زین مسکرا کر بولا۔۔

پھر شاہ زین خود کو کور کر کے باہر نکل گیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے بھی خود کو اچھے سے کور کیا تھا۔

بلیک کلر کے لانگ کورٹ کے ساتھ گلوں اور سوکس اور سر پہ گرم کیپ پہنے ہوئے تھی۔۔

اوففففففف اللہ بہت سردی ہے، وہ کپکپاتے لبوں سے بولی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھو، سیٹر آن ہے، شاہ زین نے کہا۔۔

پھر وہ لوگ شاپنگ مال پہنچے، اس نے ڈھیروں شاپنگ کی اور پھر وہ لوگ لنچ کے لئے ایک ہوٹل میں آگئے۔۔

کیا لیں گی آپ؟

میں خود آرڈر کرتی ہوں، وہ جلدی سے بولی اور پھر اس نے آرڈر کیا۔۔

تمہاری اور میری پسند بہت ملتی ہے۔۔۔

اچھا واقعی، وہ حیران ہوئی۔

پپپپپپ،۔۔۔۔

ویسے آپ اتنے بھی برے نہیں ہے، وہ کچھ متوقف کے بعد بولی۔۔

رٹیلی،،، شاہ زین کے وجود میں خوشی کی لہر دوڑی تھی۔۔

میں،،، پتا ہے آج آپ کی میری دوستی پکی اور مجھے پتا ہے آپ نے یہ دوستی کیوں کی

ہے اور میں اپنی دوستی کا فرض پورا کروں گی، وہ پرجوش انداز میں بولی۔

کیوں کی ہے میں نے دوستی،،؟ وہ حیرانگی سے پوچھنے لگا۔۔

میں ناکہ آپ عشنا سے شادی کرنا چاہتے تو آپ میرے ذریعے بڑے بابا کو منانا چاہتے تو

ڈونٹ وری میں آپکی اور عشنا کی شادی کروانے میں آپ کا پورا پورا ساتھ دوں گی۔۔

اس کی بات پہ وہ ساکت سا اسے دیکھے گیا۔

اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی، وہ تو صرف اس سے دوستی ٹائم پاس

کے لئے کر رہا تھا مگر اس نے یہ بات کر کے اسے سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا کہ وہ اسے اور

عشنا کو ملا سکتی تھی۔۔

واؤ تھینک یو مائی ڈیئر فرینڈ، تم دیکھنا تمہارے لئے بہت اچھا سا لڑکا ڈھونڈ لوں گا، وہ

جلدی سے بولا۔۔

جی نہیں میں نے ہمیشہ سے لو میرج کا سوچا ہے تو میں خود لڑکا چوز کروں گی، اس کی بات پہ شاہ زین کو دل میں ہلکی سی چھن محسوس ہوئی تھی۔

او کے چھوڑو یہ باتیں اور کھانا کھاؤ، وہ آہستہ سے بولا۔

پھر کھانا کھانے کے بعد وہ باہر نکلے تو ایک لڑکے سے مسکان ٹکرائی۔

واٹ دا ہیل، وہ جھلا کر سیدھی ہوئی۔۔

اووووووہ مائی گاڈ مسکان،،، وہ چلایا۔۔

اووووہ تیری آپ طلال بھائی، آپ ہی ہونا؟ وہ چلائی۔

ایکسیوزمی ڈونٹ کال می بھائی، تمہیں پتا ہے ناکہ میں خوبصورت لڑکیوں کا بھائی وائی
نہیں ہوتا، وہ مسکرا کر بولا۔۔

توبہ زرا نہیں بدلے آپ، وہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی۔۔

آہ، لیکن تم بہت بدل گئی ہو، پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو، وہ آنکھ دبا کر بولا۔
شاہ زین نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

چلو مسکان مجھے دیر ہو رہی ہے، وہ اس کا ہاتھ کھینچ کر بولا۔

ایک منٹ مسکان پلیز نمبر دے دو۔۔۔

اوووہ یہہہہ شیور، آپ جاکر گاڑی میں بیٹھئے اور میں بس آتی ہوں۔۔

وہ دل ہی دل میں کڑھتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔

پھر وہ انہیں کی جانب دیکھنے لگا جو کہ دونوں ہنس ہنس کر نجانے کونسی گفتگو کر رہے تھے۔۔

ہنس تو ایسے رہے ہیں جیسے کہ ماموں کا بیٹا ہے یہ، وہ ناگواری سے سر جھٹک کر بڑبڑایا۔۔

اور ایک عجیب سی بے چینی اسے گھیر رہی تھی۔۔



پھر مسکان اس لڑکے کو خدا حافظ بول کر آکر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

ویسے یہ تھا کون کہ جس کے ساتھ اتنا ہنس کر بولے جا رہی تھی،،؟ وہ اندر سے اٹھتے جلن کے تاثرات کو چھپا نہیں پایا تھا۔۔

آپ کو کیوں جلن ہو رہی ہے کہ وہ کون تھا، ویسے کیا جلن اس لئے ہو رہی ہے کہ ایک لڑکا تھا یا اس لیے ہو رہی ہے کہ وہ مجھ سے ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا وہ آئبرو چڑھا کر بولی۔۔

نہیں میں تو نہیں جل رہا تھا میں تو ایسی بس جرنل بات کر رہا تھا کہ کون تھا وہ،،؟

چلیں آپ اتنا فورس کر ہی رہے ہیں تو بتا دیتی ہوں وہ میرا کزن ہے ماموں کا بیٹا ہے،، اس کے اطمینان بھرے جواب پر وہ ایک جھٹکے سے اس کی طرف مڑا۔۔

کیا ہوا؟

وہ دراصل میرے بھی یہی ذہن میں آیا تھا کہ شاید یہ تمہارے ماموں کا بیٹا ہے اور دیکھو واقعی وہی سچ بات ہو گئی، وہ سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

ہوٹل کی طرف اب موڑ لیجئے تاکہ وہاں جا کر اپنے متعلق سب کو بتا دیں کہ ہم تو گھوم پھر رہے تھے ورنہ سب پاگلوں کی طرح ہمیں ڈھونڈ رہے ہونگے اور ہمارے پہنچتے ہی نا ہمارا قتل کر دیں گے، وہ تیز تیز بولی۔

شاہ زین نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی سٹارٹ کی اور ہوٹل کے راستے کی طرف ڈال دی۔۔



منت باہر اندھیرے میں نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی اس کا ڈوپٹہ بیڈ پر پڑا تھا اور اس کے بال گھٹنوں کو چھو رہے تھے۔۔

شاہ ولی نے اسے اچٹتی نگاہ سے دیکھا اور پھر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔۔

وہ کپڑے چینج کر کے باہر نکلا تو وہ ہنوز باہر ہی دیکھ رہی تھی۔۔

وہ چلتا ہوا پاس آیا۔۔

ایسا کیا باہر دیکھ رہی ہیں آپ محترمہ کہ کتنی دیر سے بس اندھیرے کو ہی گھورے جا رہی ہیں،،؟ وہ پاس آکر سرد لہجے میں بولا۔۔

اب ہمیشہ مجھ سے اتنے ہی ٹھنڈے لہجے میں بات کرتے ہیں کیا کبھی اس میں محبت نہیں شامل کر سکتے ہیں؟ وہ اس کی طرف مڑتے ہوئے بولی۔۔

میں انسان کو دیکھ کر پھر اپنے لہجے میں مسٹاس پیدا کرتا ہوں، جو انسان جتنا میٹھا اس کے لیے اتنی مسٹاس، لیکن تم تو مجھے زہریلی لگتی ہو تو تمہارے لئے میں ایک

دانا بھی مٹھاس کا شامل نہیں کر سکتا ہے تو میرا لہجہ تمہارے لئے زہریلا ہی رہے گا، وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

میرے بڑوں نے جو گناہ کئے اس کی سزا مجھے کیوں،،؟

کیونکہ تمہارے بڑوں سے تو میں لڑ نہیں سکتا اب تمہیں سزا دوں گا نا اور یہ سزا تمہاری نہیں ہوگی بلکہ یہ سزا ان کے دلوں پر زخم لگائے گی، گناہ کوئی بھی کرے لیکن جب بھگتان کی باری آتی تو معصوم ہی پستا ہے، تم بہت خوبصورت ہو اتنی کہ تمہیں دیکھ کر میرا دل بھی ایک پل کے لئے کہتا ہے کہ سب کچھ بھول جاؤ اور ایک بار اسے اپنی بانہوں میں لے لے مگر پھر تمہاری ماں اور بڑے بابا کا گھناؤنا چہرہ میرے سامنے آتا ہے تو میری نفرت میں شدت آ جاتی ہے، وہ دانت پیس کر بولا۔۔

شاہ جی، انتقام اور معافی کا اختیار ہمارے پاس ہوتا ہے اور انسان اگر انتقام کو بھول کر معافی اختیار کریں تو زندگی سہل ہو جاتی ہے، وہ آہستہ سے بولی۔

مجھے نہیں لگتا یہ،،؟ اور میرا سکون انتقام میں ہی ہے، وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

لیکن شاہ جی۔۔۔

اپنا منہ اب بند رکھو ورنہ،،، وہ اس کا منہ دبوچ کر بولا۔۔

منت بے بسی سے اسے دیکھے گئی۔۔

تیار ہو جاؤ، آج وشال نے ویلینٹائن پارٹی دی ہے تو ادھر جانا ہے ہم نے، وہ سرد لہجے میں بولا اور باہر نکل گیا۔

منت سر جھٹک کر بیڈ پہ پڑا باکس دیکھنے لگی۔

پھر اس نے کھول کر دیکھا تو ریڈ کلر کی فراک تھی جس کا پیچھے سے گلا ڈیپ تھا۔

اس نے کپڑے چینج کئے اور پھر حجاب کر کے وہ باہر نکل آئی۔

کچھ دیر بعد وہ سب لوگ پارٹی میں موجود تھے۔

منت، مشال اور مسکان ایک سائیڈ پہ بیٹھی تھیں اور شاہ زین، شاہ میر تو پارٹی میں آئے ہی نہیں تھے، وہ بڑے بابا کے کسی فرینڈ کے ہاں انکی خیریت پوچھنے گئے تھے۔۔

منت اٹھو کچھ فرینڈز سے ملوانا ہے تمہیں، کچھ دیر بعد شاہ ولی نے پاس آکر کہا۔۔
منت اٹھ کر اس کے ساتھ آگئی۔۔

وہ سب سے ملنے کے بعد سائیڈ پہ کھڑے ہو کر شاہ ولی کو دیکھنے لگی جو کہ شائن کے ساتھ کیل ڈانس کر رہا تھا۔۔

ہے ے ے ولی کیا تمہاری وائف کے ساتھ ڈانس کر سکتا ہوں، وی نے پوچھا تو
منت کا رنگ فق ہو گیا۔۔

شہور۔۔۔

وکی نے پاس آکر اس کی کمر پہ ہاتھ رکھا تو منت بدک کر پیچھے ہٹی اور وکی کے ہاتھ میں موجود جوس جو کہ الکلک تھا اس کے ڈیس پہ چھلک گیا۔۔

وہ لب بھیج کر مڑی اور واش روم ایریا کی طرف آگئی۔۔

انتہائی چپ انسان ہے شاہ جی کا یہ دوست بلکہ سب ہی چپ ہیں، وہ بڑبڑاتے ہوئے ڈیس کو صاف کر رہی تھی۔

پھر صاف کرنے کے بعد وہ مڑی تو وکی کو پیچھے کھڑا دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

وہ تیزی سے اس کی سائیڈ سے ہو کر گزرنے لگی تھی کہ وکی نے ہاتھ سے کھینچ کر اسے سامنے کو دھکا دیا اور اس کا سر سامنے موجود واش بیسن سے ٹکرایا تھا اور ساتھ ہی خون نکل کر اس کے چہرے پہ بہنے لگا، وہ سر سے اٹھتی ٹیسیں دباتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

وکی اس کی طرف بڑھنے لگا۔۔

مم، میرے پاس مت آؤ، وہ چلائی۔

وکی طنزیہ انداز میں مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا۔

دیکھو لگالی ناچوٹ، آرام سے اگر میرے پاس آ جاتی تو یہ نہیں ہوتا، وہ اسے کندھوں سے تھام کر بولا۔

پپ، پلیز مجھے جانے دو، وہ اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

تمہارا شوہر اتنی نفرت کرتا ہے تم سے، اس نے تو چھوا نہیں ہوگا تمہیں، بڑا بیوقوف ہے جو ایسے حسن کو ایسے چھوڑا، خیر تم اسے چھوڑو اور مجھے ٹائم دو اور اس کے بدلے میں تمہیں بہت پیسہ دوں گا۔۔

چٹاخ۔۔۔ منت کا ہاتھ اٹھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ لگا۔۔

یو بیچ، وہ چلایا اور کھینچ کر اسکی چادر اور حجاب اتار دیا تھا۔

وہ تڑپ کر پیچھے ہوئی اور اس کے ہاتھ میں ہینڈ واش لگا اور اس نے اس کی بوتل کو اس کی طرف کیا اور اسے پریس کیا تو وہ وکی کی آنکھوں میں ڈائریکٹ گیا، وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوا۔۔

منت اپنی چادر اٹھا کر بھاگتی ہوئی واشروم سے نکلی۔

وہ اسے گالیاں بکتا پیچھے بھاگا اور پھر وہ سیرھویوں کے پاس آئی۔۔

شاہ جی، اس نے چیخ کر آواز دی۔۔

مگر لاؤڈ میوزک کی وجہ سے اس کی آواز دب گئی تھی۔۔

پھر وکی نے اسے پیچھے سے دبوچا اور پیچھے کو ہوا۔۔

وہ اس کی گرفت میں مچل کر خود چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

پھر خود کو چھڑوا کر پیچھے ہیٹ اور پھر وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور سیرھویوں سے گرتی چلی گئی۔۔



یہ منت کہاں ہیں؟ شاہ ولی نے پاس آکر پوچھا۔۔

آپ ہی کے ساتھ تو گئی تھی، مسکان نے کہا۔۔

،،ہاں گئی تھی لیکن اب نہیں تھی میرے ساتھ

آپ نے پھر کچھ کہا تھا کیا؟ مشال نے مشکوک انداز میں پوچھا۔۔

شاہ ولی نے ناگواری سے سر جھٹکا۔۔

پھر اسی وقت ان کی نظر سیرھیوں سے گرتے وجود پہ گئی۔

وہ تیزی سے اس کی طرف لپکے تو وہ منت تھے جو کہ ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی تھی۔

شاہ ولی تیزی سے اس کی طرف جھکا۔۔

منت،، وہ اس کا چہرہ تھپتھپا کر بولا مگر وہ بے جان پڑی تھی۔۔

بھیا اٹھائے اسے اور ہاسپٹل لے کر چلیں، مشال نے کہا تو وہ ہوش میں آیا اور اسے بانہوں میں اٹھا کر تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔۔

پھر وہ ایک ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔

ڈاکٹر نے فوراً ٹریمنٹ شروع کر دیا تھا۔۔

پھر اسے تقریباً گھنٹے بعد ہوش میں آگیا تھا۔۔

آپ سیرٹھیوں سے کیسے گر گئی تھی،، مسکان نے پوچھا تو منت بے بسی سے

رودی۔۔

پھر وہ اٹھی اور شاہ ولی کی طرف بڑھی اور اس کا گریبان تھام لیا۔۔

آج آپ، آپ کی وجہ سے کسی غیر مرد نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی، آپ کی وجہ سے،، وہ چیخی۔۔

مشال، مسکان اور وہ ساکت سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

کک، کس نے کی تمہارے ساتھ بدتمیزی،؟ شاہ ولی نے مٹھیاں بھینچ کر پوچھا اس کی گردن کی رگیں کھینچ گئی تھی۔

اپنی بیوی کو جب سب کے سامنے دو کوڑھی کا بنا دیتا ہے نا تو پھر آس پاس کے لوگ اسے اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور اپنے بستر کی زینت بناتے ہیں، اس شخص کو سزا دینے سے پہلے خود کو سزا دیجئے شاہ ولی صاحب، وہ شخص جانتے ہیں کیا کہہ رہا تھا کہ تمہارا شوہر تم سے نفرت کرتا ہے تو چلو تم مجھے ٹائم دو اور میں تمہیں پیسہ دوں گا، وہ حلق کے بل چلائی اور پھر وہ روتے ہوئے زمین پہ بیٹھ گئی تھی۔۔

کون تھا وہ منت،، بتاؤ مجھے،، وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے چلا کر بولا۔۔

وہی ہے جس کو آپ نے میرے ساتھ ناچنے کی اجازت دی تھی، وہ نم لہجے میں

بولی۔۔

شاپ ولی کو اپنے دماغ کو رگیں پھٹتی محسوس ہوئی۔

پھر وہ لوگ واپسی کے لئے نکل گئے۔۔

وہ ہوٹل پہنچے تو سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

آپ ٹھیک ہیں نا، سویرا نے پاس آکر پوچھا۔

وایسے آپ گر کیسے گئی سیر ھیوں سے، وکی نے پاس آکر پوچھا تو منت خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی۔۔

شاہ ولی نے وہی کو گرمیابان سے پکڑ کر دور اچھالا اور سب لوگ ساکت اسے دیکھ رہے تھے۔

بس تم میرے بھائی سے اس طرح بات نہیں کر سکتے، وشال چیخا۔۔

، وشال اپنے اس بھائی سے ہر رشتہ توڑ دینا ورنہ بہت پچھتائے گا

، میرا بھائی بہت عظیم انسان ہے، اور تمہاری بیوی نے ہی کوئی اشارہ کیا ہوگا
وشال کی بات پہ شاہ ولی نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

پھر وہ سویرا کی فیملی کی طرف بڑھ گیا۔

میں بہت شرمندہ ہوں آنٹی جی، میں وشال کا بھائی نہیں ہوں، یہ ہے بھائی اس
کا، جو کہ ایک ڈان ہے اور اپنی بیٹی کبھی وشال کو مت دیجئے گا ورنہ یہ شخص جو
وشال کا بھائی ہے آپ کی بیٹی کے ساتھ وہی کرنے کی کوشش کرے گا جو آج
کیا، میری غلطی کہ ایسے گھٹیا لوگوں سے تعلق رکھا، وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

بس کرو شاہ، اپنی بیوی کی گنگی کو میرے بھائی پہ مت ڈالو، سویرا یہ لڑکی میرے
بھائی پہ الزام لگا رہی ہے۔

اچھا واقعی وشال، اگر یہ لڑکی جھوٹی ہے تو اتنی بے حال حالت میں ہاسپیٹل پہنچی، اگر عورت خود کو خود ہی مرد کے سامنے پیش کرے تو اس کا حال اتنا اتر نہیں ہوتا، اس کی حالت چیخ چیخ کر بتا رہی کہ وہ خود کو کس طرح بچا رہی تھی کہ جس سے اس کا وجود زخمی ہو گیا، میں اور تم کوئی بچے نہیں ہے، تم اپنی بھائی کی محبت میں اندھے ہو سکتے ہو میں نہیں، سویرا نے سرد لہجے میں کہا۔۔

سس، سویرا تم مجھے چھوڑ دو گی، وہ فق چہرے کے ساتھ بولا۔۔

ہاں، کیونکہ میں ڈر کے سائے میں زندگی نہیں گزار سکتی، سویرا نے کہا۔۔

تو، تو میرے بھائی کو چھوڑو گی، وہی چلا کر اس کی طرف بڑھا اور اسے گردن سے دبوچ لیا۔۔

سب لوگ بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وشال جلدی سے آگے بڑھا اور اسے کھینچ کر پیچھے کیا اور سویرا کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔۔

آپ، آپ سویرا کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، وشال چیخ کر بولا۔

،،، وشال تم

بس، پلیز اگر مجھ سے زرا سی محبت ہے نا تو یہاں سے چلے جائیے، وشال نے رخ پھیرتے ہوئے کہا۔۔

، تیری بیوی کو کبھی بھی ایسی نگاہوں سے نہیں دیکھوں گا، اس بات کی فکر مت کر تو جانتا ہے ناکہ تو میری جان ہے، وہی تڑپ اٹھا تھا۔

بھائی تو آپ شاہ کو بھی مانتے تھے تو اس کی بیوی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، وشال نے نم لہجے میں کہا۔۔

وہ، وہ مم، مجھے اچھی لگی تھی اور شاہ کو وہ پسند نہیں تھی تو اس لئے اس کی طرف بڑھا اور میں اسے اتنا لائیک کرتا ہوں کہ اگر شاہ اسے طلاق دے دے تو اس سے شادی بھی کر لوں گا۔۔

، منت نے اس کی بات پہ شکوہ کناں نگاہوں سے شاہ ولی کو دیکھا اور مشال مسکان نے بھی غصے سے دیکھا تو شاہ ولی پہ گھڑوں پانی گر گیا تھا۔۔

اپنی بکو اس بند کریں مسٹر وکی، میں اپنی بیوی کے ساتھ کیسا بھی ہوں تو یہ آپ کو کس نے حق دیا کہ آپ اسے اپنی جاگیر سمجھ بیٹھیں، اور آئندہ سے میرا آپ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، شاہ ولی نے سرد لہجے میں کہا۔۔

پھر وہ منت کو تھام کر کمرے میں لے آیا۔۔

مشال نے کمرے میں آکر زور سے دروازہ بند کیا۔۔

شرم آرہی ہے آج مجھے کہ آپ میرے بھائی ہیں، جب مرد اپنی بیوی کی عزت نہیں کرتا تو دوسرا کیسے کرے گا، مشال غصے سے بولی۔

ایم سوری۔۔

صرف سوری، کیا آپ کے سوری سے منت کا زخم بھر جائے جو اس کی روح پہ لگا ہے، یہ دن لڑکیوں کے لئے خوشگوار یادیں لاتا ہے مگر آپ نے منت کو بھیانک یادیں دی ہیں اور یہ جو اسے آپ نے یادیں دی ہیں نا زندگی بھر اسے بھول نہیں پائے گی، مشال نے کہا۔۔

شاہ ولی نے لب بھینچ کر سر جھکا لیا۔

منت تم آرام کرو، مشال نے کہا۔۔

پلیز مشال آپ میرے پاس ہی رہے گا، وہ نم لہجے میں بولی۔

مشال نے سر اثبات میں ہلا دیا اور اسے سلیپنگ پلزدے کر لٹایا اور اس کے سونے کے بعد وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔۔



وہ بنا آواز کے رو رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ ہوئی تو وہ جلدی سے آنسو صاف کرتے ہوئے مڑی تو شاہ میر اندر داخل ہوا تھا۔۔

وہ اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر چونک گیا۔۔

کیا ہوا؟ تم رو رہی تھی کیا؟ شامی نے بیقراری سے پوچھا۔

میں روؤں یا ہنسوں یا جیئوں آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ تلخ لہجے میں بولی۔۔

آپ میں نے کیا گناہ کر دیا ہے جو اب مجھ پہ پھر ناراض ہو رہی ہو، شاہ میر حیرانگی سے بولا۔۔

میرا راضی کب ہوئی تھی آپ سے،، پتا نہیں شاہ خاندان کے مرد اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کوئی کسی کے ساتھ بھی جو بھی کرتا ہے کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ان سے لڑکیوں کو تو کھلونا بنا کر رکھا ہوا ہے پسند آگئی زبردستی شادی کر دو خاندان سے ملاپ کرنا ہے مجبور میں شادی کر لو انتقام لینا ہے تو بھی شادی کر لو، وہ پھٹ پڑی تھی۔۔

شاہ میر حیران پریشان اسے دیکھ رہا تھا۔۔

بیٹھو یہ پانی پیو، لگتا میری غیر حاضری کا دماغ پر کچھ زیادہ ہی اثر ہو گیا ہے، اتنا مس کر رہی تھی مجھے تو کال کر لیتی نایار، شاہ میر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ان کے درمیان بہت دوستی ہو۔۔

اس نے گلاس پکڑ کر اٹھا کر زمین پہ مارا اور شاہ میر کی برداشت بس یہی تک تھا۔
اس نے غصے سے اسے کھینچا اور اس کے دونوں بازو کو اس کے کمر کے پیچھے لگا
کر اسے خود کے قریب کیا۔۔

چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے شاہ میر، درد سے کراہتے ہوئے بولی۔۔

اور جو تم مجھے درد دے رہی ہو اس کا کیا؟ مجھے لگا تھا کہ یہاں آکر کم از کم تم مجھے
، اپنانے کی کوشش تو کروں گی مگر تمہارا دل ہی نہیں چاہتا مجھ سے پیار کرنے کو
کیوں کروں پیار تم سے تم نے ایسا کیا کیا ہے میرے لئے کہ تم سے پیار کرنے
پر مجبور ہو جاؤں، جب سے میری زندگی میں آئے ہیں مجھے صرف درد دیا ہے صرف
درد، وہ بولتے بولتے رو پڑی۔۔

شاہ میر کو اس کے آنسو سے اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔

ایم سوری، میری غلطیاں شاید معاف کرنے کے قابل نہیں ہے لیکن میں ایک
کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ میں تمہیں خوش رکھ سکوں، شاہ میر نے آگے بڑھ کر اس
کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔

مجھے تم سے کوئی بھی امید نہیں، تم جو چاہے کر سکتے ہو، کوشش کرنی ہے یا مجھے بھاڑ میں جھونکنا ہے یہ تمہارا ہی فیصلہ ہوگا، میں تو تمہارے لئے صرف ایک بے لگام گھوڑی ہوں جسے لگام ڈالنی تھی، اب میں تمہاری غلام ہوں نا تو اب جو چاہے میرے ساتھ کرو، وہ چلائی۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں ایسے بات کر رہی ہو، میرا غصہ بہت تیز ہے تو پلیز سمجھو مجھے، میں تمہاری خاطر اگر اپنے غصے کو ضبط کر رہا ہوں تو یہ تمہاری خاطر ہے، تمہارے احساسات کی قدر ہے مجھے، شاہ میر نے اسے جھنجھوڑ کر کہا۔۔

وہ غصے سے اس کے ہاتھ جھٹک کر بیڈ پہ جا کر لیٹ گئی۔۔

وہ بے بسی سے لب کاٹ کر رہ گیا۔۔



مسکان ایل امی ڈی پہ نظریں گاڑے ہوئے تھی جس پہ ایک بچوں کی مووی چل رہی تھی۔۔

شاہ زین دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتاؤ چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔۔

مووی ختم ہوتے ہی وہ کمرٹ لے کر لیٹ گئی تھی۔

شاہ زین بھی پلو سیدھا کرتا ہوا چت لیٹ گیا۔۔

پھر صبح اس کی آنکھ منہ پہ پانی کے چھینٹے پڑنے پہ کھلی۔۔

اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو نظریں پلٹنا بھول گیا۔۔

مسکان نہا کر نکلی تھی، سکن کلر کی فراک اور چوڑی دار پاجامے میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

اوپر سے اس کے گیلے بال جہنیں وہ جھٹک رہی تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

اب اٹھ جائیں، شاہ ولی بھائی کا فون آیا کہ آدھے گھنٹے میں واپس نکل رہے ہیں وہ بولی۔

کیا اتنی جلدی،،،؟

اتنی جلدی کہاں ہے، تین دن رہ تو لئے ہیں اور کتنے دن رہنا ہے، وہ حیرانگی سے بولی۔

، ابھی تو صرف تین دن ہی رہے تھے مجھے لگا کہ شاید ہفتہ دس دن رہیں گے
آپ کو رہنا ہے تو رہ لو مگر میرا ایڈمیشن باقی ہے اور میڈیکل کی پڑھائی بہت مشکل
ہوتی، وہ جلدی سے بولی۔۔

ہوووووو ٹھیک ہے،، پھر ٹھیک ہے۔۔

کچھ دیر بعد وہ سب اپنی اپنی کار میں بیٹھے واپسی کے لئے نکل گئے تھے۔
وہ دونوں تو کراچی جا رہے تھے مگر شاہ میر، شاہ ولی کو گاؤں جانا تھا۔۔
پھر شام تک وہ شاہ والا پہنچ چکے تھے۔۔
وہ گھر پہنچا ہی تھا تو لاؤنج میں بیٹھی عشنا کو دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔۔
ہائے عشنا، اس نے پاس جا کر کہا۔۔

تین دن سے تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر تم اس گھر کیا شہر میں ہی موجود نہیں تھے، وہ چٹخ کر بولی۔۔

سوری عشنا بس گاؤں میں سگنل کا ایشو تھا، وہ جلدی سے بولا۔۔

ارے عشنا جی آپ بیٹھے نا، اتنی خوبصورت سکن پہ رینکلز پڑ جائیں گے یوں ہائپر ہونے سے، وہ جلدی سے آگے بڑھ کر بولی۔

اس کی تعریف پہ عشنا نے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔۔

ارے ایسے مت دیکھیں مجھے، میں بالکل سچ بول رہی اور آپ کو خوشخبری بھی دینی ہے کہ بڑے بابا کو منانے کا بیڑا میں نے اپنے سر اٹھا لیا ہے، مسکان نے کہا۔۔

واٹ اب تم غیروں کو ہمارے معاملے میں شامل کرو گے شاہ زین، اور یہ لڑکی کیوں ہمارے معاملات میں پڑ رہی ہے،؟ وہ ناگواری سے بولی۔۔

ایم سوری،،، مسکان نے پھسکی سے مسکراہٹ سے کہا اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے،،؟ تم ایسے کیسے بات کر سکتی ہو مسکان سے،،؟

تم اس لڑکی کی وجہ سے مجھ سے جھگڑ رہے ہو،،؟ وہ بے یقینی سے بولی۔۔

جھگڑ نہیں رہا بلکہ یہ بتا رہا ہوں کہ اسے ناراض کرنا ٹھیک نہیں ہے، بلیو می وہ لڑکی،، شادی کروانے میں ہماری مدد کر سکتی ہے پلیز اس کے ساتھ رویہ ٹھیک رکھو شاہ زین نے کہا۔۔

اوکے ٹھیک ہے، اچھا میری دونوں بہنوں کی شادی طے ہو گئی ہے تو کیا ہم لوگ مہندی وغیرہ کا فنکشن برات وغیرہ یہاں نہیں کر سکتے کیا؟ آف کورس کر سکتے ہیں،،، شاہ زین نے کہا۔۔

اوووووہ تھینک یو، تھینک یو، عشنا نے ایکسائیٹڈ لہجے میں کہا۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر ہم لوگ یہاں شفٹ ہونے کی تیاریاں کرتے ہیں۔۔

یہاں شفٹ ہونا ہے،،؟ شاہ زین نے چونک کر پوچھا۔۔

ظاہری بات ہے جب فنکشن یہاں ہوں گے تو پھر ہمیں یہی شفٹ ہونا پڑے گا نا، عشنا نے اطمینان سے کہا۔۔

شاہ زین نے تھوڑے تذبذب کے بعد سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

پھر عشنا کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آیا تو مسکان کپڑے وغیرہ سیٹ کر رہی تھی۔۔

سوری،،،، اس نے پیچھے جا کر کہا۔۔

فار واٹ،،؟

وہ جو کچھ بھی اس نے تم سے کہا اس کے لئے ایم سوری۔۔۔

ٹھیک ہے تو کہا تھا اس نے کچھ غلط نہیں تھا میں کیوں بیچ میں آؤں اور آپ فکر نہ کریں، اس کی اس بات کی وجہ سے یہ مت سمجھئے کہ ہماری دوستی ختم ہوگئی اور میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گی، ایم آل ویز و دیو، وہ مسکرا کر بولی۔

تھینک یو سوچ اور ہاں اس کی بہنوں کی شادی ہے تو وہ یہاں شفٹ ہو رہی ہے
تو تمہیں دوسرے کمرے میں شفٹ ہونا پڑے گا، شاہ زین نے جھجھکتے ہوئے
کہا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے کوئی پرابلم نہیں ہے، مسکان نے کہا اور دوبارہ سے کپڑے بیگ میں رکھ کر وہ اپنے پہلے والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



نیناں اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھی صالح کا انتظار کر رہی تھی، کچھ دیر بعد وہ سامنے سے داخل ہوتا دکھائی دیا۔۔

ہائے میری جان، اس نے پاس آکر اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔۔

کیسے ہیں آپ؟

، بہت بہت خوش ہوں، آخر کو میں نے اپنی محبت کو پالیا خوش تو ہو گا نا وہ اس کا ہاتھ لبوں کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔۔

کل رات آؤ گی میرے پاس، یہاں میں نے ایک روم بک کروایا ہے ٹائم سینڈ کریں گے تھوڑا سا، اس نے کہا۔۔

،، یہ ممکن نہیں ہے میں نہیں آؤں گی

تو تمہیں مجھ سے ذرا بھی پیار نہیں ہے میری خواہشات کا ذرا احترام نہیں ہے،؟

، آپ میرے سب کچھ ہے آپ پہ جان بھی قربان لیکن فی الحال نہیں ممکن یہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اپنے کزن کے ساتھ رہتی ہو تو اگر میں گھر سے نکلی تو وہ میرے متعلق سوال کریں گے کہ کیا جواب دوں گی، اور ویسے بھی کل سے ہمارے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں ان کے کچھ دوست وغیرہ ہے جن کی شادی

کا فنکشن ہمارے گھر میں ہے تو اس وجہ سے مصروفیت بھی بہت ہے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

تو کوئی بات نہیں میں کل آ جاؤں گا وہاں۔۔۔

نہیں نہیں ایسا مت کیجئے گا، وہ جلدی سے بولی۔

فکر مت کرو میری جان، اور میں جس طریقے سے آؤں گا نا وہ طریقہ اس قدر زبردست ہے کہ کسی کو بھی شک نہیں پڑے گا، صالح نے کہا۔۔۔
وہ مضطرب سی ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔

تمہارا دل نہیں چاہ رہا تو نہیں آؤں گا، دل سے کہو گی تو آؤں گا، صالح نے پھیکے سے لہجے میں کہا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آ جائیے گا میں انتظار کروں گی آپ کا، نیناں نے کہا۔۔۔

تھینک یو میری جان۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اسے کالج ڈراپ کر کے آفس کے لئے نکل گیا۔۔



شاہ ولی گاڑی چلاتے ہوئے گاہے بگاہے منت پہ نگاہ دوڑا رہا تھا جو کہ گم صم سی
باہر کے نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔۔

منت کچھ کھاؤ گی،،،؟

اس کے پوچھنے پہ منت نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

ہم رات تک گھر پہنچے گئے تو کچھ کھا لو، شاہ ولی نے کہا۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے، وہ مختصر جواب دیتے ہوئے بولی۔۔

کیوں،؟

ویسے ہی،،، وہ کندھے اچکا کر بولی۔

یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی، شاہ ولی نے کہا۔۔

بھوک سے مر نہیں جاؤں گی، آپ کو اگر کھانی ہے تو کھا لیجئے اور ہاں آپ کو مجھ سے اتنے پیار سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ فکر مت کیجئے جو ہو چکا کسی کو نہیں بتاؤں گی، وہ ناگواری سے بولی۔

شاہ ولی نے گاڑی کو ایک جھٹکے سے روکا تو منت کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔

تم، تم خود کو سمجھتی کیا ہو،؟ وہ دھاڑ کر بولا۔

انسان ہی ہوں مگر شاید آپ کو نہیں لگتی، وہ تلخ لہجے میں بولی۔

تم ایک عذاب ہو، شاہ ولی تلملا کر بولا۔۔

تو جان چھڑوا لیں اس عذاب سے، وہ دوبرو بولی۔

تم بدتمیزی کر رہی ہو مجھ سے منت، وہ اس کا بازو دبوچ کر سرد لہجے میں بولا۔

تو بات مت کریں نا مجھ سے، میں تو چپ چاپ بیٹھی تھی مگر آپ نے ہی مجھے مخاطب کیا، تو حل یہی ہے کہ آپ چپ چاپ گاڑی چلائیں اور میں چپ چاپ باہر دیکھتی ہو، وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

شاہ ولی اس کی بے نیازی پہ دل ہی دل میں کھول کر رہ گیا تھا۔

مرد خود بے نیازی دیکھائے تو کچھ نہیں مگر وہی عورت اگر دیکھائے تو مرد کو اپنا آپ انکور کرنا پسند نہیں آتا اور یہی شاہ ولی کے ساتھ ہو رہا تھا۔

پھر وہ آندھی طوفان کی طرح گاڑی دوڑانے لگا۔

پورا راستہ ان کے پیچ کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

پھر وہ مغرب ٹائم گھر پہنچ چکے تھے لیکن شاہ میر وغیرہ نہیں پہنچے تھے۔

پھر بڑے بابا نے انہیں بیلا شاہ کے آنے کی نوید سنائی تو منت کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔۔

پھر شاہ میر وغیرہ کے آنے کے بعد ان سب نے ڈنر کیا اور اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

شاہ ولی کمرے میں آیا تو منت دوسری طرف کروٹ لئے ہوئے تھی۔

اس نے گہرا سانس بھرا اور دوسری سائیڈ پہ خود لیٹ گیا۔۔

پھر رات کو شدید سر درد سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

منت، منت، اس نے کندھا ہلاتے ہوئے پکارا۔۔

منت نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔

پلیز میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے، اور سینے میں جکڑن ہو رہی ہے، وہ
بامشکل بولا۔

منت جلدی سے اٹھ کر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

میں کسی کو بلواتی ہوں، منت نے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے شاہ میر کے کمرے
کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو مشال نے دروازہ کھولا اور اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔
وہ شاہ جی کی طبیعت بہت خراب ہوئی ہے، منت نے کہا تو شاہ میر بھی اٹھ کر آ
گیا۔

پھر وہ دونوں اس کے ساتھ کمرے میں آئے تو شاہ ولی سر تھامے بیٹھا تھا۔

بھیا،،، مشال نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پکارا۔۔

اس نے سر اٹھایا کر دیکھا تو پسینے سے شرابور تھا۔۔

پھر کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک باکس تھا۔

منت تم دودھ لاؤ، شاہ میر نے کہا۔۔

شاہ ولی نے میڈیسن بتائی تو مشال نے جلدی سے وہ میڈیسن نکالی اور منت دودھ کا گلاس بھی لے آئی تھی۔

پھر اس نے میڈیسن کھائی اور لیٹ گیا۔۔

آپ دونوں جائیں منت میرے پاس ہے، شاہ ولی نے کہا تو وہ دونوں سر ہلا کر باہر نکل گئے۔۔

منت پلیز میرا سر دبا دو، شاہ ولی نے کہا تو وہ پاس آکر سر دبانی لگی۔

اس کے ہاتھ یک ٹھنڈے تھے اور شاہ ولی کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا۔۔

پھر نجانے کب اس کی آنکھ لگی۔

صبح جب آنکھ کھلی تو وہ منت کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا اور وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے سو رہی تھی۔۔

شاہ ولی نے اسکا رخسار تھپتھپایا تو منت ہڑبڑا کر اٹھی اور اس کی خوبصورت آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔۔

شاہ ولی کو اس سے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔۔

کیسی طبیعت ہے اب آپکی؟

ہووووووں ٹھیک ہوں، شاہ ولی نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

وہ اپنی کندھے کو دباتی اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

پھر وہ باہر نکلی تو بھی اپنے کندھے کو دبا رہی تھی۔

ادھر آؤ، شاہ ولی نے اسے پکارا تو وہ آہستہ سے چلتی ہوئی پاس آئی۔

شاہ ولی نے اسے بیٹھا کر اس کے کندھوں کا مساج کیا۔۔

اب کچھ بہتر ہے،؟ شاہ ولی نے پوچھا۔۔

جی، اپنا حساب فوراً پورا کر دیتے ہیں، وہ اٹھتے ہوئے بولی۔۔

کیا مطلب،؟ وہ حیران ہوا۔۔

میں نے رات کو سر دبایا تو اسی کا بدلہ چکایا نا یہ سب کر کے، وہ بولی اور پھر اس کا جواب سننے بغیر باہر نکل گئی۔

پیچھے بیٹھا شاہ ولی غصے سے پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔۔



تھینکس کل بھیا کے لئے اتنا کچھ کرنے کے لئے، وہ لیپ ٹاپ میں مصروف شاہ
میر سے بولی۔۔

اچھا وہ صرف تمہارا بھائی ہے کیا،؟ میرا بھی رشتہ ہے اس سے،، سالے صاحب
ہیں میرے، شاہ میر نے کہا۔

وہ گہرا سانس بھر کر مڑی تو شاہ میر نے اس کا ہاتھ کھینچ کر پاس بیٹھایا۔۔

آج شام کو اچھے سے تیار ہو جانا، پھوپھو آ رہی ہیں اور مدد، ملیجہ کے دن بھی رکھنے
ہیں، شاہ میر نے کہا۔۔

جی اچھا۔۔۔

پھوپھو ان سب معاملات کو بغور دیکھتی ہیں تو انہیں ہمارے رشتے میں کیا چل رہا
یہ پتا نہ لگے تو بہتر ہے، شاہ میر نے کہا۔۔

مجھ سے ڈرامے نہیں ہوتے۔۔۔

تو پیار کر لو۔۔۔ شاہ میر کی بات پہ اس نے گھورا تو وہ ہنس دیا۔۔

اچھا سوری۔۔۔۔۔

مجھے بہت کام ہے، وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

ہاں ٹھیک ہے میں بھی زمینوں پہ جا رہا ہوں، شاہ میر نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر باہر نکل گئی۔

پھر وہ شام کو تیار ہوئی تو ملازمہ نے آکر اسے باہر مہمان آنے کی اطلاع دی۔۔

وہ ڈوپٹہ سلیقے سے سر پہ جما کر باہر نکلی تو بیلا اور صوفیہ اور باقی خواتین سامنے صوفے پہ بیٹھیں تھیں اور باقی سب مرد حضرات دوسری سائڈ پہ بیٹھے تھے۔۔

اس نے اندر آکر سلام کیا تو بیلا نے سرتاپا اسے دیکھا۔۔

صوفیہ تو اٹھ کر اسے گلے ملی تھی لیکن بیلا کا رویہ بہت روکھا تھا۔۔

پھر ملیجہ اور مدیحہ کی لگے ہفتے شادی کی تاریخ طے پائی تھی۔۔
کچھ دیر بعد سب کھانا کھانے لگے تو مشال اٹھ کر کچن میں آگئی۔۔
بڑی تائی نے اسے دیکھا۔۔

اچھی لگ رہی ہو آج، مشال ان کی بات پہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔
، سنو مشال، شاہ میر کی وارڈوب میں سفیر اور منیر کی واچ رکھی ہیں تو وہ لے آؤ زرا
بڑی تائی نے کہا تو وہ سر ہلا کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
اس نے وارڈوب کھولی اور اس میں سے واچ نکال کر مڑی تو ایک ڈائری پھسل کر
نیچے آکر گری۔۔

اس نے جھک کر اٹھائی تو اس میں سے تصویریں باہر آئی۔
وہ تصویریں دیکھ کر شاکڈ رہ گئی تھی۔۔

جاری ہے وہ تصویریں اس کی اپنی تھی۔۔

وہ آج سے پانچ سال پرانی تصویریں تھی۔

وہ ساکت ان تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔

پھر اس نے جلدی سے وہ ڈائری اور تصویروں کو اپنی کپڑوں کے نیچے چھپایا اور

واچ لے کر وہ باہر نکل آئی۔۔

اس نے باہر آکر شاہ میر کو دیکھا جو کہ سفیر اور منیر کے ساتھ گپ شپ میں

مصروف تھا۔

یہ، یہ مجھ سے محبت کرتا ہے پچھلے پانچ سال سے، اس نے شاہ میر کے وجہ

چہرے پہ نگاہیں لگاتے ہوئے سوچا اور دل میں ایک میٹھا سا احساس جاگا تھا

شاہ میر نے اس کی نگاہوں کی تپش محسوس کی تو اسکی طرف مڑ کر دیکھنے لگا اور ساتھ ہی بھنویں اچکا کر اس کی طرف اشارہ کیا کہ کیا ہوا۔۔

وہ نفی میں سر ہلا کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔

مشال یہ سلاد بنا دو، بڑی تائی نے کہا تو وہ سر ہلا کر سلاد بنانے لگی۔

اور اس کا ذہن شاہ میر کی طرف ہی تھا اور بے دھیانی میں چھڑی اس کی انگلی کو کاٹتی چلی گئی۔۔

سییییییییی، اس نے سسکاری بھری۔

اسی وقت شاہ میر اندر داخل ہوا۔۔

وہ اس کی انگلی سے بہتا خون دیکھ کر جلدی سے اس کی طرف بڑھا۔۔

یہ، یہ کیا کیا تم نے، کہاں دھیان تھا تمہارا،؟ وہ اس کی انگلی کو دبا کر خون روکتے ہوئے بولا۔۔

ارے کیا ہو گیا،؟ بڑی تائی نے پوچھا۔۔

یہ دیکھیں انگلی کاٹ لی اس نے،، شاہ میر مضطرب سا بولا۔۔

ارے انگلی ہی کٹی ہے اور اتنا واویلا کیوں مچا رہے ہو، اور اس لڑکی کی ہڈ حرامی دیکھو ایک زرا سا کام ٹھیک سے نہیں کر سکتی۔۔۔

بس کر دے ماما، کیا ہو گیا ہے آپکو اور یہ نوکر کس لئے رکھے ہیں، کام کریں یہ، شاہ میر ناگواری سے بولا۔

شاہ میر تم اس لڑکی کی وجہ سے اپنی ماں کی نافرمانی کر رہے ہو۔۔؟ وہ بے یقینی سے بولی۔۔

میں نے کوئی نافرمانی نہیں کی بلکہ صرف بات رکھی ہے، شاہ میر نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل آیا۔۔

بیٹھو یہاں،، شاہ میر نے کمرے میں آکر کاؤچ پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

شاہ میر میں ٹھیک ہوں،، وہ آہستہ سے بولی۔۔

، ہمیشہ کہیں نا کہیں چوٹ لگواتی رہتی ہو

تو آپ کو کیا فرق پڑتا ہے میری چوٹ سے، وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

فرق پڑتا ہے کیوں نہیں فرق پڑتا۔، وہ جلدی سے بولا۔۔

کیوں،،؟

کیونکہ میں تم سے،، وہ بولتے بولتے رکا۔۔

کیا مجھ سے،،؟ وہ جلدی سے بولی۔۔

کچھ نہیں، وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا اور پھر سنی پلاسٹ لگا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

تم اب آرام کرو چپ چاپ یہاں۔۔۔۔

ارے اتنی سی چوٹ لگی ہے اور ری ایکٹ ایسے کر رہے ہو جیسے بڑی جان لیوا
چوٹ لگ گئی ہے، وہ تیز لہجے میں بولی۔۔

فضول میں کچھ بھی مت بولا کرو، وہ ناگواری سے بولا اور پھر باہر نکل گیا۔۔۔

تو مسٹر شاہ میر آپ محبت کرتے ہیں مجھ سے اور یہ بات تو آپ کے منہ سے اگلا
کر رہوں گی، وہ ہولے سے مسکرا دی۔۔

دل آج عجیب لے سے دھڑک رہا تھا۔۔



شاہ ولی اندر داخل ہوا تو جنت بیلا کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔۔

السلام علیکم پھوپھو، کیسی ہیں آپ،؟ شاہ ولی نے پوچھا۔۔

بیلا نے روکھے انداز میں جواب دیا۔۔

جنت زرا میری فائل ڈھونڈ دو، شاہ ولی نے کہا۔۔

نوکر نہیں ہے یہ تمہاری،، بیلا نے جواب دیا۔۔

بیوی ہے یہ میری اور اس کا فرض بنتا ہے کہ میری مدد کرے اور شوہر کے کام کرنے سے نوکر نہیں بن جاتا کوئی،، شاہ ولی نے ناگواری سے کہا۔۔

پلیز ماں، جنت نے التجائیہ انداز میں کہا۔۔

ارے کیا پلیز، میری بچی کو یہ حکم دینے والا کون ہوتا ہے، بیلا نے کہا۔

میں شوہر ہوں اسکا، اٹھو اور چلو میرے ساتھ، شاہ ولی نے کہا۔۔

جنت چپ چاپ اٹھ کر اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔۔

کونسی فائل چاہئے تھی آپ کو،؟ جنت نے اندر آکر پوچھا۔۔

کوئی بھی نہیں، بس میرے بال بہت روکھے یوئے ہیں تو یہ آئل سے مساج کر دو
وہ شرٹ اتار کر صوفے پہ اچھالتے ہوئے بولا۔۔

جنت نے اسے شرٹ لیس دیکھا تو گھبرا کر نظریں جھکا لیں تھی۔۔

اب وہاں بت بن کر کیا کھڑی ہو،؟ شاہ ولی نے کہا تو وہ جھجھکتی ہوئی پاس آئی اور
صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔

شاہ ولی اس کے آگے زمین پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔

جنت نے انگلیوں سے جب اس کے سر کا مساج کیا تو شاہ ولی مدہوش ہونے لگا
تھا۔۔

سچ میں تمہارے ہاتھوں میں جادو ہے، وہ مخمور لہجے میں بولا۔۔

ویسے تم نے پرائمری سے آگے کیوں نہیں پڑھا۔۔

میرادل نہیں کرتا تھا اتنی صبح اسکول جانے کو، تو بڑے بابا نے مجھے ہٹا لیا۔۔

صرف صبح اٹھنے کی دقت کی وجہ سے پڑھائی نہیں کی، پتا ہے پڑھائی بڑی لازمی ہوتی ہے، اگر نہ ہو تو انسان رل جاتا ہے۔، شاہ ولی نے کہا۔۔

میں کپڑے سلائی کر لیتے، کڑھائی کر لیتی، کوکنگ بہت اچھی کر لیتی، تو اگر میرے پاس پڑھائی نہیں مگر ہنر تو ہے نا، میں نے تو سولہ جماعتیں پڑھنے والے کو نوکری کے لئے دھکے کھاتے دیکھا ہے، وہ اطمینان سے بولی۔۔

تعلیم صرف نوکری کے لئے ہی ضروری نہیں، تعلیم انسان کو اشرف المخلوقات بناتی ہے، اور اولاد کی تربیت میں معاون ہوتی ہے، شاہ ولی نے کہا۔۔

میں نے تو تعلیم کے باوجود انسان کو جاہل دیکھا، جتنی زیادہ تعلیم اتنا غرور زیادہ، اپنے اس غرور میں کم پڑھے لکھوں کی تحقیر کر دیتے ہیں، ویسے بھی میں دین کا پڑھی ہوں تھوڑا بہت تو اپنی اولاد کی تربیت اچھے سے کر سکتی ہوں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں تعلیم نہیں دلوواؤں گی، بلکہ دین اور دنیا دونوں کی تعلیم دلوواؤں گی، وہ آہستگی سے بولی۔

کیوں؟

مجھے شادی کی تیاریوں میں ممانی جان کی مدد کرنی ہے، وہ بولی اور پھر اٹھ کر باہر نکل گئی۔

ایک تو اسے منا رہا ہوں اور اوپر سے نخرے دیکھا رہی ہے، وہ تپ کر بولا۔۔

پھر جھلا کر وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔۔



آج عشنا اپنی فیملی کے ساتھ شاہ والا آگئی تھی۔ شام کو اس کی دونوں بہنوں کی مہندی کی رسم تھی تو سب تیاریاں ہو رہی تھیں۔

عشنا اور اس کی بہنیں ثوبیہ، فرح اور اسکی ماں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے اور فون پہ جو ثوبیہ اور فرح کے سسرال والوں کو گفٹس دینے تھے اس کی لسٹ شاہ زین کو لکھوا رہیں تھی۔

اوفففففف توبہ ہے، شاہ زین بھائی کی یہ دوست کی فیملی ان کا دیوالیہ نکال دے گی، نیناں اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بربرڑائی۔

وہ بزنس پارٹنر بھی تو ہیں، خود ہی حساب کتاب کر لیں گے، مسکان نے لیپ ٹاپ پہ نظریں جما کر کہا۔

یار وہ لڑکی تمہارے شوہر کے آس پاس منڈلاتی ہے تو تمہیں غصہ نہیں آتا،؟
کیوں غصہ کیوں کرنا ہے،؟ اور جلن غصہ وہاں آتا جہاں رشتے پائیدار ہوں اور ہم
ایک دوسرے کو نہیں چاہتے، شاہ زین عشنا کو چاہتے تو اسی سے شادی کریں
گے۔

نیناں کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

واٹ،؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم اور تمہارا کیا ہوگا،؟ نیناں نے جھلا کر پوچھا۔۔

میرا بھی ہو جائے گا کچھ نہ کچھ۔۔۔

نیناں اس کے اطمینان بھرے انداز پہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔

پھر وہ شام کو تیار ہو کر باہر آئی تو سب لوگ انہیں دیکھنے لگ گئے تھے۔

یہ کون ہیں لڑکیاں،؟ عشنا کی ایک رشتہ دار نے دلچسپی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ شاہ زین کی بہنیں ہیں، عشنا نے کہا تو شاہ زین نے گڑبڑا کر انہیں دیکھا۔

یہ میری کزنز ہیں، بہنیں نہیں۔۔۔

اوووہ کم آن بے بی کزنز بہنیں ہی ہوتی ہیں، عشنا نے لاپرواہی سے کہا۔

اوففففففف، فضول میں بحث کیوں کر رہی ہو تم عشنا، اور ہمارے ہاں اپنی بہن

ہی بہن ہوتی ہے، وہ ناگواری سے بولا۔

اُس اوکے شاہ زین، چھوڑو ان باتوں کو اور چلیں مہندی انجوائے کرتے ہیں

مسکان نے مسکرا کر کہا۔

شاہ زین کا دل اس کی گال میں پڑتے ڈمپل پہ اٹک گیا تھا۔ گرین اور گولڈن شرارے میں وہ لائٹ سا میک اپ کئے بہت حسین لگ رہی تھی۔

پھر وہ اور نیناں جا کر اسٹیج پہ بیٹھ گئی جہاں عشنا کی کزنز ڈھولکی لے کر بیٹھی تھیں اور وہ لوگ پنجابی ٹپے گا رہی تھی جو کہ نیناں کے تو سندھی ہونے کی وجہ سے سر سے گزر رہے تھے۔

لایے میں بجاتی ہوں، مسکان نے کہا اور پھر وہ ڈھولکی بجاتے ساتھ ٹپے گانے لگی، اس کی مسجورکن آواز نے سب کو بہت متاثر کیا تھا۔

پھر وہ اٹھ کر نیچے آئی اور کولڈ ڈرنک لے کر ایک سائیڈ پہ بیٹھ گئی۔

ہائے جی،، عشنا کے ایک کزن نے پاس آکر کہا۔

ہائے، وہ ہاتھ کے اشارے سے بولی۔

آپ بہت خوبصورت ہیں، اور آواز تو آپ کی دھانسو ہے، وہ مسکرا کر بولا۔

مسکان کھلکھلا کر ہنس دی۔۔

یو نو واٹ آئی لو پنجابی، یہ ٹپے میں نے اپنی پنجابی فرینڈ سے سیکھے تھے اور جب گھر آکر بابا کو سنائے تو وہ ہنس ہنس کر پاگل ہو گئے تھے، مسکان نے کہا۔

فنی ہوتے ہیں نا جی، وہ جلدی سے بولا۔

آہو جی، مسکان شرارتی انداز میں بولی پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔۔

دور کھڑے شاہ زین کے اندر اضطراب سا پھیل گیا تھا۔

او کے پھر ملاقات ہوگی، وہ اٹھتے ہوئے بولی اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔

رکو مسکان، وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو پیچھے سے شاہ زین نے پکارا۔

وہ مڑ کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

تمہیں کیا ضرورت تھی عشنا کے کمرن سے بات کرنے کی، ہمارے خاندان لڑکیوں کا شیوا نہیں ہے، وہ ناگواری سے بولا۔

ایکسیوزمی ، کیا جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس کی اجازت ہے آپکو۔۔

میں ایک مرد ہوں، وہ لب بھینچ کر بولا۔

اووووہ یس آپ مرد ہیں اور آپ جو بھی کریں گے اس سے خاندان کی شان پہ حرف بھی نہیں آئے گا، مگر میں کسی سے ہنس کر بات کر لوں گی تو آپ کے خاندان کی عزت اچھالوں گی، رئیلی مجھے لگا تھا کہ آپ کی سوچ کم از کم شاہ فیملی کے باقی مردوں جیسی نہیں ہوگی، مگر آج آپ نے مجھے غلط ثابت کر دیا، آپ ایک غیر لڑکی کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر گھوم رہے اس کا کیا، اور لاسٹ میں کہ اس گھر میں ان لوگوں کو آپ لائیں ہیں تو آپ کے مہمان ہیں، تو اگر اس کے ساتھ روڈی بات کی ہوتی تو آپ کی عشنا کو برا لگ سکتا تھا، وہ تلخ لہجے میں بولی۔۔

اچھا سوری، تم باہر تو چلو کھانا کھا لو۔۔

بھوک نہیں ہے مجھے، وہ سپاٹ لہجے میں بولی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



نیناں متلاشی نظروں سے مسکان کو ڈھونڈ رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے ویڑز کے ساتھ کھڑے صالح پہ پڑی، اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ چلتا ہوا پاس آیا اور سائیڈ پہ کھڑے شاہ زین کے پاس چلا گیا۔۔

ہائے شاہ زین۔۔

اوووہ ہائے صالح، ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھی ڈیکوریشن کی ہے، شاہ زین کی بات پہ وہ چونک گئی۔

بہت شکریہ شاہ زین اور کل کے فنکشن کی تیاری کے لئے مجھے یہاں ٹھہرنا پڑے گا کیونکہ کل فیری لینڈ میں بھی مجھے ایک فنکشن کا کانٹریکٹ ملا تو شام میں وہاں جانا ہوگا تو مین چیزیں کل صبح ہی کرنے پڑے گی اور اپنے ورکرز کو بھی سمجھانا ہوگا۔۔

ارے کیوں نہیں آپ رہ سکتے ہیں، اور پورے گھر کو ڈیکوریٹ کیجئے گا، عشنا نے کہا۔
شاہ زین بے چینی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

تھینکس مس عشنا، وہ مسکرا کر بولا۔

پھر وہ دوسری جانب بڑھ گیا۔

اور نیناں تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ کافی دیر مضطرب سی ادھر ادھر ٹھل رہی تھی کہ اسی وقت دروازہ کھلا اور صالح اندر آیا۔

نیناں کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

صص، صالح جي پليز جائين يهاں سے، کوئی آ جائے گا، وہ گھبرا کر بولی۔

سب سوچکے ہیں، وہ اس کے پاس آکر بولا۔۔

پپ، پلیز صالح جی، وہ اس کو اپنی بڑھتے دیکھ کر گھبرا کر بولی۔۔

صالح نے اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پہ بیٹھایا اور پھر ٹیبل گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ کر اس کے ہاتھ تھام لئے۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو، صالح نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔
اس نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

صالح اٹھ کر اس کے پاس آیا اور پھر اس پہ اپنا حق جتانے لگا۔
وہ بھی اسے خود سپردگی دے چکی تھی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو صالح سو رہا تھا اور اس کے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔

گڈ مارنگ،، نیناں نے جھک کر اس کے کان کے پاس کہا۔۔

گڈ مارنگ، صالح نے آنکھیں کھول کر کہا۔

چلئے اٹھئے اس سے پہلے کوئی آئے آپ باہر جائیں۔

اچھا تو باہر نکال رہی ہو، صالح نے آئبرو اچکا کر کہا۔

صالح پلیز نا، وہ التجائیہ انداز میں بولی۔۔

اوکے چلتا ہوں، صالح نے کہا اور پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا ہوں وہ باہر نکل گیا۔

وہ ہولے سے مسکرا دی۔۔

پھر وہ ناشتے کے لئے باہر آئی تو مسکان سے ٹکراؤ ہوا تو وہ اسے دیکھ کر چونک گئی۔

یہ تم اتنی لال انار کیوں بنی ہو،؟

کیا مطلب،؟ وہ نظریں چرا کر بولی۔

بڑی لشکارے مار رہی ہو، مسکان نے چھیرا تو وہ جھینپ گئی۔

ایسا تو کچھ نہیں ہے، وہ آہستہ سے بولی۔۔

کہیں پیار ویاہ کا چکر تو نہیں،؟ مسکان کی بات پہ اس کو رنگ فق ہو گیا تھا۔

ارے مذاق کر رہی ہوں، مسکان نے کہا تو وہ گہرا سانس بڑھ کر آگے بڑھ گئی۔۔



شاہ میر کمرے میں داخل ہوا تو مشال بیڈ پہ بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔

کل میرے ساتھ بازار چلو گی تم،،؟ شاہ میر نے واچ اتار کر ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔

حکم دے رہے کہ پوچھ رہے ہو،،؟ وہ کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

پوچھ رہا ہوں یار، وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔۔

اگر لے کر جانا چاہتے تو لے جانا، وہ لاپرواہی سے بولی۔

چلو ٹھیک ہے تم تیار ہو جانا پھر ہم کل دوپہر کو جائیں گے، شاہ میر نے کہا اور پھر اپنے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

وہ کپڑے چینج کر کے نکلا تو مشال ہنوز کتاب پہ نظریں گاڑے ہوئے تھی۔

پڑھ کیا رہی ہو؟

ایسے بہت دن ہو گئے تھے مطالعہ نہیں کیا تھا تو مطالعہ کر رہی ہیں، رومینک ناول ہے، پڑھتے ہوئے ایک بات ذہن میں آ رہی تھی کہ چلیو میں نے تو کسی کو پسند کیا تھا اپنے لئے کیا تم نے کبھی کسی کو پسند کیا تھا۔۔

میں ایسے فضول چکروں میں نہیں پڑتا، میں ایسے فضول چکروں میں نہیں پڑتا، وہ ناگواری سے بولا تھا کیونکہ اسے مشال کی اپنے لئے پسند کرنے والی بات بولنا بہت بری لگی تھی۔

کسی کو پسند کرنا گناہ تھوڑی ہے، صالح کو میں نے پسند کیا تو ان میں کچھ خوبیاں بھی تھی تو اسی لئے پسند تھے، تو ہو سکتا ہے کہ کسی لڑکی میں تمہیں بھی خوبیاں نظر آئی ہوں تو تم اسے لائیک کرتے ہو، مثال نے کہا۔

میرے خیال میں تمہیں اب سونا چاہئے اور پلیز ایسے رومنٹک ناولز مت پڑھا کرو۔۔

کتنے ان رومینٹک ہو تم، اور یہ اسی وجہ سے ہے کہ تم ایسے ناولز نہیں پڑھتے۔
سو بورنگ۔۔

شاہ میر نے اسے ایک جھٹکے سے کھینچ کر قریب کیا کہ وہ اس پہ گرتے گرتے بچی
تھی۔

رومینس کو کیا سمجھتی ہو تم، تم مجھے خود بتا دو تو میں ویسا ہی رومینس کروں گا، میں
تو تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں اور میرے نزدیک یہی رومینس ہے، وہ
گھمبیر لہجے میں بولا۔

اس کے انداز پہ مثال کی دھڑکن رک سی گئی تھی۔۔



مشال جلدی سے اس سے دور ہوئی اور کھڑی ہو کر وہ سانسیں بحال کرنے لگی۔

اب دور کیوں گئی ہو، میرے پاس بیٹھو دیکھنا میں تمہاری تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے باندھوں گا کہ تم خود کہو گی کہ میں بہت رومینٹک ہوں، شاہ میر نے شرارتی انداز میں کہا۔

مشال نے اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اسے ایک گھڑکی سے نوازا۔

اوففففففف ایسے مت دیکھو سویٹ ہارٹ، وہ دل پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

کل کتنے بچے بازار جانا ہے، وہ بات بدلتے ہوئے بولی۔

بارہ بچے نکلیں گے اور لچ کسی ریسٹورنٹ میں کر کے پھر مال چلیں گے، شاہ میر نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر اگلے دن وہ شاہ میر کے ساتھ شاپنگ کے لئے شہر پہنچی اور وہاں سے ایک ریسٹورنٹ میں لپچ کرنے کے بعد وہ لوگ شاپنگ کے لئے مال پہنچے۔

شاپنگ مال میں کافی رش تھا، وہ دونوں سیکنڈ فلور پہ جاکر ڈریسز دیکھنے لگے۔

تم چوز کرو میں ذرا ایک کال کمر کے آتا ہوں، وہ کہہ کمر ساعیڈ پر ہو کمر کال پہ بات کرنے لگا۔

مشال کی ڈریسنگ دیکھتے دیکھتے نگاہ سامنے موجود لڑکیوں پر پڑی جو کے شاہ میر کو دیکھ کر کوئی بات کر رہی تھی اور ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ ہینڈسم شاہ میر کو دیکھ کر کافی امپریس ہیں۔

مشال کے اندر غصے کی ایک تیز لہر اٹھی، وہ جلدی سے مڑی اور جاکر شاہ میر کا بازو تھام لیا۔

شاہ میر نے چونک کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

فون بعد میں کر لیجئے گا نا پلیز پہلے میرے ساتھ ڈریسنگ چوز کریں۔

بس دو منٹ، شاہ میر نے کہا اور پھر مختصر بات کر کے وہ مشال کے ساتھ ڈریسنگ دیکھنے لگا۔

مشال ڈریس دیکھتے ہوئے کن اکھیوں سے ان لڑکیوں کی طرف بھی دیکھ رہی تھی جو کہ اب انہیں کی طرف آرہی تھیں۔

ہائے ہینڈسم، پلیز ہماری بھی مدد کر دو، ایک لڑکی نے شاہ میر سے کہا۔

شاہ میر نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر مشال کے چہرے کو دیکھ کر وہ زور سے چونکا، اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں لڑکیوں کو نگلنے کو تھی۔

شاہ میر کو خوشگوار حیرت ہوئی اور اس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

اوووہ تو میڈم کو جلن ہو رہی ہے، وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا۔

جی شیور، شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔۔

تم کتنی بے شرم لڑکیاں ہوں، میرے شوہر کو آکر کہہ رہی ہوں کہ وہ شاپنگ میں مدد کرے تمہاری، وہ تپ کر بولی۔

ارے پھر کیا ہوا صرف شاپنگ میں مدد ہی تو کرنی ہے تو میں کر دیتا ہوں اس میں کیا پرالہم ہے ویسے بھی کسی کی مدد کرنا تو اچھی بات ہے نا، شاہ میر نے اپنی ہنسی ضبط کر کے کہا۔

تو ایسا کریں آپ ان لوگوں کو یہ شاپنگ کروا دیں میں واپس چلی جاتی ہوں، وہ تپ کر بولی اور پھر تیزی سے مڑنے لگی تو شاہ میر نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔

جان من یہ بالکل مجھے اپنی بہن نیناں جیسی لگتی ہے تو اپنی بہنوں کی اگر بھائی مدد کر دے گا تو پھر پر اہلم کیا ہے، شاہ میر کی بات پہ ان لڑکیوں کے چہرے بگڑ گئے مگر مشال کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

ہم کسی اور شاپنگ مال میں چلتے ہیں یہاں بہت زیادہ گندگی ہے، وہ ان لڑکیوں کو سرتا پا دیکھ کر ناگواری سے بولی۔

شاہ میر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

چلو پھر چلتے ہیں کہیں اور، شاہ میر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

مشال بھی طنزیہ نگاہ ڈال کر اس کے پیچھے لپکی ہی تھی کہ اچانک دوسری سائیڈ پہ جاتی نیناں پہ اس کی نگاہ پڑی اور اس کے ساتھ کوئی لڑکا تھا جس کی پیٹھ اس کی طرف ہونے کی وجہ سے وہ چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی مگر نیناں کو یوں کسی لڑکے

کے ساتھ دیکھ کر اس کا رنگ فوق پر گیا، اس نے آگے کو جاتے شاہ میر کو دیکھا جو کہ اگر نگاہ اٹھا کر دیکھ لیتا تو وہ نیناں کو ضرور دیکھ لیتا اور وہ جانتی تھی کہ اگر ایسا ہو گیا تو حویلی کے مرد نیناں کی جان لے لیں گے۔

اس نے شاہ میر کا بازو پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا۔

کیا ہوا؟ وہ اس کا زرد رنگ دیکھ کر پریشان ہو کر بولا۔

وہ، وہ میرا دل گھبرا رہا ہے، وہ زمین پہ بیٹھ گئی۔

اچانک سے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ وہ پریشان ہو کر پوچھنے لگا۔

پلیز شاہ میر مجھے گھر جانا ہے ابھی میں شاپنگ نہیں کر سکتی، وہ بولی۔

گھر اس حالت میں کیسے میں لے کے جاؤں گا میں تمہیں ہاسپٹل لے کر جاتا ہوں وہاں کسی ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں اور اس کے بعد ہم گھر چلیں گے، شاہ میر نے کہا۔

نہیں شاہ میر مجھے آرام کی ضرورت ہے۔

تو پھر شاہ ولا چلتے ہیں، شاہ میر نے کہا اور پھر اسے گریبا کی مانند گود میں اٹھا لیا۔

ناجانے نیناں کس کے ساتھ ہوگی؟ اور اگر شاہ میر کو پتہ چل گیا کہ نیناں نے اس کا مان توڑا ہے تو وہ تو جان سے مار دے گا، وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر سوچتی چلی گئی۔



آج ٹوبہ اور فرح کی بارات تھی اور شاہ ولا کا لان برقی قمقموں سے جگمگ کر رہا تھا، شاہ زین عشنا کے ساتھ ٹوبہ اور فرح کے سسرال والوں سے مل رہا تھا اور

اس کی نگاہیں بار بار مسکان کی طرف اٹھ رہی تھیں جو کہ صالح کے ساتھ ناجانے ہنس ہنس کر کیا باتیں کر رہی تھی، وہ اپنے اندر شدید بے چینی محسوس کر رہا تھا۔

پھر خدا خدا کر کے فنکشن ختم ہوا اور عشنا اور اس کی مدر کو گھر چھوڑ کر واپس آیا اور اپنے کمرے میں جانے کی بجائے مسکان کے کمرے میں آگیا۔

کمرے میں لمپ کی روشنی چل رہی تھی، وہ دے دے قدموں سے چلتا ہوا مسکان کے پاس آیا۔

لمپ کی روشنی میں اس کا میک اپ سے مبرا چہرہ جگمگ کر رہا تھا اور لانی پلکیں رخسار پہ سایہ فگن تھیں اور بال زمین کو چھو رہے تھے اور ایک لٹ ہونٹوں کو چوم رہی تھی، اس نے پاس بیٹھ کر لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا اور جھک کر اس کا ماتھا چوما تو وہ کسمسا کر کروٹ لے گئی۔

شاہ زین اٹھ کر باہر نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا مگر کمرے میں جاکر بھی دل ہمک ہمک کر اس دشمن جان کی طرف مائل ہو رہا تھا۔

پھر خود سے الجھتا ناجانے کب سو گیا، صبح آنکھ کھلی تو گیارہ بج رہے تھے۔

اوففففففف آج نماز بھی رہ گئی، وہ بڑبڑایا پھر اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر باہر آیا تو لاؤنج میں بیٹھی مسکان کو دیکھ کر اس کی دھڑکنوں میں انتشار آیا تھا۔

ہالے گڈ مارنگ، وہ اس کے پاس آکر بولا۔

مسکان نے ریوٹ زور سے پٹخا اور چیل پہن کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی سائیڈ سے ہو کر گزرنے والی تھی کہ شاہ زین نے اس کا بازو تھام لیا۔

چھوڑیں مجھے۔۔

سوری یار کب تک ناراض رہو گی؟ وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔

میں کیوں ناراض ہوں گی؟ آپ میرے لگتے ہی کیا ہیں؟ وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

آپ کا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ مجھے بھی رکھنا چاہتے ہیں اور عشنا کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے، وہ تلخ لہجے میں بولی۔

کیا کروں تمہاری طرف دل مائل ہو رہا ہے اور نہیں رہ سکتا میں تمہارے بغیر مجھ سے برداشت نہیں ہوتا جب تم کسی بھی مرد سے بات کرتی ہو، وہ اسے کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔

دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا اور آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے یہ بات کرنے کی، وہ غصے سے بولی۔

اس میں دماغ خراب ہونے والی کون سی بات ہے کیا میں دو بیویاں نہیں رکھ سکتا اور میرے اندر جب استطاعت ہے کہ میں دو بیویاں رکھ سکتا ہوں تو میں تمہیں اور عشنا دونوں کو رکھنا چاہتا ہوں۔

مگر میں نہیں چاہتی کہ میرا شوہر کوئی اور بیوی رکھے، آپ کو شادی کرنی ہے عشنا سے تو کیجئے مگر آپ کو مجھے طلاق دینا ہی ہوگی، وہ اس کی بات پر تپ کر بولی۔

کیوں کر رہی ہو تم ایسا، پلیز سمجھو بات کو، وہ کرب سے بولا۔

مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سمجھنی اور پلیز آپ کل ہی طلاق کے پیپر تیار کیجئے اور مجھے طلاق دیجئے کیونکہ میں اب آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی، وہ غصے سے بولی۔

طلاق تو میں تمہیں نہیں دوں گا لیکن اگر کہتی ہو تو تمہیں بیوہ ضرور کر دوں گا۔

تو پھر ایسا کریں کہ آپ مر ہی جائیں تو اچھا ہے، وہ غصے سے بولی۔

اتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے؟

آپ کی سوچ سے بھی زیادہ اور زہر لگتی ہے آپ کی صورت بھی مجھے۔۔

شاہ زین اس کی نفرت پہ سن ہو گیا تھا۔

میں نہیں سمجھنا چاہتا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ آج شاپنگ چلو تو پھر چلو، صالح نے ضدی انداز میں کہا۔

آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں کہ آج بھائی گھر پر ہیں اور میں کیا کہہ کر گھر سے نکلوں گی؟

لائبریری کا کہہ کر لائبریری پہنچوں وہاں سے میں تمہیں پک کر لوں گا، دوسری طرف سے سنجیگی سے کہا گیا۔

لیکن،،؟

تمہیں آنا ہے کہ نہیں؟ صالح نے کہا تو اس کی ناراضگی کے خوف سے نیناں کا دل سکڑ گیا۔

ٹھیک ہے میں آتی ہوں، وہ آہستہ سے بولی پھر وہ شاہ زین کو بتا کر لائبریری کے لئے نکل گئی۔

وہاں سے صالح نے اسے پک کیا اور وہ شاپنگ مال پہنچے۔

وہ شاپنگ کر کے واپس مڑے ہی تھے کہ اس کی نظر سامنے اسکرین پہ نظر آتی
زمین پہ بیٹھی مشال پہ پڑی اور شاہ میر اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔

اس کا رنگ فق ہو گیا اور اس نے جلدی سے صالح کا بازو دبوچ لیا۔

صالح یک ٹک انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

پلیز جلدی چلے یہاں سے اگر بھیا نے دیکھ لیا تو بہت کام خراب ہو جائے گا، وہ
کانپتے لہجے میں بولی۔

صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر صالح نے اسے لائبریری چھوڑا اور اس نے ڈرائیور کو فون کر کے اسے پک کرنے
کے لئے کہا۔

وہ جب گھر پہنچی تو لاؤنج میں بیٹھے شاہ میر اور مشال کو دیکھ کر گھبرا گئی۔

السلام علیکم، اس نے مرے انداز میں سلام کیا۔

وعلیکم السلام، کیسی ہے میری گڑیا؟ شاہ میر نے اٹھ کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے پوچھا۔

شاہ میر کا نارمل بے ہیویئر دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی تھی۔

پھر وہ مثال سے ملی تو اس کی کھوجتی نگاہوں سے اس کا دل لرز نے لگا۔

کہیں بھا بھی نے مجھے دیکھ تو نہیں لیا، اس نے دل میں سوچا۔

پھر سر جھٹک کر وہ شاہ میر کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔

آپ نے اگر آنا تھا تو بتا دیتے پہلے ہی میں آپ کے لیے کچھ اچھا سا بنا لیتی، اس نے آہستہ سے کہا۔

ارے نہیں میری گڑیا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم نے ریسٹورنٹ میں کھانا کھا لیا تھا مگر تمھاری بھابھی کی طبیعت خراب ہو گئی تو ہمیں یہاں آنا پڑا اور بس تھوڑی دیر تک نکل جائیں گے۔

نہیں شاہ میر میں واپس نہیں جانا چاہتی، کیا میں یہاں رہ سکتی ہوں ایک دو دن کے لئے؟ کیونکہ شاپنگ تو میں کر نہیں سکی تو پھر آج کا دن میں آرام کرو گی اور کل ہم شاپنگ کریں گے، مشال کی بات پہ نیناں کی بے چینی بڑھ گئی۔

ٹھیک ہے جیسا تم چاہو، میں بڑے بابا کو اطلاع کر دیتا ہوں، شاہ میر نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

چلو بھئی لڑکیوں اب جلدی سے ڈنر کی تیاری کرو، شاہ زین نے کہا۔

اوکے بھیا، نیناں نے کہا اور پھر اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔



شاہ میر لیپ ٹاپ پہ زینوں کے معاملات دیکھ رہا تھا اور مشال پاس بیٹھی موبائل پر لگی۔

اس نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

کدھر؟ شاہ میر نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

چائے پیو گے تم؟ اس نے جلدی سے پوچھا۔

یہہ شہور، نیکی اور پوچھ پوچھ، وہ مسکرا کر بولا۔

اوکے میں بنا کر لاتی ہوں، مشال نے کہا اور پھر باہر نکل کر وہ نیناں کے روم کی طرف آگئی۔

اس نے دروازہ ناک کیا اور اندر داخل ہوئی تو نیناں نے اسے دیکھ کر جلدی سے موبائل چھپا لیا۔

کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟ مشال نے اس کی اس حرکت کو انکسور کرتے ہوئے پوچھا۔

جی بھا بھی آئیے نا، وہ جلدی سے بولی مگر اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔
تم لائبریری سے ہو کر آئی مگر تمہارے ہاتھ میں کتاب کوئی بھی نہیں تھی تو وہاں سے کوئی بھی کتاب نہیں لی؟

کوئی پسند نہیں آئی تو میں پھر ویسے ہی آگئی، وہ جلدی سے بولی۔

اچھا، تو تمہیں تین گھنٹوں میں کوئی بھی کتاب پسند نہیں آئی مگر پھر بھی تم نے تین گھنٹے وہاں گزارے؟ اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

نہیں وہ ایک کتاب پسند آئی تھی تو میں اسے وہیں پر بیٹھ کر ریڈ کرنے لگی تو ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا، وہ کانپتے لہجے میں بولی۔

کانپ کیوں رہی ہو تم کہیں کچھ غلط تو نہیں کر رہی نا؟ مشال نے سرد لہجے میں پوچھا۔۔

نن، نہیں تو۔۔

لیکن پھر جھوٹ کیوں بول رہی ہو کہ تم لائبریری گئی تھی جبکہ میں نے تو تمہیں شاپنگ مال میں دیکھا تھا۔، مثال نے واضح اس کا رنگ اڑتے ہوئے دیکھا۔

یہ، یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ وہ ہڑبڑا کر بولی۔

تم کس لڑکے کے ساتھ تھی؟ مشال نے سرد لہجے میں پوچھا۔

اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

میں لائبریری ہی گئی تھی بھابھی، وہ تڑپ کر بولی۔

جھوٹ بول رہی ہو تم اور اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گی تو ٹھیک ہے میں تمہارے بھائی سے کہہ دیتی ہوں وہ تم سے خود ہی آکر پوچھ لیں گے، مشال نے مڑتے ہوئے کہا۔

نن، نہیں بھابھی، پپ، پلیز، بھیا انہیں جان سے مار دیں گے اور میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں، نیناں تڑپ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے رو پڑی۔

مشال ساکت سی اسے دیکھی گئی اور پھر گرنے سے انداز میں بیڈ پہ بیٹھ گئی، دل میں کہیں ایک امید تھی کہ وہ اس بات کی تردید کر دے گی۔

پپ، پلیز بھابھی بھیا کو مت بتانا، وہ اس کے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

کیوں کیا تم نے ایسا تم جانتی بھی ہوں کہ اگر فیملی کو پتہ چل گیا تو تمہیں جان سے مار دیں گے، اور تم نے سب سے بڑھ کر شاہ میر کا مان توڑ دیا، تم جانتی بھی

ہوں کہ انہیں جب یہ پتہ چلے گا تو کتنا ٹوٹے گے وہ؟ مشال نے دے دے انداز میں چیخ کر کہا۔

میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا اور اس دن میں انہیں چھوڑ دیتی تو جان لے لیتے خود کی، دو بار انہوں نے خود کی جان لینے کی کوشش کی تھی اور وہ پہلے ہی ٹوٹے ہوئے تھے اور میں بھی انہیں چھوڑ دیتی تو وہ بالکل ڈھے جاتے، نیناں نے روتے ہوئے کہا۔

جو انسان اپنی جان لینے کی کوشش کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ خود سے محبت نہیں ہے اسے جو انسان اپنے آپ سے محبت نہیں کر سکتا وہ کسی اور سے کیسے محبت کرے گا نیناں، کسی کو بلیک میل کر کے یوں محبت نہیں کروائی جاتی اور تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم آئندہ سے اس لڑکے سے نہیں ملو گی، مشال نے کہا۔

میں ایسا نہیں کر سکتی، میں انہیں چھوڑ نہیں سکتی اب، میں انہیں چھوڑوں گی
تو میں مر جاؤں گی، وہ تڑپ کر بولی۔

دماغ خراب ہے تمہارا، میں نے جب کہہ دیا ہے کہ تم نہیں ملو گی تو مطلب نہیں ملو گی اور اگر تم نے میری بات نہ مانی تو مجھے تمہارے بھائی کو بتانا ہی ہوگا پھر وہ جانے اور تم جانو، مشال نے سرد لہجے میں کہا۔

پپ، پلیر بھابھی، مم، میرے ساتھ ایسا مت کریں، کیونکہ بھیا کو پتہ چلے گا وہ مجھے بھی مار ڈالیں گے اور انہیں بھی، ویسے بھی میں انہیں چھوڑ نہیں سکتی اب۔

کیوں نہیں چھوڑ سکتی ہو تم اور نام اور خاندان کونسا ہے؟ مثال غصے سے بولی۔

وہ، وہ صالح ہیں اور، اور، اور، ہم نے کورٹ میرج کی ہے، اس کی بات پہ مثال
کو لگا کہ پوری چھت اس کے سر پہ گر گئی ہے۔

تم، تم صص، صالح کے ساتھ شادی کر چکی ہو؟ مثال نے بے یقینی سے پوچھا۔

نیناں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تم نے بہت غلط کیا نیناں بہت غلط، وہ کانپتے لہجے میں بولی اور پھر وہاں سے اٹھ کر بوجھل قدموں کے ساتھ کمرے میں آئی۔

چالے کدھر ہے جناب؟ شاہ میر کی بات پہ وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا ہوا ہے،؟ وہ جلدی سے اسکے پاس آکر پوچھنے لگا۔۔

کک، کچھ نہیں، وہ ہولے سے بول کر لیٹ گئی اور خود پہ چادر تان لی۔

کب سے رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ اس کی سسکیاں اونچی ہو گئی۔

مشال کیا ہوا ہے؟ شاہ نے اسے کھینچ کر اپنے طرف کیا تو وہ اس کے سینے کے ساتھ لگ کر تڑپ تڑپ کر رودی۔

مستی میری جان پلیز بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے تمہیں؟ اس نے بے تابی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ، وہ میرے سر میں بہت درد ہے، وہ روتے ہوئے بولی۔

میں نے کہا بھی تھا کہ چلو ڈاکٹر کو دیکھا لیں مگر تمہیں میری بات کی کوئی ویلیو نہیں ہے، اب میں ڈاکٹر کو بلواتا ہوں یہاں، وہ جلدی سے اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے بولا۔

نہیں پلیز مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جاؤ، وہ جلدی سے بولی۔

پھر وہ باہر نکلی تو شاہ میر تکیے میں منہ دیئے سو رہا تھا۔

مشال نے اپنا موبائل اٹھایا اور باہر نکل گئی۔

اس نے باہر آکر صالح کا نمبر ملایا۔

ہیلو، دوسری طرف سے صالح کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

مشال بول رہی ہوں، مشال نے سرد لہجے میں کہا۔

مستی کیسی ہو تم؟ دوسری طرف سے بے قراری سے پوچھا گیا۔

تم نے شاہ میر کی بہن سے کورٹ میرج کیوں کی؟

اوووہ تو تمہیں پتا چل گیا، چلو اچھا ہے، تم شاہ میر سے طلاق لے لینا اور میں

اسے طلاق دے دوں گا اور ہم شادی کر لیں گے۔

بکواس بند کرو اپنی، بہت گھٹیا انسان نکلے تم، نیناں کس قدر دیوانی ہے تمہاری اس کا اندازہ بھی ہے؟ وہ غصے سے بولی۔

سو واٹ، مجھے غرض نہیں اور میں صرف اس سے نفرت کرتا ہوں، صالح کے
سفاک لہجے پہ وہ سن ہو گئی۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی کہ شاہ میر نے اسے پیچھے سے آکر اپنی بانہوں میں بھر لیا

اے اے اے میری جان، اٹھ کر باہر آگئی اور مجھے گڈ مارنگ بھی نہیں بولا، وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

سوری شاہ جی گڈ مارنگ اینڈ آئی لو یو، وہ اس کے رخسار پہ لب رکھتے ہوئے بولی۔

ہائے میری جان لے لو گی کیا؟ وہ مخمور لہجے میں بولا۔

جا کر تیار ہو جائیں اور پھر شاپنگ کے لئے نکلتے ہیں، مثال نے مسکرا کر کہا۔

نہیں رانگ نمبر تھا تو کاٹنے لگی، مشال نے کہا اور کال کاٹ کر وہ شاہ میر کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی



صبح کو اس نے موبائل آن کیا اور اس کے بھی دوبارہ سو گیا اور دوبارہ اس کی آنکھ موبائل بجنے پر کھلی اس نے موبائل پکڑ کر کان کے ساتھ لگایا۔۔

ہیلو۔۔۔

مشال بول رہی ہوں، مشال کی آواز کانوں سے ٹکرائی

مستی کیسی ہو تم؟ اس کی نیند اس کی آواز سن کر بھک سے اڑ گئی اور وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ کر اس سے حال احوال پوچھنے لگا اور دونوں میں نیناں کے متعلق تلخ کلامی ہو گئی، پھر اس سے پہلے کے بات مزید بڑھتی کہ اچانک پیچھے سے شاہ میر کی آواز سنائی دی اور ان دونوں کا ایک دوسرے سے اس قدر پیار سے بات کرنا، صالح کے اندر آگ لگا گیا تھا، پھر مشال نے اسے رانگ نمبر کہہ کر کال کاٹ دی اس نے اپنا موبائل اٹھا کر دیوار پہ دے مارا۔

اور گرنے سے انداز میں بیڈ پہ لیٹ گیا، اس کی آنکھیں شدت غم سے سرخ ہو رہی تھیں۔

پھر وہ اٹھا اور نہادھو کر نیناں کے کالج پہنچ گیا۔

نیناں ابھی کالج کے گیٹ پہ ہی تھی تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

آپ ٹھیک ہے نا میں کل رات سے نمبر ٹرائی کر رہی آپ کا مگر مسلسل بند جا رہا تھا، وہ بے تابی سے بولی۔

ہاں وہ بس موبائل غلطی سے لوٹ گیا تھا۔

اوووہ میں تو ڈر ہی گئی تھی، نیناں نے کہا۔

کہیں چلیں؟

نہیں صالح میرا بہت امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے، وہ جلدی سے بولی۔

میں بہت بے چین اور بے سکون ہوں، پلیز مجھے تم سے کچھ سکون چاہئے، وہ بے قراری سے بولا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ واقعی کچھ پل سکون کے ہی لینے آیا تھا۔

نیناں نے اس کی دیکھا اور پھر چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

صالح اسے لے کر اپنے فلیٹ میں آگیا۔

پلیز چائے لے آنا کمرے میں، صالح نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر اوپن کچن کی جانب بڑھ گئی۔

صالح نے کمرے میں آکر مووی آن کر کے آنکھیں موند لیں، اس کے دل و دماغ میں طوفان برپا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد نیناں چائے لے کر اندر آئی تو صالح نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

وائٹ کلر کے یونیفارم کے ساتھ پنک کلر کا حجاب اوڑھ کر شانوں پہ بلیک چادر لے رکھی تھی، حجاب کے ہالے میں سرخ و سفید چہرہ دمک رہا تھا۔

اس نے پاس آکر چائے اسے تھمائی اور دوسری سائیڈ سے آکر اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے کندھے پہ سر رکھ دیا۔

پتا ہے رات کو مشال بھابھی کو میرے اور آپ کے رشتے کے متعلق پتا چل چکا ہے اور انہوں نے مجھے آپ سے تعلق توڑنے کو کہا تو میری جان ہی نکل گئی تھی۔

صالح بیٹے ہم نے تمہارا روحا کے ساتھ رشتہ طے کر دیا ہے تو تم اس سے دو چار دن ملو اور پھر اس کے بعد منگنی کر دینا۔

مگر ممانی جلدی کیا ہے؟

مجھے جلدی ہے بس اور تم یہ کرو گے، مسز قیوم کی بات پہ اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

اوکے پھر ملاقات ہوگی فی الحال بہت تھک گیا تو آرام کروں گا، صالح نے کہا اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔



مسکان کل شاہ میر اور مشال کے آنے کی وجہ سے شاہ زین کے کمرے میں ہی سوئی تھی تو اس کی چیزیں ابھی تک کمرے میں تھیں تو وہ لینے کے لئے کمرے میں آئی تو واش روم سے شرٹ لیس نکلتے شاہ زین کو دیکھ کر ہڑبڑا کر رک گئی اور پھر جلدی سے رخ پھیر لیا۔

پھر شاہ زین نے اسے پیچھے سے بانہوں میں بھرا تو وہ دھک سے رہ گئی۔
چھ، چھوڑیں مجھے؟ وہ غصے سے بولی۔

نہیں چھوڑوں گا، بلکہ دنیا چھوڑ دوں گا، وہ اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔
تو چھوڑ دیں کم از کم میری لائف میں تو سکون آئے۔
کتنی بے رحم ہو تم، شاہ زین نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔

میں ایسی ہی ہوں اور یہ جو آپ جھوٹے خواب دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں نہیں دیکھنا چاہتی میں، میری بہن کے یہ خواب ٹوٹے ہیں اور میں جانتی

ہوں کہ وہ کتنی تکلیف میں تھی، یہ آپ کے آگے ہاتھ جڑے ہیں پلیز جان چھوڑ دے میری، وہ چج کر بولی۔

شاہ زین نے دھواں دھواں چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

وہ اس کی نگاہوں کو اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھی اپنی چیزیں اٹھا کر باہر نکل گئی وہ کمرے میں آکر کافی زیادہ بے چین تھی۔

پھر خود سے لڑتے لڑتے نہ جانے کب اس کی آنکھ لگی پھر آدھی رات کو نیناں نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا۔

کک، کیا ہوا؟

مسکان وہ شاہ زین بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، نیناں نے روتے ہوئے بتایا تو اسے لگا کہ اس کا دل سکڑ گیا ہے۔

جلدی سے اٹھی اور منہ ہاتھ دھو کر نیناں کے ساتھ ہاسپیٹل پہنچی اور وہاں عشنا اپنی مدر کے ساتھ موجود تھی۔

عشنا جی کیسے ہیں شاہ زین؟ مسکان نے بے چینی سے پوچھی۔

تم کیا کرنے آئی ہو یہاں، وہ ناگواری سے بولی۔

اپنی حد میں رہیں عشنا اور آپ سے زیادہ تعلق میرا شاہ زین سے ہے۔

شاہ زین تمہارا کزن ہے اور میرا ہونے والا شوہر ہے۔

شاہ آپ کے ہونے والے ہیسنڈ ہیں لیکن میرے وہ ہیسنڈ ہیں، نیناں نے غصے سے کہا۔

عشنا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

سک، کیا بکواس کر رہی ہو؟

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے مسکان اور ہاں گاؤں سے بڑے بابا آنے والے ہوں گے
، تو اپنا بوریا بستر سنبھالو اور یہاں سے جاؤ ورنہ تم دوسرا سانس نہیں لے پاؤ گی
نیناں نے تپ کر کہا۔

عشنا گرنے سے انداز میں بچ پہ بیٹھ گئی۔

مسکان اسے اگنور کر کے آئی سی یو کے دروازے پہ لگے شیشے سے اس پار دیکھنے لگی، اور اس کے ماتھے اور بازو پہ پٹیاں تھیں۔

مسکان روتے ہوئے زمین پہ بیٹھ گئی۔

نیناں نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے تمھاما۔

سب میری وجہ سے ہوا، کیوں میں نے ایسے الفاظ منہ سے نکالے، وہ تڑپ کر بولی۔

کیسے الفاظ اور کیا بولے جا رہی ہو تم؟

میں نے انہیں کہا تھا کہ جائے جا کر مر ہی جائیں میری جان چھوٹ جائے گی۔

تمہاری اتنی ہمت کہ تم میرے بیٹے کے متعلق ایسے بولی، بڑی تائی اس پہ جھپٹی

اور اس کے منہ پہ تھپڑ مارا۔

شرم نہیں آئی اپنے شوہر سے یوں بات کرتے، بڑے بابا کی دھاڑ پہ وہ سہم گئی۔

بڑے بابا ہو سکتا ہے کہ شاہ زین نے کوئی ایسی ویسی بات کر دی تو اس لئے مسکان نے ایسا کہہ دیا ہوگا غصے میں۔

میاں تم تو ٹھہرے بیوی کے غلام تو تمہیں تو اس کے بہن ، بھائی بھی کہاں
برے لگے گے مگر ایک بات یاد رکھو کہ اگر تم نے ان پر کنٹرول نہ کیا نا تو ایک
دن تمہاری بیوی ہی تمہارا اعتبار توڑے گی۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو تائی اماں اور پلینز ایسی باتیں مت کریں اور میں مشال کو اچھے سے جانتا ہوں تو وہ کبھی کچھ غلط نہیں کرے گی اور مسکان بھی تو ہو سکتا ہے کہ

غلط نہ ہو اس طرح اسے بلیم کرنا کہاں کا انصاف ہے، غلطیاں تو سب سے ہوتی ہیں تو ان کی غلطیوں کو اگر ہم معاف نہیں کریں گے تو آگے کیسے بڑھیں گے۔

شاہ میر بیٹا اتنا چیلنج کیسے آگیا تم میں اور تمہاری بات پہ ایگری نہیں کرتا عورت کو ہمیشہ عاجزی سے رشنا چاہئے، بڑے بابا نے ناگواری سے کہا۔

پہلے میں بھی یہی سوچتا تھا لیکن اب میری سوچ بدل چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مرد اور عورت اگر دونوں میاں بیوی ہیں تو دونوں ہی برابری کے ساتھ اس رشتے کو نبھائیں گے تو ہی رشتہ نبھ سکتا ہے ورنہ یہ رشتہ گلے کا طوق بن جاتا ہے اگر بیوی محبت کرتی ہے تو شوہر کو بھی چاہئے کہ اس سے اتنی ہی محبت کریں اور شاہ زین کو تو آپ بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ اس نے پہلے بھی یہ رشتہ نبھانے میں بہت زیادہ کوتاہی کی یہاں تک کہ شادی کے دن وہ صوفی کو چھوڑ کر چلا گیا۔

اچھا بیٹا تو دل میں یہ بغض ہے کہ تمہاری بہن کو چھوڑا تھا ابھی تک نکلا نہیں ہے نا یہ بغض اسی لئے بیوی اور سالی بڑی اچھی لگ رہی ہیں، بڑی تائی نے نفرت سے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے تائی اماں، آپ بات کو غلط رخ پر لے کر جا رہی ہیں میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں کی غلطی ہو ایک کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا ٹھیک نہیں ہوگا، شاہ میر نے کہا۔

بس کریں آپ لوگ جھگڑنا وہاں شاہ زین اس حالت میں پڑا ہوا ہے اور آپ لوگوں کو اپنی بحث کی پڑی ہوئی ہے، شاہ جمال ناگواری سے بولے۔

سب لوگ ان کی بات پر چپ ہو گئے۔

نیناں چپ چاپ جا کر کرسی پہ بیٹھ کے بے آواز آنسوؤں سے رونے لگی سارا دن وہ وقفے وقفے سے اسے دیکھتی رہی اور اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتی رہی قریب شام کو عصر کے ٹائم اسے ہوش آیا اور سب کی جان میں جان آئی۔

باری باری سب اس سے ملنے لگے۔

تم میرے بیٹے سے نہیں ملو گی، وہ کمرے میں جانے لگی تو بڑی تائی نے اس کا راستہ روکتے ہوئے چمک کر کہا۔

پلیز تائی اماں مجھے دیکھنے دیجئے انہیں، وہ بے تابی سے بولی۔

میں نے کہا کہ تم نہیں ملو گی تو نہیں ملو گی۔

پلیز۔۔

شاہ میر مسکان کو لے کر گھر چھوڑ دو اور وہاں نوکروں سے کہنا کہ اسے گھر سے باہر نہ جانے دے، بڑے بابا نے گرج کر کہا۔

آپ ہوتے کون ہے اسے اپنے شوہر سے روکنے والے، شاہ ولی نے اس کے کندھوں ہاتھ رکھ کر کہا۔

بھیا، وہ اس کے سینے کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

جاؤ تم ملو اس سے میں دیکھتا ہوں کہ کون روکتا ہے، شاہ ولی نے تلخ لہجے میں کہا۔

حد سے بڑھ رہے ہو تم شاہ ولی، بڑے بابا نے گرج کر کہا۔

حد سے آپ لوگ بڑھتے ہیں اور ہمیشہ سے ایسا ہی تو ہوتا ہے اور آپ نہ جانے کس کس پر کیا کیا ستم کرتے رہے ہیں، مگر میرے ہوتے ہوئے میری بہنوں کے ساتھ کوئی زیادتی ہو جائے تو یہ میں ہونے نہیں دے سکتا، وہ سرد لہجے میں بولا۔

بڑے بابا نے لب بھینچ کر اسے دیکھا اور سر جھٹک کر جا کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

مسکان جلدی سے آئی سی یو میں داخل ہوئی تو شاہ زین سو رہا تھا اور ماتھے پہ پی لگی اور چہرے پہ خراشیں بھی تھیں۔

ایم سوری شاہ جی، پلیز مجھے معاف کر دیجئے، وہ اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے رو پڑی۔

مسکان، شاہ زین نے نقاہت بھرے انداز میں اسے پکارا تو وہ جلدی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

ٹھیک ہے نا آپ شاہ جی،؟ اس نے اس پر جھکتے ہوئے پوچھا۔

میرے پاس آؤ تھوڑا سا، شاہ زین نے کہا تو وہ اس کے قریب ہوئی۔

اور تھوڑا سا، شاہ زین نے کہا تو اس نے اپنا چہرہ مزید اس کے اتنا قریب کیا کہ شاہ زین کے گرم سانسیں اس کے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔

تمہارا دل اتنی زور سے کیوں دھڑک رہا ہے؟ شاہ زین نے مسکرا کر پوچھا۔

آپ نے تو میری جان ہی نکال دی تھی، میں نے تو بس غصے میں بول دیا تھا اگر آپ غصے سے گھر سے باہر چلے گئے آدھی رات کو،؟ وہ بیویوں والے روایتی انداز میں بولی۔

شاہ زین نے مسکرا کر اپنا بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے مزید خود کے قریب کیا۔

، میں نے سوچا کی چلو مر کے دیکھتے ہیں

اگر یہی خوشی ہے تیری تو کر کے دیکھتے ہیں۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی دھڑکنوں کو منتشر کر چکا تھا۔

آئندہ سے آپ نے ایسی حرکت کی تو میں اپنی جان لے لوں گی اور ہاں آپ کو جس سے شادی کرنی ہے کیجئے گا اور اگر آپ نے مجھے چھوڑا تو میں آپ کو جان سے مار ڈالوں گی، وہ آستین سے آنسو صاف کر کے بولی۔۔

شاہ زین ہولے سے مسکرا دیا۔

میں کسی سے شادی نہیں کروں گا کیونکہ میری شادی ہو چکی ہے اور یہ بات عشنا کو بھی بہت جلد بتا دوں گا۔

وہ اکچوٹلی، عشنا کو یہ بات پتہ چل چکی ہے، وہ اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔

اور یہ بات تم نے بتائی؟ شاہ زین نے مسکراتے لہجے میں پوچھا۔

ہاں مجھے اس بہت جلن ہو رہی تھی اور اوپر سے وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ یہاں سے جاؤ تمہارا شاہ زین سے کوئی تعلق نہیں ہے میرا بھی دماغ گھوم گیا اور بتا دیا کہ آپ میرے شوہر اور میری شاہ جی ہیں، وہ اتنی مان بھرے انداز میں بولتی شاہ زین کو سرشار کر گئی۔

آئی لو یو سو میچ، وہ بے تابی سے بولا۔

آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

وعدہ میری جان اور ایسا اگر کرو نا تو تم مجھے چھوڑ کر دور چلی جانا، شاہ زین نے مسکرا کر کہا۔

ایسا ہی کروں اور نظر بھی نہیں آؤں گی؟ وہ منہ بنا کر بولی۔

شاہ زین اسے فدا ہونے والی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔



مستی یار میرا بلیک شلوار کرتا کہ ہر ہے؟ شاہ میر نے وارڈروب میں سر دیئے ہوئے
پوچھا مگر دوسری طرف سے ہنوز خاموشی دیکھ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو مثال
ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھی تھی۔

مستی کیا ہوا؟ اس نے پاس جا کر کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ کر کھڑی ہو کر اسے متوحش نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔ قسط نمبر 16

شاہ میر کے چہرے پہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

شاہ میر تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

تم کن خیالوں میں کھوئی ہو، آل اوکے نا۔

یہ سب اوکے ہے، وہ بس تھوڑی پریشان تھی مسکان کو لے کر، وہ جلدی سے بولی۔

وہ بالکل ٹھیک ہے اور شاید شاہ زین سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا مگر سب ٹھیک ہے اب، تو تم فکر مت کرو۔

جی اچھا۔۔

شام کو شاہ زین ، مسکان اور نیناں حویلی آرہے ہیں تو آج شام مدیحہ ، فریحہ کے سسرال والوں کو بھی بلوا رہے تو کھانے کی تیاری اچھے سے کر لینا اور تم خود بھی اچھا سا تیار ہونا، شاہ میر نے اس کے رخسار کو چھوتے ہوئے کہا۔

جی اچھا، وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

چلو میں زرا زمین کے معاملات دیکھ کر آتا ہوں اور شام کو ملاقات ہوگی، شاہ میر نے کہا اور باہر نکل گیا۔

رات گئے وہ واپس لوٹا تو اسی ٹائم شاہ زین ، مسکان اور نیناں بھی حویلی پہنچے تھے۔
کیسی طبیعت ہے تمہاری؟

الحمد للہ، شاہ زین نے جواب دیا۔

پھر سب لوگ لونگ روم میں بیٹھے باتیں کرنے لگی۔

السلام علیکم ، مشال کی آواز پہ شاہ میر نے مڑ کر دیکھا تو نگاہیں پلٹنا بھول گیا۔

سکُن اور بلیک کنٹراسٹ میں اس کا سفید رنگ دمک رہا تھا۔۔

۱، ۱، ۱ سب کھنکھارنے لگے تو اس نے ہڑبڑا کر نگاہیں ہٹالی۔

پھر چائے سرو کر کے وہ واپس لوٹی تو شاہ میر جلدی سے اس کے پیچھے چلا آیا اور
پیچھے سے جا کر اس کے گرد بانہیں پھیلا لیں۔۔

شاہ میر پلینز لیو می، کوئی آجائے گا، تو آنے دو، شاہ میر نے کہا تو اس نے جھلا کر دیکھا۔

اچھا سوری اور یہ اتنا قیامت مت لگا کرو، جان نکال لیتی ہو۔

اچھا بس، بس جائیے جا کر سب کے ساتھ بیٹھو۔

پہلے آئی لو یو بولوں۔

اچھا میرے کیوٹ سے شاہو آئی لو یو، وہ اس کی ناک کھینچتے ہوئے بولی۔

کمرے میں جا کر دیکھ لوں گا، شاہ میر نے چڑ کر کہا۔
وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

پھر وہ اسے فلائنگ کس کرتا ہوا باہر نکل گیا۔



منت آج صبح ہی اپنے میکے سے واپس آئی تھی۔

ارے میرا بچہ کیسا ہے؟ بڑے بابا نے پوچھا۔

بالکل ٹھیک بڑے بابا، وہ مسکرا کر بولی۔

تو نے تو ہمیں اداس ہی کر ڈالا، بڑی ماں نے کہا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

جامنہ ہاتھ دھو لے اور میں چائے بنا کر بھیجتی ہوں، بڑی ماں نے کہا۔

وہ سر ہلا کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس کی نگاہ بیڈ پہ اوندھے منہ شرٹ لیس سوئے شاہ

ولی پہ پڑی۔

اوففف یہ بندہ کبھی بھی نہیں سدھر سکتا اور پتا نہیں ایسے کیسے سو جاتا ہے، وہ

دل ہی دل میں اسے کوسنے لگی۔

بیلا نے اس کے دل میں شاہ ولی کے لئے زہر ڈال کر بھیجا تھا وہ حویلی میں واپس

آئی تھی تو اس لئے کہ وہ شاہ ولی سے طلاق لے سکے۔

منہ ہاتھ دھو کر فارغ ہوئی تو ملازمہ نے چائے لادی اور وہ چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے موبائل پہ کچھ اسلامک ویڈیوز دیکھنے لگی۔

چائے پینے کے بعد اس نے ٹائم دیکھا تو گھڑی میں ابھی ساڑھے سات بج رہے تھے وہ اٹھ کر بیڈ پہ جا کر لیٹ گئی کچھ ہی دیر میں وہ سو چکی تھی۔

پھر اس کی آنکھ اپنے پیٹ پہ پڑے وزن کی وجہ سے کھلی اس نے دیکھا کہ شاہ ولی کا سر اس کے پیٹ پہ تھا۔

اوففف اللہ اٹھئے، وہ چلائی تو شاہ زین نے مندی مندی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر اس کی آنکھیں پوری کھل گئی۔

تم کب آئی،؟ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

سات بجے کی آئی ہوں، وہ منہ بنا کر بولی اور پھر کمر لے کر لیٹ گئی۔

پھر شاہ نے اس کے قریب ہو کر اسے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔

تمہیں بہت مس کیا میں نے، اس کے خمار آلود لہجے پہ منت ساکت ہو گئی۔

چھوڑے مجھے، وہ اپنا آپ چھڑواتے ہوئے بولی۔

والے،؟ اس نے کھینچ کر اپنے طرف رخ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ وحشت ہوتی ہے مجھے جب آپ میرے پاس آتے ہیں، وہ تلخ لہجے میں بولی۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں منت تم کیسے بات کر رہی ہو مجھ سے؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

عقل آگئی ہے میرے اندر اور میں نے سوچ لیا ہے کہ انسان جیسا ہوتا اس سے
ویسے ہی بات کرنی چاہئے۔

یہ نایاب خیالات تمہارے نہیں پھوپھو کے لگ رہے ہیں، جہاں تک میں تمہیں

جانتا ہوں تمہارا اندر بہت صاف اور شفاف تھا اور یہ سب گنگی تمہاری ماں نے

تمہارے اندر ڈالی ہے نا؟

اپنی حد میں رہیں اور میری ماں کے متعلق کچھ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا، اور یہ زہر میری ماں نے نہیں بلکہ آپ کے رویے نے بھرا ہے، آپ کے دوست نے میرے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کی وجہ صرف آپ تھے، اور یہ میرے اندر جو اتنی تبدیلی ہے اس کی وجہ آپ ہی ہیں، وہ نم لہجے میں بولی۔

منت تم وہ نہیں ہوں جو تم بننے کی کوشش کر رہی ہو اور میں ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں نا اور وعدہ کرتا ہوں یہ سب آئندہ کبھی نہیں ہوگا، تمہاری عزت، میری عزت ہے اور ناجانے کب تم سے سے پیار کرنے لگا مجھے خود نہیں پتا چلا وہ اس پر جھکتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پہ منت کے دل نے ایک بیٹ مس کر دی۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی، منت نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے ہٹایا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

مگر مجھے تم سے بات کرنی ہے اور ڈھیر ساری باتیں کرنی ہے، مجھے تمہیں بتانا ہے کہ میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں مجھے تم سے اپنی آئندہ زندگی کے متعلق بتانا ہے کہ میں کیا بننا چاہتا ہوں اور تم میرے ساتھ میرے ترکی میں چلو، جہاں میرا ایک ریسٹورنٹ ہے، میں تمہیں خوبصورت ترکی دیکھاؤں گا، وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

ہاتھ چھوڑیے میرا اور میں آپ کے ساتھ کہیں جا رہی میں بہت جلد آپ سے طلاق لینے والی ہوں، منت نے کٹھورین سے کہا۔

، بکواس بند کرو اپنی اور آئندہ سے اگر تم نے یہ بات کی نا تو منہ توڑ دوں گا تمہارا شاہ ولی نے اسے کندھوں سے تھام کر خود کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

آپ مجھ سے یوں بات نہیں کر سکتے، وہ نم لہجے میں بولی۔

شاہ ولی نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ جلدی سے باہر نکل کر بڑی ماں کے روم کی طرف بڑھ گئی۔



آج مدیحہ اور ملیحہ کی مہندی تھی تو فارم ہاؤس کے پچھواڑے پہ خالی جگہ میں انتظام کیا گیا تھا۔

سجاوٹ کی وجہ سے پورا ماحول پرفسوں ہوا تھا، شاہ زین اور شاہ میر کھانے کا انتظام دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر میں حویلی سے سب لوگ وہاں پہنچ گئے تھے۔

شاہ زین کی نگاہیں مسکان پہ ٹک گئی جو کہ گرین اور آتشی پنک کمر کے شرارے میں بالوں کی فرنیچ چٹیاں آگے کو سینے پہ ڈالے غضب دھا رہی تھی۔

شاہ زین جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کونے میں لے آیا۔

یہ ، یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ وہ گھبرا کر بولی۔

پچھلے سات دن سے حویلی آکر بیٹھی ہو اور شوہر کے لئے تو ٹائم ہی نہیں نکالتی، وہ اس کے پہلوؤں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

دور ہی اچھے ہیں اور میری جب تک اسٹڈی کمپلیٹ نہیں ہو جاتی تب تک میں دور ہی رہنا چاہتی، پڑھائی پہ توجہ نہیں دے پاؤں گی، وہ جلدی سے اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

ظالمہ ایسے تو مت کہو، شاہ زین نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

پلیز شاہ جی مان جائیے نا، بس میڈیکل میں ایڈمیشن ہو جائے پھر رومینس کینیڈینو کرنا۔

ہائے جب تم شاہ جی کہتی ہو تو جان نکال لیتی ہو، شاہ زین نے کہا۔

مسکان دھیمسا مسکرا دی۔

چلو رسم کے لئے چلیں، شاہ زین نے کہا۔

اوکے۔۔ پھر وہ دونوں اسٹیج کی طرف بڑھ گئے اور وہاں ان دونوں نے سندھی اجرک
ان پہ اوڑھائی اور پھر تیل مہندی کی رسم کر کے وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر تصویریں
بنانے لگے۔



شاہ میر نے مونگیا کلر کی میکسی میں ملبوس اپنی متاع جان کو دیکھا جو کہ صوفیہ اور
شاہ زر سے ناجانے کیا گفتگو کر رہی تھی۔

کیا ہو رہا ہے بھئی؟

ارے مجھے مثال بھا بھی نے بتایا کہ وہ ایم بی اے کر رہی تھی اور لاسٹ سمسٹر باقی رہتا مگر یونیورسٹی گئی نہیں وہ دوبارہ، اور میں ان سے پوچھ رہی کہ اگر آپ نے روکا ہے تو میں کان کھینچتی ہوں، کیونکہ ہماری گڈو نیناں کو اگر بھیج سکتے کالج تو بیگم کو کیوں نہیں، صوفیہ بولی۔

مجھے اس نے کہا ہی نہیں کہ یہ پڑھنا چاہتی، شاہ میر نے کان کی لو کو مسلتے ہوئے کہا۔

ہاں تو آپ کو خود یہ سمجھنا چاہئے تھا۔

اوکے بابا میں اسے شادی ختم ہوتے ہی یونیورسٹی لے جاؤں گا، شاہ میر نے کہا۔

شاہ میر بیٹا لڑکیاں جتنا پڑھ لیں اتنی آزاد ذہن کی ہو جاتی ہیں، اب میری منت بھی تو ہے نا اس نے پانچویں جماعت تک پڑھا اور پھر بھی گھر کے کام کاج میں

لگ گئی اور دیکھو کیا کام نہیں آتا میری منت کو، ہر کام میں طاق ہے، بیلا نے پاس آکر کہا۔

آپ کی بیٹی چاہے جتنی بھی سگھر سی مگر اپنی سوچ میں آزاد نہیں، تعلیم عورت کو صحیح فیصلے کرنے کی آزادی دیتی ہے اور تعلیم عورت کو نکھارتی ہے، آپ کی بیٹی تو آپ کے اشاروں پہ ناچنے والی گریٹا ہے، شاہ ولی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اپنی حد میں رہو شاہ ولی، بڑوں سے بات کرنے کی تمیز تمہاری ماں نے سیکھائی ہی نہیں تمہیں، بیلا غصے سے بولی۔

آپ بہت اچھی تمیز سیکھا رہیں اپنی بیٹی کو، اسے سیکھا کر بھیجا کہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا، شاہ ولی نے تلخ لہجے میں کہا۔

بلکواس بند کرو اپنی، تم میری بیٹی کے پاؤں کی دھول بھی نہیں ہو، یاد ہے جب مانگنے آئے تھے تم اور تمہارا باپ تو اپنی منت کے اوپر سے وار کر خیرات ڈالی تھی تمہیں۔

بس کر دیں پھوپھو، اب آپ زیادتی کر رہی ہیں، شاہ ولی کو زور سے مسٹیاں بھینچتے دیکھ کر شاہ میر نے بیلا کو ناگواری سے کہا۔

تم نہیں جانتے اس گھٹیا انسان کو کہ اس نے میری بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ بیلا پھنکار کر بولی۔

بس کر دیں خدا کا واسطہ ہے یہاں تماشا مت لگائیں، شاہ میر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
بیلا نخوت سے سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔

شاہ ولی نے ہاتھ پہ پکڑا گلاس ٹیبل پہ پٹخا اور لمبے لمبے دنگ بھرتا چلا گیا۔
شاہ میر نے مشال کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھا۔

شاہ میر نے اس کا ہاتھ دبا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے ریلیکس ہونے کے لئے کہا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں ملیے اور مدیحہ کی رسم کے لئے اسٹیج کی طرف بڑھ گئے۔
شاہ میر کی نگاہیں گم صم بیٹھی مشال پہ ہی تھی، اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ابھی رو دے گی۔

پھر شاہ میر رسم پوری کرنے کے بعد مشال کا ہاتھ پکڑ کر حویلی کے لئے نکل آیا۔
حویلی پہنچ کر مشال گم صم سی گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

شاہ میر گاڑی پارک کر کے جلدی سے اس کے پیچھے آیا تو وہ بیڈ پہ بیٹھی ساکت سے یک ٹک اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

مستی ادھر دیکھو میری طرف، شاہ میر کے پکارنے پہ اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو
شاہ میر اس کی آنکھوں کی بے بسی دیکھ کر بے چین ہو گیا۔

کیا ہو گیا ہے مستی تم کئی دن سے بہت عجیب بے ہیو کر رہی ہو؟

شاہ میر تمہیں کچھ بتانا ہے، وہ نم لہجے میں بولی۔

پہلے تم آرام کرو اور میں شادی کے معاملات دیکھ لوں پھر بات کرتے ہیں، شاہ میر نے اپنے بچتے ہوئے فون کو دیکھ کر کہا۔

جی اچھا، وہ آہستہ سے بولی۔

شاہ میر اسے چیلنج کر کے آرام کرنے کا کہہ کر باہر نکل گیا۔



نیناں صالح سے باتیں کر رہی تھی اور وہ محض ہوں ہاں میں جواب دے رہا تھا۔

صالح آپ ٹھیک ہے نا؟

پلیز نیناں سر میں درد ہے تو بعد میں بات کرتا ہوں، صالح نے کہا اور پھر سنی بنا کال کاٹ دی۔

صالح ایسا بے ہیو کیوں کر رہے ہیں اور انہیں زرا فکر نہیں ہے میری، وہ بے چینی سے بڑبڑائی۔

آج مدتحہ، ملیحہ کی بارات تھی تو وہ اپنی ساری سوچیں جھٹک کر تیار ہونے لگی۔

اچانک تیار ہوتے ہوئے اسے چکر آیا تو وہ جلدی سے سہارا لے کر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا نیناں،؟ مشال نے پاس آکر پوچھا۔

پتا نہیں بھابھی صبح سے دل عجیب سا ہوا اور چکر بھی آرہے ہیں، نیناں نے کہا۔

تم، تمہارے اور صالح کے پیج ریلیشن تھا کیا مطلب تم دونوں نے اکیلے ٹائم گزارا تھا، نیناں اس کے سوال پہ گھبرا گئی۔

وہ، وہ صالح نے ضد کی تھی تو، نیناں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

او مائی گاڈ، تم نے یہ کیا کر دیا نیناں،؟

مم، میں کیا کرتی وہ بہت تکلیف میں تھے اور میں انہیں دکھ نہیں دے سکتی تھی۔

مجھے لگ رہا ہے کہ تم ماں بننے والی ہو، اور تمہارے اندر زرا عقل نہیں ہے کہ تم نے کیا کر دیا ہے، میں نے سوچا تھا کہ شاہ میر سے بات کر کے یہ معاملہ سیٹ بیٹھاؤں گ مگر تم نے تو سب خراب کر دیا، کیسے سنبھالیں گے شاہ میر یہ سب؟ پیچھے کھٹکا ہونے پہ وہ دونوں مڑی اور شاہ میر کو دیکھ کر ساکت ہو گئیں۔

وہ دروازے کا سہارا لے کر بامشکل کھڑا تھا۔

نت، تم پہ ،، اع، اعتبار کر کے مم، میں نے بہت بڑی غلطی کر دی، وہ ٹوٹے لہجے میں بولا اور تیر کی مانند نیناں پہ لپکا اور اس کا گلا دبائے لگا۔

میں جان سے مار ڈالوں گا تمہیں کہ اس سے پہلے کہ دنیا کو پتا لگے۔

شاہ میر کیا کر رہے ہو تم، چھوڑو اسے، مثال نے اسے بامشکل پیچھے ہٹایا۔

نیناں کھانستی ہوئی زمین پہ بیٹھ گئی۔

چھوڑ دو اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا، اس نے مجھے کسی کو منہ دیکھانے کے

قابل نہیں چھوڑا، وہ پھر سے اس پہ جھپٹا تھا۔

پلیز شاہ میر ریلیکس ہو جاؤ اور ہمیں یہ معاملے کو سکون سے سلجھانا ہے، اگر سب

کو پتا لگ گیا تو بہت بدنامی ہوگی۔

شاہ میر روتا ہوا زمین پہ بیٹھ گیا۔

ایم، ایم سوری بھیا، مم، میں کیا کرتی مجھے پیار ہو گیا تھا صالح سے، نیناں روتے

ہوئے بولی۔

بے شرم، بے غیرت یوں اپنے بھائی کے سامنے اپنی بے شرمی کا اعتراف کرتے شرم نہیں آئی، بیلا نے اندر داخل ہو کر پھنکار کر کہا۔

نیناں اور وہ دونوں بیلا کو پتا لگ جانے پہ ساکت ہو گئے تھے، اب کنفرم تھا کہ یہ بات پورے خاندان میں پھیلے گی۔۔

پھوپھو پلیز یہ بات کسی کو مت بتائیے گا، مشال نے تڑپ کر کہا۔

تو ہٹ پیچھے یہ سب تیرا ہی کیا دھرا ہے، وہ اسے پیچھے دھکا دے کر باہر نکل گئی۔

اب، اب کیا ہوگا؟ مشال کی سرسراہٹ آواز پہ شاہ میر نے زخمی مسکراہٹ سے دیکھا۔

وہی ہوگا جو یہاں بھاگ کر شادی کرنے والوں کے ساتھ ہوتا۔۔

کک، کیا ہوتا ہے ؟

نیناں کی موت، شاہ میر کے سفاک لہجے پہ نیناں ٹھٹھر گئی اور مشال نے
بے یقینی سے شاہ میر کو دیکھا۔



شاہ میر سر جھکا کر بڑے بابا کے سامنے کھڑا تھا اور بیلا سب بتا رہی تھی۔
میں نے تمہارے بھروسے گھر کی عزت کو پڑھنے کے لئے بھیجا، اب بتاؤ جب لوگوں
کو پتا چلے گا تو شاہوں پہ طعن کریں گے، بڑے بابا جلالی انداز میں بولے۔
ارے اس پہ اپنی بیوی کی محبت کی پٹی بندھی ہے اور اسی کے کہنے پہ یہ سب کیا
اور وہ لڑکی پہلے سے جانتی تھی سب کچھ۔
اس میں مشال کی کوئی غلطی نہیں۔

ارے عاشق تو وہ اسی کا تھا نا، بیلا نے نفرت سے کہا۔

بس پھوپھو آپ میری بیوی کو کسی غیر محرم کے ساتھ نہیں جوڑ سکتی ورنہ احترام بھول جاؤں گا۔

لو سنئے ان کی ابا جی اور میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ گل تو کھلیں گے ہی اور ویسا ہی ہوا، بیلا نے نفرت سے کہا۔

اب بتاؤ جب اسے کاری کیا جائے گا تو ہماری خاندان کی عزت کا کیا ہوگا؟ بڑے بابا نے جھکے کندھوں سے کہا۔

میرے پاس ایک حل ہے جس سے کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔

کیسا حل بیلا بیٹا؟ بڑے بابا نے بے چینی سے پوچھا۔

اگر ہم نیناں کو اس طریقے سے مار دیں کہ وہ حادثہ لگے اور بدنامی رات کی تاریکی میں دم توڑ جائے گی۔

بالکل ٹھیک ہے، بہت خوب بیلا پتر، تم ہمیشہ ہمارے خاندان کا وقار بچاتی ہو۔

شاہ میر نے کرب سے آنکھیں بند کر لی، آج اس کی لاڈلی کی زندگی پہ موت کے دستخط ہو چکے تھے۔

جیسا آپ مناسب سمجھیں، شاہ میر نے یہ بات کس طرح کی تھی یہ وہی جانتا تھا دل کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے تھے۔

اب طریقہ بتاؤ کہ کیسے مارا جائے، بڑے بابا نے کہا۔

کوئی زہریلا سانپ اگر اسے کاٹ جائے تو وہ مر بھی جائے گی اور بدنامی بھی ختم بیلا نے سفاک لہجے میں کہا۔

شاہ میر جو ہمارا سپیرا ہے اس سے کہہ کر کل سانپ منگواؤ اور کل کی رات نیناں کا آخری دن ہوگا اور انصاف کا بھی دن، ہمارے ہاں ہمیشہ بگھوڑوں کو کاری کیا جاتا

ہے تو نیناں جرگے کے سامنے تو نہیں مگر گھر میں ہی کاری کی جائے گی، بڑے بابا نے سفاک لہجے میں کہا۔

شاہ میر سر ہلا کر باہر نکل کر بوجھل قدموں کے ساتھ باہر نکلا تو سائیڈ پہ کھڑی مشال کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ قسط نمبر 17

پھر بنا کچھ بولے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

مشال تیزی سے اس کے پیچھے آئی اور اس کے بازو سے کھینچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

کیسے، کیسے ہاں بول سکتے ہیں آپ اتنے سفاک فیصلے میں۔

چپ رہو تم اور اگر اپنی زندگی چاہتی تو چپ رہو۔

تو مار ڈالو نا مجھے بھی تم لوگ، خدا سمجھتے ہو خود کو کہ دوسروں کی جزا و سزا کا فیصلہ کرو گے، وہ حلق کے بل چیخنی۔

شاہ میر نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

چپ کرو تم اور خدا کا واسطہ اپنی زبان بند رکھنا۔

نہیں رکھوں گی زبان بند اور کیوں رکھوں، میں حق بات کو کہہ کر ہی رہوں گی، وہ حلق کے بل چیخنی۔۔

کیوں اپنی زندگی گنونا چاہتی ہو، یہ نہ ہو کہ بڑے بابا تمہیں سزا سنا دیں اور میں بچا نہ پاؤں تمہیں۔

آپ کے بچاؤ کی ضرورت بھی نہیں ہے آپ کے بڑے بابا سے میں نہیں ڈرتی، نفرت کرتی ہوں ان سے، اور اس قدر کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔

شاہ میر اس کے انداز میں بغاوت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

یہ ہاتھ جڑے ہیں میرے، پلیز چپ ہو جاؤ۔

پلیز یہ مت کرو شاہ میر، تم برے انسان نہیں ہو تو خود کے سر پہ گناہ مت لو۔

یہ گناہ نہیں ثواب کا کام ہے اور شادی شدہ زانی لوگوں کی سزا موت ہی ہے۔

غلط سمجھا ہے آپ نے اس حکم کو، نیناں نے زنا نہیں کیا بس چھپ کر شادی کی ہے۔

یہ تمہارے لئے بس ہے۔

میرا مطلب یہ تھا کہ پسند کی شادی پہ قتل کرنا کسی شریعت میں نہیں ہے، وہ بچی تھی اور غلطی ہو گئی مگر اتنے بڑی سزا تو مت دیں، آپ کی گڑیا ہے وہ، مثال تڑپ کر بولی۔

شاہ میر نے زخمی مسکراہٹ سے دیکھا۔

وہ ، وہ دراصل ممانے جو اس دن آپ سے کہا اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں اور آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔

،، تو مانگو

جیسیبی، منت نے حیرانگی سے کہا۔۔

معافی مانگنا چاہتی تھی نا تو مانگو، شاہ ولی نے کہا۔

جی ایم سوری،، وہ آہستہ سے بولی۔

ایسے معافی نہیں مانگتے ہمارے ترکی میں، وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر بولا۔

تو پھر کیسے بولتے؟ منت حیران ہوئی۔

ایم سوری بے بی، شاہ ولی نے اس کے رخسار کے ساتھ رخسار مس کرتے ہوئے کہا۔

منت کی دھڑکن تھم سی گئی اور وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔

ابھی ختم نہیں ہوئی، شاہ ولی نے کہا اور اس کے دوسرے رخسار سے رخسار کو چھوا۔

منت نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں اور شاہ ولی نے اس باری باری اس کی پلکوں کو چوما تو منت کا پورا وجود لرز اٹھا تھا۔

بہت خوبصورت ہو تم، شاہ ولی کی گھمبیر آواز کانوں سے ٹکرائی تو اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

شاہ، شاہ جی سک، کوئی آجائے گا، وہ گھبرا کر اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

تو آجانے دو، میاں، بیوی ہیں وہ سمجھتے ہیں، شاہ ولی نے اسے مزید خود کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

بب، باہر سب انتظار کر رہے ہوں گے تو تیار ہو جائیں۔

ہووووو ٹھیک ہے، شاہ ولی نے اسے چھوڑتے ہوئے کہا۔

پھر وہ مڑی تھی کہ شاہ ولی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

اپنی زندگی کو نئے سرے سے شروع کریں کیا؟ شاہ ولی کی بات پہ اس کے رخسار سرخی چھلکانے لگے تھے۔

وہ مم، مجھے ماما بلا رہی ہیں، وہ اپنا چھڑوا کر بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔

پھر فارم ہاؤس کے راستے میں بیلا سے اس نے شاہ ولی کے اقرار کا ذکر کیا تو بیلا نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

اس لوفر، آوارہ کی باتوں میں تم آکیسے سکتی ہو، اگر اس نے تجھے چھوڑ دیا تو کیا کرو گی تم؟ وہ پھنکار کر بولی۔

منت کا رنگ زرد پڑ گیا۔

رات کو تم میرے ساتھ میرے کمرے میں سوؤ گی، بیلا نے کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

پھر فارم ہاؤس میں پہنچ کر وہ استقبالیہ دروازے پہ کھڑی ہو گئی۔

کچھ دیر بعد شاہ ولی پاس آیا اور اس کے تھال میں سے پھول اٹھا اٹھا کر اس کے اوپر پھینکنے لگا۔

منت نے تھال اسے تھمایا اور جا کر بیلا کے پاس بیٹھ گئی۔

شاہ ولی نے غصے سے تھال سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور باہر نکل گیا۔

منت کا دل جیسے مجھ سا گیا تھا۔



مشال نے کمرے سے باہر نکل کر صالح کو کال ملائی اور دوسری طرف سے فوراً ہی کال انڈ کی گئی تھی۔

صالح نیناں اور تمہارے نکاح کا شاہ میر اور بڑے بابا کو پتا لگ چکا ہے، مشال نے دے دے انداز میں کہا۔

تو اچھی بات ہے یہ تو، تمہارے شوہر کو آج بڑی ذلت محسوس ہوئی ہوگی۔

شٹ اپ صالح، تم جانتے بھی ہو کہ تم نے شاہ میر سے بدلا لینے کے لئے نیناں کو موت کے دہانے پہ کھڑا کر دیا ہے، کل کا دن نیناں کا آخری دن ہوگا کیونکہ بڑے بابا نے اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔

دوسری طرف کچھ پل کے لئے خاموشی چھا گئی۔

اب یہ ان کا معاملہ ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں اس میں؟ وہ سرد لہجے میں بولا۔

صالح پلینز اگر تم نے مجھ سے کبھی بھی پیار کیا ہے تو پلینز نیناں کو بچا لو، اس بچاری کو تو ابھی تک یہی لگتا کہ تم اس سے پیار کرتے ہو، مشال نے نم لہجے میں کہا۔

میں نے تو صرف تم سے ہی پیار کیا ہے مستی، صالح نے کرب سے کہا۔

پلینز نیناں کو بچا لو، تم ابھی وہاں سے نکلو اور میں نیناں کو لے کر آتی ہوں سائیں کے دربار تو تم گاؤں کے دربار سے اسے لے جانا، پلینز صالح، مشال نے التجائیہ انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے میں آتا ہوں، صالح نے کہا۔

مشال نے کمرے میں آکر نیند کی گولی کے زیر اثر سوئے شاہ میر کو دیکھا اور پھر چادر اوڑھ کر باہر نکل کر نیناں کے روم میں آئی۔

نیناں ساکت سی یک ٹک دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

نیناں اٹھو ہم لوگ ابھی گھر سے جا رہے ہیں اور ہمیں سائیں بابا کے دربار پہنچنا اور وہاں صالح تمہیں لینے آئے گا۔

نہیں بھابھی میں بھائی کے ساتھ اور دھوکا نہیں کر سکتی۔

نیناں تمہارا بھائی کل رات تمہیں مارنے والا ہے۔

مشال کی بات پہ نیناں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

نن، نہیں بھابھی بھائی مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں، نیناں نے تڑپ کر کہا۔

نیناں پلیز سمجھو اور چلو میرے ساتھ، کیا تم چاہتی کہ جو وجود تمہارے اندر پسپ رہا وہ بھی مارا جائے، مشال نے کہا تو نیناں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

پھر مشال اسے چادر اوڑھ کر آؤٹ ہاؤس کی طرف لائی اور وہاں پچھلی طرف سے نکلیں تو باہر آوارہ کتوں اور جھینگوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

مشال نے نیناں کا ہاتھ تھاما اور تیز تیز چلنے لگی، پھر ایک گھنٹہ مسلسل چلتی سائیں بابا کے دربار پہنچیں۔

بھ، بھابھی، مم، مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے پانی لاتی ہوں، کیونکہ اس ٹائم کھانے کو تو کچھ نہیں ملے گا، مشال نے کہا اور نلکے سے پانی بھر کر پیالہ لاکر اس کے خشک لبوں سے لگا دیا۔

پھر کچھ فجر ٹائم صالح کی گاڑی آکر کی اور وہ ان کے پاس آیا تو نیناں جلدی سے اس کے سینے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

مشال نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

صالح کراچی کے علاوہ کسی بھی شہر میں لے کر چلے جاؤ اور اپنے ماں، باپ کو بھی لے کر جانا، ورنہ شاہ فیملی تم سب کو مار ڈالیں گے، مشال نے کہا۔

اور تمہارا کیا مشی؟

میرا بھائی میرے ساتھ ہے تو مجھے کوئی ڈر نہیں، جن بہنوں کے بھائی ساتھ نہ ہوں زندگی ان سے بھیانک کھیل کھیلتی ہے، نیناں کا بہت خیال رکھنا، اللہ کی امان میں رہو تم دونوں، مشال نے کہا۔

پھر صالح نیناں کا ہاتھ تھام کر وہاں سے نکل گیا۔

مشال دربار کی سیڑھیوں پہ بیٹھ گئی۔

پھر صبح سورج نکلنے کے بعد مشال اٹھی اور ایک رکشے میں بیٹھ کر وہ حویلی کے لئے روانہ ہو گئی۔



شاہ میر نے اپنے پہلو میں ہاتھ مارا تو مشال کو نہ پا کر وہ آنکھیں کھول کر اس سائیڈ کو دیکھنے لگا۔

پھر اس کی نگاہ سات بجاتی گھڑی پہ گئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے باہر نکل کر نیناں کے روم میں آیا۔

نیناں کو کمرے میں نہ پا کر وہ تیزی سے باہر نکلا۔

بانی نیناں اور مشال کدھر ہیں؟ شاہ میر نے کہا۔

پتا نہیں صاحب جی، ابھی سو کر نہیں اٹھی ہوں گی شاید۔۔

وہ اونچی آواز سے سب کو پکارنے لگا تو کچھ دیر میں سب لوگ باہر آ گئے۔

نیناں اور مشال غائب ہیں۔

ارے یہیں ہوں گی بیٹا اور کدھر جانا ہے، زیبا نے کہا۔

کہیں یہ مشال نے کوئی نیا چاند تو نہیں چڑھا دیا، بیلا نے نفرت سے کہا۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ اور کیا ہو گیا ہے؟

بی بی تمہاری بیٹی کے عاشق سے نیناں نے نکاح کر لیا ہے اور تمہاری بیٹی کل رات سے اس کا دفاع کر رہی ہے، بیلا نے دھاڑ کر کہا۔

میری بیٹی کا صالح سے کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ کوئی رابطہ، زیبا نے غصے سے کہا۔

پھر اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتی کہ اس کی نگاہ اندر داخل ہوتی مثال پہ
پڑی جس کی چادر کندھوں سے ڈھلک رہی تھی۔

لو یہ بی بی چاند ہی چڑھا کر آئی ہے۔

مثال نیناں کدھر ہے؟ شاہ میر نے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

جس کی امانت تھی اسے سونپ آئی میں۔

شاہ میر کا ہاتھ اٹھا اور ایک زوردار تمچپڑ اس کے منہ پہ پڑا۔

اس نے طنزیہ انداز میں دیکھا۔

میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا، شاہ ولی نے ارد گرد کوئی چیز تلاش کرنی چاہی۔

مار دو اور تم یہ کر سکتے ہو، ارے جو اپنی بہن جس کو گود میں کھلایا اسے مارنے کا پلان بنا سکتا ہے اپنی چھو بھی اور بڑے بابا کے ساتھ وہ مجھے کیوں نہیں مار سکتا بالکل مار سکتا ہے، مثال کی بات یہ سب کے منہ حیرت سے کھل گئے۔

یہ، یہ کیا کہہ رہی ہے بھیا، آپ نے ہماری گڈو کو مارنا چاہا۔

ہاں کیونکہ اس بے غیرت نے ہماری عزت خاک میں ملا دی اور ہمارے علاقے کا قانون ہے کہ ایسے لوگوں کو کاری کیا جاتا ہے اور تم نے بہت اچھا کیا کہ انہیں ایک ساتھ ملا دیا اب وہ دونوں مارے جائیں گے، بڑے بابا چنگاڑ کر بولے۔

چھوٹی تائی ندھال سی ہو کر زمین پہ بیٹھ گئی۔

اپنی بیٹی کی بے شرمی پہ آنسو مت بہاؤ بی بی ، شاہ جمیل نے غضب ناک انداز میں کہا۔

شاہ میر اپنی بیوی کو آؤٹ ہاؤس میں قید کر دو، بڑے بابا بولے۔

خبردار اگر کسی نے میری بہن کو ہاتھ بھی لگایا، شاہ ولی کی دھاڑ پہ سب ساکت ہو گئے۔



شاہ ولی سیرٹھیوں پہ کھڑا ساکت سا ان ظالموں کے ظلم کی انتہا دیکھ رہا تھا، کل رات سے منت پہ بھی غصہ تھا تو لیٹ سونے کی وجہ سے وہ فجر ٹائم اٹھ نہیں سکا تھا

پھر شور کی آواز سن کر وہ جلدی سے باہر آیا اور پھر جو باتیں یہاں سنی تو اس کو شاہ میر اور بڑے بابا اور بیلا سے شدید نفرت محسوس ہوئی۔

پھر بڑے بابا نے جب مشال کو قیدی بنانے کا کہا تو اس کی برداشت ختم ہو گئی۔
پھر وہ سیرٹھیاں اتر کر نیچے آیا اور مشال کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لے لیا۔
شاہ ولی حد میں رہو۔

حد آپ پار کر رہے ہیں بڑے بابا، وہ تلخ لہجے میں بولا۔
اس نے ہماری عزت کو گھر سے بھگایا ہے۔

آپ کی پوتی نے چھپ کر شادی کی تمھی پہلے ہی سے تو بھگانے کا سوال کہاں سے آگیا۔

مشال کو سزا ضرور ملے گی۔

میری بہنوں کو نقصان پہنچانے سے پہلے آپ کو مجھے جان سے مارنا ہو گا۔

میری نگاہوں سے دور ہو جاؤ تم اور ہمارے دونوں پوتوں کا تمہاری بہنوں سے کوئی واسطہ نہیں، شاہ میر، شاہ زین اگر تمہیں خاندان کی عزت پیاری ہے تو میرے دائیں، بائیں کھڑے ہو جاؤ، ورنہ اپنی بیویوں کو لے کر جا سکتے ہو، بڑے بابا نے کہا۔

مشال اور مسکان نے ان دونوں کو دیکھا، پھر وہ دونوں جا کر بڑے بابا کے پاس کھڑے ہو گئے، مشال کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور مسکان کی آنکھ سے آنسو پھسل کر اس کے شفاف رخسار پہ بہہ گیا۔

منت تیاری کرو تم ہمارے ساتھ چلو گی۔

منت تمہارے ساتھ نہیں جائے گی، بیلا نے کہا۔

یہ فیصلہ منت کرے تو بہتر ہے، شاہ ولی نے نفرت سے کہا۔

جیسے آپ اپنی ماں اور بہنوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے میں بھی اپنوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی، منت نے کہا۔

تمہارا شوہر ہوں میں۔

شوہر ہو تم، ایسے شوہر کہ جس کا دوست اس کی بیوی کی عزت پہ ہاتھ ڈالتا اور وہ کچھ بھی نہیں کرتا، بے غیرت ہو تم

شاہ ولی نے بیلا کی بات پہ لب بھینچ لئے۔

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ پھوپھو؟

ہاں شاہ میر اور تینوں بہن، بھائی جانتے یہ، بیلا نے کہا۔

میں نے اس سے ہر نانا توڑ دیا ہے، شاہ ولی نے کہا۔

اس کی زندگی کا نانا توڑتے تو فخر کرتے تم پہ، بڑے بابا نے کہا۔

میں آپ کی طرح غنڈہ ، موالی نہیں کہ دوسروں کی جانیں لوں۔

تم بے غیرت اور بے ضمیر ہو شاہ ولی، ہم نیناں کی تلاش میں جا رہے ہیں تو تم ہمارے آنے سے پہلے پہلے یہاں سے چلے جانا بنا منت کے، چلو شاہ میر، شاہ زین، بڑے بابا نے کہا۔

تو تمہارا آخری فیصلہ ہے یہ،؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

ہاں۔۔

تم بھی اپنی ماں جیسی سفاک ہو اور ساری زندگی تم میرے نام کے ساتھ بیٹھی رہو گی، شاہ ولی نے نفرت سے کہا۔

میری بیٹی کو طلاق دے کر جاؤ گے تم۔

ایسا ممکن نہیں ہے، خدا کرے آپ کی حویلی کو ہر مظلوم کی خاموش آہ لگ جائے، شاہ ولی نے کہا۔



صالح نے ڈی سہمی سے بیٹھی نیناں کو بیزاری سے دیکھا اور پھر اپنے کراچی والے گھر پہنچا۔

کچھ دیر بعد مسٹر اینڈ مسز قیوم بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

کیوں اتنی افراتفری میں بلوایا۔

صالح نے جب ساری بات بتائی تو مسٹر قیوم ساکت جہاں تہاں بیٹھ گئے اور مسز قیوم تو رونے لگ گئی ہے۔

کیوں کیا تم نے ایسا۔

نفرت میں اندھا ہو گیا تھا اور سوچا تھا کہ اسے برباد کر کے شاہ میر کو سبق سیکھاؤں گا مگر وہ مثال نے اسے بچانے کا واسطہ دے دیا اور میں اس کی بات ٹال نہیں سکا۔

لعنت ہے تم پہ صالح، اب بتاؤ کہ کیا کروں میں، مسٹر قیوم دھاڑے۔

، میں کچھ عرصے کے لئے باہر جا رہا ہوں کیونکہ میں اس لڑکی کا سامنا نہیں چاہتا
میرے اندر نفرت بڑھ جاتی ہے، صالح نے بیزاری سے کہا اور مڑا تو پیچھے کھڑی
نیناں نے آنسو بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

صالح نے لب بھینچ کر نگاہیں چرائی اور وہاں سے نکل گیا۔
پھر اگلی صبح وہ یہ ملک چھوڑ کر نکل گیا۔



نیناں کل سے اتنا رو چکی تھی کہ اب آنسو بھی ختم ہو گئے تھے، صالح کی نفرت
جان کر اس کے ہونٹوں پہ قفل لگ گیا تھا۔
پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور مسز قیوم باہر نکلی۔

اٹھو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔

پپ، پلیز آنٹی جی میں کہاں جاؤں گی، وہ تڑپ کر بولی۔

مسز قیوم نے اس کے نازک رخسار پہ ایک زور دار تھپڑ مارا اور پھر اسے کھینچتے ہوئے باہر لا کر گیٹ کے باہر دھکیلا۔

وہ سہم کا ارد گرد دیکھنے لگی اور اپنی چادر سے مزید خود کو ڈھانپ لیا۔

وہ ننگے پاؤں تپتی دوپہر میں سڑک پہ چلتی جا رہی تھی۔

تم جیسی لڑکیوں کا یہی انجام ہوتا ہے، چند دن کی محبت کے لئے برسوں کا پیار تیاگنے والیاں سڑکوں پہ ہی آتی ہیں، ہم بیٹیاں کبھی یہ کیوں نہیں سوچتی کہ ایک پرانے مرد کے چند میٹھے بول صرف وقتی تسکین ہے اور والدین کا اور بڑے بھائی کا شفقت بھرا ہاتھ ایک ہمیشہ کی ٹھنڈی چھاؤں ہیں، اندر سے ضمیر نے ملامت کی۔

پھر اس کا سر گھوما اور وہ چکرا کر زمین پہ گرتی چلی گئی۔

پھر اس کی آنکھ کھلی تو ایک ماڈرن سی عورت اس کے پاس کھڑی تھی۔

ایم ڈاکٹر زوئلہ، اس عورت نے کہا۔

میرا نام نیناں ہے۔

تم پریگنٹ ہو اور تم اس حالت میں ننگے پاؤں کہاں جا رہی تھی۔

میں نے گھر والوں سے چھپ کر شادی کی تھی اور میرے شوہر نے دل بھر

جانے کے بعد مجھے چھوڑ دیا، وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

اوووہ سو سیڈ، خیر اب تم آرام کرو اور میں تمہارے لئے کچھ کرنے کی ضرورت کو

کروں گی، ڈاکٹر زوئلہ نے کہا۔

نیناں نے سر اثبات میں ہلا کر آنکھیں موند لیں۔

شاہ میر نے جرگے کو اشارہ کیا تو ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

سرکار زبیر بلوچ کی بیٹی کا شہر سے ایک رشتہ آیا ہے اور اس نے اپنی بیٹی کو شہر پڑھانے کے لئے بھیجا تھا تو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ گاؤں کی عزت کو نیلام نہیں ہونے دے گی مگر کسی شہری بابو کا اس طرح رشتہ آنا یہ ٹھیک نہیں لگا ہمیں پچھلے کئی سالوں سے ایسا نہیں ہوا، تو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس کی بیٹی کو کڑی سے کڑی سزا دیں۔

تم کیا کہتے ہو زبیر بلوچ؟ شاہ میر نے اس آدمی کی بات سننے کے بعد سامنے سر جھکا کر کھڑے ایک آدمی سے پوچھا۔

سرکار میری بیٹی نے بتایا کہ وہ شخص اس کا کلاس فیلو تھا اور اس نے پسندیدگی کا اظہار کیا تو میری بیٹی نے کہا کہ رشتہ بھیج دو اگر میرے بابا کو مناسب لگا تو ٹھیک ہے اور یہی بس میری بیٹی کی غلطی ہے، زبیر بلوچ سر جھکا کر بولا۔

جی پھوپھو اور فیصلہ وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا آیا۔

فخر ہے تم پہ میرے بچے لیکن دکھ ہوا اپنے بچوں کی اجاڑ زندگی دیکھ دیکھ کر، میری منت تو گھر کے کاموں میں خود کو کھیپاتی، تم گاؤں کے سب معاملات میں کھیپاتے اور شاہ زین اجڑا اجڑا سا شہر میں ہی رستا ہے، بیڑا غرق ہو ان تینوں بہن بھائیوں کا، بیلا نے نفرت سے کہا۔

چھوڑیں پھوپھو اور زیادہ مت سوچا کریں، یہ بتائیں کہ شاہ زر اور صوفی کب آرہے ہیں پاکستان؟

بس جلد ہی آئیں گے، بیلا نے کہا۔

ٹھیک ہو گیا۔۔

جاؤ میرے بچے جا کر منہ ہاتھ دھو لو پھر منت سے کہتی کہ کھانا لگا دے، بیلا نے کہا۔

شاہ میرے سر ہلا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بے وفا۔۔۔ اس کے لبوں سے نکلا اور پھر تصویر کو رکھ کر دراز بند کمر کے واش روم کی جانب بڑھ گیا۔



مثال نے اپنا کورٹ اپنی چیئر کی پشت پہ رکھا اور سامنے موجود اس ایک شخص کو دیکھا جو کہ سندھی اجرک گلے میں ڈالے ہوئے تھا، پھر دوسرے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ پہ راڈو کی ریسٹ واچ لگی تھی اور اس کے کپڑوں اور حلیے سے اس کی امارت کا پتا چل رہا تھا۔

کیا مدد کر سکتی ہوں میں آپ کی؟ مثال نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میم میرا نام سفیان علی ہیں اور یہ زبیر بلوچ ہیں، میں جس لڑکی سے محبت کرتا ہوں یہ اس لڑکی کے والد ہیں، مجھے طاہرہ بلوچ سے محبت ہوئی تو میں نے انہیں پرپوز کیا تو طاہرہ نے کہا کہ رشتہ بھیج دیں اور میں نے رشتہ بھیجا تو ان کے گاؤں کے بڑے سرکار شاہ میر شاہ نے طاہرہ کو تاریک کوٹھری میں قید کر دیا ہے۔

شاہ میر کے نام پہ مشال جلدی سے سیدھی ہوئی۔

کیا نام لیا آپ نے؟ وہ تیز لہجے میں بولی۔

شاہ میر شاہ----

مشال نے زور سے لب بھینچ لئے۔

تو آپ کیا چاہتے مجھ سے؟

میری بیٹی کو اس قید سے نکلوا دیجئے۔

وہ کوئی پولیس کی قید نہیں ہے زیرِ بلوچ صاحب کہ ایڈووکیٹ مشال شاہ اس سے رہا کروا دے گی، یہ آپ لوگوں کی بزدلی ہے کہ ایسے لوگ خود پہ مسلط کئے ہیں اپنے ان کاموں کو خود ہی نبٹائیں، مشال نے سرد لہجے میں کہا۔

بڑی امید سے آئے تھے کہ آپ ہمیشہ عورت کے حقوق کے لئے لڑتیں ہیں لیکن آپ نے ہمیں بہت مایوس کیا، اپنی محبت کو بچانے کے لئے میں خود اکیلا چلا جاؤں گا، سفیان علی نے غم لہجے میں کہا۔

مشال نے بغور اسے دیکھا۔

شوق سے جاؤ اور وہاں۔ سے تمہاری لاش ہی آئے گی، ان بلوچ صاحب سے پوچھ لو کہ وہ کیسے ظالم لوگ ہیں، مشال نے تلخ لہجے میں کہا۔

اسے بچاتے میری زندگی بھی چلی گئی تو غم نہیں کیوں کہ یہ میری محبت کی جیت ہی ہوگی، سفیان علی نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

مشال نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں اور دل پہ درد کا دباؤ مزید بڑھ گیا تھا۔

پھر اس نے اپنا کورٹ اٹھایا اور اٹھ کر باہر نکل گئی۔

وہ گھر پہنچی اور پورچ میں گاڑی کھڑی کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ اندر داخل ہوئی تو زیبا سامنے ہی صوفے پر بیٹھی تسبیح کر رہی تھی۔

مشال چلتی ہوئی پاس آئی اور ان کی گود میں سر رکھ لیا۔

ماں شاہ میر بڑے سرکار بن گئے ہیں، اس کی سرسراتی آواز سے زیبا کے تسبیح کرتے ہاتھ رک گئے۔

اووووہ تو اس کا مطلب بڑے بابا اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے ہیں کیا؟ اندر داخل ہوتے شاہ ولی نے مسکرا کر کہا۔

شاہ ولی، زیبا نے تنبیہی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے تو ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں نا، بڑے بابا نے وصیت کی تھی کہ اس رتبے کا حق دار ان کے مرنے کے بعد ان کے پوتوں میں سے کوئی ہوگا، شاہ ولی نے طنزیہ انداز میں کہا۔۔

زیبا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

وہیے تمہیں یہ خبر کیسے ہوئی۔

مشال نے مختصر آج کے کیس کے متعلق بتایا تو شاہ ولی کے چہرے پہ دبیز سنجیگی چھا گئی۔

اووووہ تو اب کیا فیصلہ کیا، کیا تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ گوٹھ اسماعیل کے لوگوں کو انصاف دلاؤ اور سب سے بڑھ کر خود کو ثابت کرو، ہم نے پچھلے آٹھ سالوں سے خود کو روپوش کیا ہوا ہے، تین سال اسلام آباد میں رہنے کے بعد پانچ سالوں

سے اس کراچی شہر میں رہ کر خود کو اس مقام تک پہنچایا ہے، یہ تمہارے کریئر کا سب سے بڑا کیس ہو گا، انصاف کا کیس، ان ظالموں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے جن کے نزدیک عورت ذات کوئی اہمیت نہیں رکھتی، شاہ ولی نے کہا۔

زیبا کے چہرے پہ گھبراہٹ طاری ہو گئی۔

مستی تم اس کی باتوں پہ غور مت کر اور تو نے انکار کر کے بہت اچھا کیا، تمہارے بڑے بابا نے تو رحم کھا لیا تمہا ہم پہ لیکن شاہ میر نہیں کھائے گا، زیبا نے نم لہجے میں کہا۔

میں ڈر کر نہیں بیٹھ سکتی ماں اور میں جاؤں گی اس بار اور لڑوں گی بھی، وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر اٹھ کر اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔



مسکان نے اوور کورٹ بازو پہ ڈالا اور رات بہت زیادہ ہو چکی تھی تو وہ ہاسپٹل سے باہر نکل کر وہ اپنی سکوٹی کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے سکوٹی سٹارٹ کی اور کچھ آگے تک ہی پہنچی تھی کہ سکوٹی رک گئی۔ اووووہ گاڈ یہ کیا ہو گیا، وہ بڑبڑائی اور پھر گھپ اندھیرے میں سنسان سڑک کو دیکھنے لگی۔

یہ آج کوئی ٹیکسی کیوں نہیں دکھ رہی؟ وہ بڑبڑائی۔ پھر دور سے اسے گاڑی کی ہیڈ لائٹس دیکھائی دی تو اس نے ہاتھ لہرایا تو گاڑی پاس آکر رک گئی۔

ہائے سرپلیز میری سکوٹی خراب ہو گئی ہے تو مجھے ڈیفنس تک لفٹ دے دیجئے، اس نے ونڈو سے جھک کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے شخص سے کہا۔

مس، مسکان، اس شخص کے لبوں سے اپنا نام سن کر وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔

وہ جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔

مسکان میں شاہ زین،، اس شخص نے پاس آکر بے قراری سے کہا۔

مسکان کا وجود سن ہو گیا تھا۔

پچھلے پانچ سالوں سے اس شہر میں وہ رہ رہی تھی اور ہر پل دعا کی تھی کہ کبھی اس شخص کا سامنا نہ ہو مگر آٹھ سال بعد وہ اس سے دوبارہ مل رہی تھی جس نے اس کے دل کی دنیا اجاڑ کر رکھ دی تھی۔

وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتی تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی۔۔

پلیز مسکان لیسن ٹومی، وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے التجائیہ انداز میں بولا۔

میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں آپ، وہ رک کر غصے سے بولی۔

تو رک کر میری بات سن لو۔۔

نہیں سننی آپ کی کوئی بھی بات، وہ تپ کر بولی۔

اچھا ٹھیک ہے مت سنو، لیکن لیٹ لیٹس گاڑی میں تو بیٹھ جاؤ، یہاں اس وقت اکیلی لڑکی کا جانا سیف نہیں ہے، وہ جھلا کر بولا۔

اس کی بات پہ مسکان نے تھم کر دیکھا اور پھر کتوں کے بھونکنے کی آواز پہ وہ سہم کر واپس مڑی اور تیز تیز قدموں سے چلتی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔

شاہ زین نے گاڑی سٹارٹ کی تو وہ باہر کے نظاروں کو دیکھنے لگی۔

کیا کرتی ہو تم آج کل؟ شاہ زین کے پوچھنے پہ وہ اس کی طرف مڑ کر ناگواری سے دیکھنے لگی۔

آپ کو اس سے مطلب؟ تیکھے چتونوں سے پوچھا۔۔

نہیں میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا، وہ جلدی سے بولا۔

ہاں ویسے بھی آپ کو مجھ سے مطلب تھا ہی کہاں، اسی لئے تو ایک پل میں پرایا
کر دیا تھا، وہ تلخ لہجے میں بولی اور حلق میں آنسوؤں کا گولا بن گیا تھا۔

ایم سوری، کچھ توقف کے بعد شاہ زین کی بھاری آواز کانوں سے ٹکرائی۔۔

ایم سوری، آپ کے ایم سوری کو لگے آگ، بھاڑ میں جائیں آپ اور آپ کے بڑے
بابا اور آپ کی فسادن پھوپھی، وہ نفرت سے بولی۔

شاہ زین اس کی بات پہ مسکرا دیا۔

گھر کا راستہ سمجھا دو، وہ بولا۔

یہیں اتاریں مجھے، مسکان نے ایک رکشہ دیکھ کر کہا۔

لیکن۔۔۔

بول دیا نا، اگر نہیں روکیں گے تو گاڑی سے کود جاؤں گی۔

شاہ زین نے گاڑی کو سائیڈ پہ روکا اور وہ اتر کر تیزی سے رکشے کی طرف بڑھ گئی۔



شاہ زین نے گاڑی پورچ میں لگائی اور فرنٹ سیٹ پہ پڑا اس دشمن جان کا بیگ اور اوور کورٹ اٹھا لیا جو کہ وہ گاڑی میں ہی بھول چکی تھی۔ وہ دو سال پہلے لاہور سے کراچی شفٹ ہوا تھا تاکہ گاؤں میں آنا جانا آسان رہے۔

اس نے دونوں چیزیں اٹھائیں اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

صاحب جی کھانا۔

بھوک نہیں ہے بوا، اس نے کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں آکر اس نے سامنے لگی مسکان کی اور اپنی انلارج تصویر کو دیکھا، پورے کمرے میں اس کی تصویریں ہی تصویریں تھیں۔

شاہ زین غلط حرکت مت کر، شاہ زین نے اس کا بیگ کھولنا چاہا تو اندر سے آواز آئی۔

، میری بیوی کا ہی ہے، وہ بڑبڑایا اور پھر اس نے بیگ کھولا تو اس میں سے موبائل
کیز اور چاکلیٹس اور ایک کارڈ تھا۔

ڈاکٹر مسکان شاہ،، وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بڑبڑایا۔

پھر اس کے موبائل کو دیکھا تو اسے کوئی پاسورڈ نہیں لگا تھا۔

پگلی بالکل نہیں بدلی، شاہ زین ہولے سے بڑھڑایا۔

پھر اس کے موبائل سے اپنی موبائل پہ رنگ کی اور موبائل کی گیلری میں جا کر دیکھا تو ڈھیروں پکس موجود تھیں۔

اس نے موبائل کو اپنے لیپ ٹاپ سے کانٹیکٹ کیا اور سارا ڈیٹا اس میں ٹرانسفر کر لیا۔

پھر اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ کپڑے چیلنج کر کے سونے کے لئے لیٹ گیا، صبح اس کی آنکھ کھلی تو ٹائم کافی زیادہ ہو گیا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور تیار ہو کر باہر نکلا۔

صاحب جي ناشتہ۔۔

نہیں ہوا مجھے بہت جلدی کہیں پہنچنا ہے اور میں کافی لیٹ ہو گیا ہوں، وہ بولا۔

لیکن صاحب جی اگر بی بی جی کا فون آیا اور انہوں نے آپ کے کھانے کے متعلق کچھ پوچھا تو میں کیا جواب دوں گی؟

ہوا آپ ان سے کہہ دینا کہ آج کسی کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ تھی تو ناشتہ انہیں کے ساتھ کرنا ہے میں نے، شاہ زین نے کہا اور پھر جلدی سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد اس کی گاڑی ایک ہاسپٹل کے سامنے کی، وہ گاڑی سے نکل کر ہاسپٹل میں داخل ہوا اور ریسپشن کی طرف بڑھ گیا۔

یس سر، کون سے ڈاکٹر کی اپوائنٹمنٹ چاہئے؟ ریسپشنسٹ نے پروفیشنل انداز میں پوچھا۔

ڈاکٹر مسکان سے ملنا ہے مجھے؟

وائف کا نام؟

مسز شاہ زین شاہ، وہ ہولے سے مسکرایا۔

پریگنٹ ہے کیا؟

جی نہیں، فی الحال تو چیک اپ کروانا ہے، شاہ زین نے کہا۔

اوکے، یہ لیجئے ٹوکن، آدھا گھنٹہ انتظار کیجئے اور اپنی وائف کو لے کر ویٹنگ روم میں چلے جائیں۔

تھینک یو مس، شاہ زین نے کہا اور پھر ویٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد نام پکارا گیا تو وہ اندر داخل ہوا۔

ارے وائف کدھر ہے آپ کی،؟ نرس نے گڑبڑا کر اسے اکیلے اندر جاتے دیکھ کر پوچھا۔

میری وائف اندر موجود ہے، وہ اطمینان سے بولا۔

لیکن اندر تو کوئی نہیں ہے، نرس نے حیرانگی سے کہا۔

ارے پیچھے تو ہٹے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ میری وائف کون ہے، شاہ زین نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔

ارے سر میری بات سنئے، وہ گھبرا کر بولی۔

یہ سب کیا ہے اور ایک مرد میرے آفس میں کیسے داخل ہو سکتا ہے ندا، مسکان نے تپ کر کہا۔

میم میں نے بہت روکنے کی کوشش کی اور یہ بضد ہیں کہ ان کی وائف اندر موجود ہیں، دیکھئے سر آپ کی وائف یہاں موجود نہیں ہے، وہ نرس مسکان کو جواب دے کر جلدی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

آپ سے کس نے کہا کہ میری وائف یہاں موجود نہیں ہے، یہ آپ کو کرسی پہ بیٹھی ہو یہ خوبصورت سی لڑکی نظر نہیں آرہی کیا؟ شاہ زین نے مسکرا کر کہا تو نرس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی۔

مم، میم آپ کی وائف ہے؟

پیپپیپ، آپ پوچھ لیجئے ان سے کہ یہ میری وائف ہے کہ نہیں؟

مسکان غصے سے اٹھ کر اس کے پاس آیا

شٹ اپ اور کیا کرنے آئے ہیں آپ یہاں، ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جائے ورنہ۔

ورنہ کیا مسز شاہ زین شاہ،؟ شاہ زین نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کرتے ہوئے پوچھا۔

چھوڑیے مجھے، وہ تپ کر بولی۔

تمہارا بیگ دینے آیا تھا جو کہ کل رات میری گاڑی میں بھول گئی تھی، شاہ زین نے ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

تو بیگ دیجئے اور یہاں سے جائیں، وہ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔

باہر انتظار کر رہا ہوں جب لنچ کا ٹائم ہو جائے تو گاڑی میں آکر چپ چاپ بیٹھ جانا اور لنچ میرے ساتھ کرنا اور اس کے عوض میں تمہارا بیگ دے دوں گا۔

آپ بیگ اپنے پاس ہی رکھ لو اور مجھے نہیں چاہئے، وہ غصے سے کہہ کر مڑی تو شاہ زین نے اس کا بازو تھام کر اپنی بانہوں میں لے لیا۔

چھوڑیں مجھے شاہ زین، وہ چلائی۔

کیوں چھوڑ کے گئی تھی مجھے چپ چاپ، تم نے تو کہا تھا کہ اگر میں نے دھوکہ دیا تمہیں تو تم جان سے مار دو گی، تو زندہ چھوڑ کر کیوں گئی تھی جبکہ میں تو تمہارے ہاتھوں مرنے کے لئے بھی تیار تھا، وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

اچھا مزاق کر لیتے ہیں آپ مسٹر شاہ زین، بزدل ہمیشہ ہی سے تھے آپ، نہ عشنا کے لئے اسٹینڈ لے سکے اور نہ میرے لئے اور آپ جیسے بزدل انسان پہ تھوکتا بھی پسند نہیں کرتی، وہ اس سے خود کو چھڑواتے ہوئے چنگاڑ کر بولی۔

شاہ زین نے آنکھیں میچ کر اپنے اندر اٹھتے غصے کو دبایا۔

پھر دھیمسا سا مسکراتا ہوا پاس آیا۔

تو مجھ بزدل سے ابھی تک پیار کیوں کرتی ہو؟

میں پیار نہیں کرتی، صرف نفرت کرتی ہوں آپ سے اور آپ کے سارے خاندان سے، ویسے مجھے پتا چلا کہ شاہ میر شاہ بڑے سرکار بن کر گوٹھ اسماعیل کے خدا بن گئے ہیں، وہ طنزیہ انداز میں بولتی اسے چونکا گئی۔

تم، تمہیں کیسے پتا یہ سب اور کیا تم ہم پہ نظر رکھے ہو؟ اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

یہی سمجھ لیں اور بہت جلد آپ کے گوٹھ اسماعیل پہ طوفان نازل ہونے والا ہے، ایسا طوفان کہ تم لوگوں کی جھوٹی شان و شوکت کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔

کیا مطلب،؟

پتا لگ جائے گا اور ہاں میرا پرس باہر ریسپشن پہ پکڑا دیجئے گا ورنہ مجھے پولیس میں کیمپلین کروانی پڑے گی، وہ نفرت سے کہتی شاہ زین کو غصہ دلا گئی تھی۔

تم میرے خلاف رپورٹ درج کرواؤ گی، چلو کرواؤ اور منتظر رہوں گا میں، شاہ زین نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے مڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔



شاہ میر نے ہاتھ میں پکڑے اس کاغذ کو بے یقینی سے دیکھا۔

کیا ہوا شاہ میر، کیا ہے اس میں؟ بیلا نے پوچھا تو باقی سب بھی سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

زبیر بلوچ نے اپنی بیٹی کے عاشق کے ساتھ مل کر میرے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہے اور اس نے یہ دعویٰ دائر کروایا کہ میں اپنی بیٹی کی پسند کی شادی کروانا

چاہتا تھا مگر بڑے سرکار نے اس کو بے شرمی کا نام دے کر میری بیٹی کو محصور کر رکھا ہے، شاہ میر نے دانت پیس کر کہا۔

واٹ،؟ شاہ زین نے کہا اور جھپٹنے سے انداز میں کاغذ کھینچ کر دیکھنے لگا۔

تو وہ اس طوفان کی بات کر رہی تھی لیکن اسے یہ سب کیسے پتا لگا؟ شاہ زین کی بڑبڑاہٹ پہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ قسط نمبر 19

کون کہہ رہی تھی یہ طوفان والی بات؟ شاہ میر نے تیز لہجے میں پوچھا۔
نہیں کوئی نہیں، وہ خواب دیکھا تھا شاید۔

اوووہ تو ولی اللہ بن گئے ہو جو کہ خواب سچے ہونے لگ گئے، شاہ میر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

شاہ زین نے سر جھٹک دیا۔

چلو تیار ہو جاؤ اور وکیل سے ملتے ہیں جاکر اور طاہرہ بلوچ کے عاشق سے بھی، شاہ میر نے کہا تو شاہ زین نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

پھر وہ دونوں وکیل سے ملنے کے بعد ڈاکٹر ذوئلہ کے ہاسپٹل پہنچے۔

یہ ہاسپٹل میں کیوں آئے ہیں،؟ شاہ زین نے حیرانگی سے پوچھا۔

اس لڑکے کی ماں کا ہاسپٹل ہے یہ، شاہ میر نے مختصر جواب دیا۔

پھر وہ ایک میڈنگ روم میں داخل ہوئے تو شاہ میر ڈاکٹرز کے ساتھ بیٹھی مسکان کو دیکھ کر چونک گیا۔

کون ہیں آپ لوگ؟ ڈاکٹر ذوئلہ نے ناگواری سے پوچھا۔

آپ کو اپنا بیٹا پیارا نہیں ہے کیا ڈاکٹر صاحبہ،؟ شاہ میر نے پاس آکر پھنکار کر کہا۔

حد میں رہئے، آپ جانتے ہیں کہ کون ہوں میں؟

ڈاکٹر ذوق کا رنگ فق ہو گیا۔

کک، کیا چاہتے ہیں آپ؟

آپ کے عاشق بیٹے سے ملنا چاہتے ہیں، بلوایئے اسے یہاں۔

وہ اس وقت یونیورسٹی ہے، ڈاکٹر زوئلہ نے کہا۔

گھر آکر ملتا ہوں شام میں اور اسے کہیں مت جانے دینا، شاہ میر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر ایک نگاہ مسکان پہ ڈال کر شاہ زین کو دیکھا جو کہ زمین پہ نظریں گاڑے کھڑا تھا۔

شاہ میر چلتا ہوا مسکان کے سامنے آیا۔

تو تم ڈاکٹر بن گئی؟ شاہ میر نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

--~~~~~

شاہ میر ایک جھٹکے سے مر کر باہر نکلتا چلا گیا۔



تم پاگل ہو گئے ہو سیفی، تم نے کیا سوچ کر ان سے پنگا لیا، پتا بھی ہے کہ کس قدر خطرناک لوگ ہیں، نیناں چائے کی ٹرالی گھسیٹتی اندر داخل ہوئی تو ڈاکٹر زوئلہ سفیان پہ چلا رہی تھیں۔

تو اسی لئے طاہرہ کو ان سے بچا رہا ہوں۔

کیا اس لڑکی پہ تمہاری زندگی ختم ہے؟ وہ چلائی۔

جی ہاں اور وہ میری زندگی ہے۔

تو میں کیا ہوں تمہاری؟ تم گواہ ہو نیناں پچھلے آٹھ سالوں سے کہ اپنے ان دونوں بچوں کے لئے جیتی ہوں، بیٹی نے ایک سراب کے پیچھے خود کو کھپایا اور بیٹا ان پیروں کو پیچھے لگا چکا جو کہ غنڈے موالی ہیں، ڈاکٹر زوئلہ کی بات پہ نیناں نے سفیان کو دیکھا۔

نیناں آپ بتائیے کہ وہ میری محبت ہے اور مشکل میں ہیں تو کیا اسے ایسے چھوڑ دوں مشکل کے وقت میں؟ سفیان نے کہا۔

اب میں کیا کہوں ان سب میں، غلط آپ بھی نہیں اور غلط میم بھی نہیں ہے نیناں نے کہا۔

میم باہر کچھ آدمی آئے ہیں، ملازم نے آکر اطلاع دی۔

اوففف میرے اللہ، ڈاکٹر زوئلہ نے گھبرا کر کہا۔

نیناں پلٹ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

خالہ یہ آپ چاولوں کو دم دیجئے میں مہمانوں کے لئے کچھ انتظام کر لوں، نیناں نے کہا۔

نیناں تجھے پتا اتنے سارے لوگ آئیں ہیں اور ان کے پاس یہ بڑی بڑی بندوقیں ہیں، ایک اور ملازمہ نے اندر آ کر کہا۔

نیناں نے گہرا سانس بھرا اور چائے کے لئے پانی رکھ کر وہ لاؤنج کے دروازے کے پاس آئی اور اندر جھانکا تو شاہ میر اور شاہ زین کو دیکھ کر اس کا کلیجہ منہ کو آگیا۔

یہ، یہ سفیان بابا نے کن سے پنگا لے لیا، وہ بڑبڑائی۔

آپ کی وکیل صاحب سے ملنا چاہیں گے جس نے ہمارے خلاف اٹھنے کی ہمت کی،؟ شاہ میر نے سرد لہجے میں کہا۔

ضرور ملیں گے آپ وہ آتی ہی ہوں گی، سفیان نے ترخ کر کہا۔

نوجوان ہو تم ابھی تو آواز دھیمی رکھو ورنہ مارے جاؤ گے۔

آواز آپ دھیمی رکھیں بڑے سرکار، اندر داخل ہوتی ہستی کو دیکھ کر جہاں شاہ میر دم نخود تھا وہیں نیناں ساکت و جامد اسے دیکھ رہی تھی اور اسے زندہ دیکھ کر وہ خوشی سے پاگل ہونے کے قریب تھی، ورنہ اسے لگا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہوگا۔



مشال اپنے آفس سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھی تو اس کا فون بجنے لگا، اس نے دیکھا تو سفیان کی کال تھی۔

ہیلو۔۔

میم بڑے سرکار ہمارے گھر آنے والے ہیں، سفیان کی بات پہ اس کے گاڑی کے دروازے کی طرف بڑھتے ہاتھ رک گیا۔

میں آتی ہوں، مشال نے کہا اور پھر کچھ دیر میں وہ زوئلہ آسی ولا کے سامنے کھڑی تھی، گاڑی کو پورچ میں کھڑی کر کے وہ تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھی۔

نوجوان ہو تم ابھی تو آواز دھیمی رکھو ورنہ مارے جاؤ گے، شاہ میر کے سرد لہجے پہ اس کے اندر غصے کی تیز لہر اٹھی۔۔

آواز آپ دھیمی رکھیں بڑے سرکار، اس نے اندر داخل ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

اس کی آواز پہ شاہ میر ایک جھٹکے سے مڑ کر اسے دیکھنے لگا، اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر مشال محظوظ ہوئی اور چلتی ہوئی اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

آواز آپ کو نیچے رکھنی ہیں مسٹر شاہ میر شاہ کیونکہ آپ پہ سیکشن تین سو پینسٹھ لگ چکی ہے اغواء کیا ہے آپ نے کسی لڑکی کو اور اس کے علاوہ آپ کے خاندان پہ سیکشن تین سو دس اور تین سو بھی لگ سکتی ہیں تو آواز آپ کو نیچے رکھنی چاہئے۔

شاہ زین چلو یہاں سے چلیں، شاہ میر نے نگاہیں پھیر کر کہا۔

کیا ہوا بڑے سرکار ہوا نکل گئی کیا؟ مشال نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

وہ بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گیا۔

یہ تو اتنی سے بات پہ ڈر کر چلا گیا، سفیان نے حیرانگی سے کہا۔

بزدلوں کا یہی کام ہوتا ہے سفیان، مشال نے کہا۔

اوکے میں چلتی ہوں آج کیس کی کافی تیاری کرنی ہے، مشال نے کہا۔

کچھ کھاپی کر جائیے نا، سفیان نے کہا۔

نہیں میں فیملی کے ساتھ کھاتی ہوں سب ویٹ کر رہے ہوں گے، مشال نے کہا اور باہر نکل کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر میں وہ گھر میں موجود تھی۔

سو کہاں تک پہنچی تیاری،؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

آج بڑے سرکار سے مل کر آئی ہوں۔

واٹ، تم شاہ میر سے ملی؟ شاہ ولی نے چلا کر کہا۔

یہہہہ، وہ کندھے اچکا کر بولی۔

پرسوں پھر سب سے ملوں گی، کیوں کہ کل ہی عدالت نے اس کیس کی مظلوم طاہرہ بلوچ کو شاہ میر شاہ کی قید سے آزاد کروا کر اس کی گواہی لینی ہے، مشال نے کہا۔

تمہارے ساتھ میں بھی جاؤں گا۔

نہیں بھیا پولیس ہوگی اور وہ لوگ ایک وکیل کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مشال نے کہا۔
میں کسی پہ اعتبار نہیں کر سکتا، شاہ ولی نے کہا۔
اوکے ٹھیک ہے، مشال نے بات ختم کی۔

پھر کھانے سے فارغ ہو کر وہ رات کافی دیر تک کیس کو اسٹڈی کرتی رہی۔

پھر اگلے دن شاہ میر کا آدمی شاہ میر کی جگہ عدالت میں آیا تھا اور مشال اس چیز کو پہلے ہی جانتی تھی کہ بڑے سرکار کی توہین ہے اس میں کہ عدالت میں حاضر ہوں۔

یور آنر ہمارے ملزم مسٹر شاہ میر شاہ بزدلوں کی طرح اپنے بل میں چھپے بیٹھے ہیں اور اپنا ایک آدمی یہاں بھیج دیا ہے اور کیس کے متعلق میں نے آپ کو مختصر بتا دیا ہے۔

جج صاحب نے جھک کر فائل کو بغور دیکھا۔

پولیس فورس کو یہ عدالت حکم دیتی ہے کہ طاہرہ بلوچ کو جلد از جلد عدالت میں پیش کیا جائے اور شاہ میر شاہ بھی عدالت میں پیش ہوں، عدالت نے حکم دیا۔

مشال نے سر بتسلیم خم کیا اور مسکرا کر فائل سمیٹ کر باہر نکل آئی۔

اگلی صبح فجر ٹائم وہ پولیس فورس اور شاہ ولی کے ساتھ گاؤں پہنچی۔

وہ حویلی میں پہنچی تو شاہ میر کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی شکڈ سے پولیس کو دیکھ رہے تھے۔

پھر جب شاہ ولی اور مشال آگے ہوئے تو سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی۔

بڑے سرکار مس طاہرہ بلوچ کو ہمارے حوالے کیا جائے، مشال نے کہا۔

شاہ میر کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔

اسے اس کے گھر ڈھونڈیے، شاہ میر نے تلخ لہجے میں کہا۔

مسال کے چہرے پہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

پھر پولیس زبیر بلوچ کے گھر پہنچے تو طاہرہ وہاں سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔

طاہرہ کون ہے تم میں سے؟

میں ہوں، ایک سرخ و سفید رنگت والی لڑکی نے کہا۔

آپ کے والد نے آپ کے اغواء کا مقدمہ دائر کروایا تھا، تو کل آپ کو عدالت میں پیش ہونا ہے۔

میں پولیس کے سامنے ہی بیان دے دیتی ہوں، مشال کی بات پہ وہ پراعتماد لہجے میں بولی۔

،جی نہیں کل عدالت میں یہ گواہی دینی ہوگی اور ہر ایک عدالت میں آئے گا
مشال نے کہا اور باہر نکل آئی۔

کچھ گڑبڑ ہے مستی، شاہ ولی نے لب بھینچ کر کہا۔

حویلی چل کر بات کرتے ہیں اور سب سے مل بھی لیں گے، مشال نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں حویلی پہنچے۔

مشال کی نگاہ سامنے کھڑی منت پہ گئی جو کہ یک ٹک شاہ ولی کو دیکھ رہی تھی مگر شاہ ولی کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

ہائے منت شاہ، مشال نے پاس جا کر کہا تو وہ چونک کر اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

پھر وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سب انہیں ناگواری سے دیکھ رہے تھے، پھر اسی وقت چھوٹی تائی اس کے پاس آئی۔

مم، میرے نینو کدھر ہے وہ نہیں آئی کیا؟ وہ بے قراری سے بولی۔

بوا ماں کو اندر لے جائیں، شاہ میر کے گرجنے پہ وہ سم کر مشال کے پیچھے ہو گئی۔

یہ، یہ بہت برا ہے اس نے میری نینو کو مارا تو نہیں ہے نا، تم نے بچا لیا تھا نا اسے؟ مشال کے حلق میں آنسوؤں کا گولا بن گیا تھا۔

آپ کی نیناں بالکل ٹھیک ہے تائی اماں، وہ آہستہ سے بولی۔

سچی میں، وہ تالی بجا کر بولی۔

مشال نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

بوا ماں کو اندر لے جاؤ، شاہ میر کے سپاٹ لہجے پہ مشال کے اندر غصے کی لہر اٹھی۔

نہیں مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے، تم چلو نا میرے ساتھ، وہ مشال کا بازو پکڑ کر بولیں۔

بیلا اٹھ کر پاس آئی اور پھر انہیں کھینچنے لگی تو وہ زور زور سے چیخنے لگ گئی تھیں۔

مشال جلدی سے آگے بڑھی اور بیلا سے چھڑوایا تو وہ مشال کے گلے لگ گئی۔

یہ، یہ مجھے مار ڈالے گی، مجھے بچا لو اس سے، وہ گم گم گرائی۔

میرے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کہے گا آپ کو، مشال نے سرد لہجے میں سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تم میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو نا، وہ جلدی سے بولی۔

مشال انہیں تھام کر ان کے روم کی طرف بڑھ گئی۔

پھر وہ کتنی دیر اس سے باتیں کرتی رہیں اور پھر جب وہ سو گئی تو مشال اٹھ کر باہر نکل گئی۔



شاہ ولی نے سگریٹ سلگا کر گہرا کش لیا اور پھر اس کی نگاہ سامنے سے ٹرے تھام کر اس کی طرف بڑھتی منت پہ ٹھہر گئی۔

منت نے پاس آکر ٹرے سامنے کی۔

شاہ ولی نے اس کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر دوبارہ سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

لانی جھکی ہوئی پلکیں لرز رہیں تھی اور ماتھے پہ پسینے کی بوندیں چاندی کی مانند چمک رہی تھیں۔

شاہ ولی اٹھ کر کھڑا ہوا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

یہ شیرنی اچانک سے چوہیا کیسے بن گئی،؟ شاہ ولی نے طنزیہ لہجے میں پوچھا پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر قریب کیا تو وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔

کیا ہوا گونگی ہو گئی ہو کیا؟ شاہ ولی نے اس کی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔۔

دوسری طرف ہنوز خاموشی دیکھ کر شاہ ولی کے اندر غصے کی تیز لہر اٹھی۔

میری طرف دیکھو منت، اس نے کمر پہ دباؤ بڑھا کر کہا۔

منت نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو شاہ ولی ان آنکھوں کی بے بسی دیکھ کر ساکت ہو گیا۔

اے اے اے اے اے اے اے تم میری بیٹی کو ہاتھ لگاؤ، بیلا نے اندر آ کر چلا کر کہا تو دونوں چونک کر مڑے۔

میں اسے چھو بھی سکتا ہوں ہاتھ بھی لگا سکتا ہوں اور یہاں سے لے جا سکتا بھی ہوں زبردستی، وہ زبردستی لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

حویلی کی لڑکی کو اٹھا کر لے جانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہوتا۔

لڑکی صرف ہاں تو بولے میں اسے لے کر جانے کے لئے تیار ہوں، چھوڑ کر تو اس کو پہلے بھی نہیں جا رہا تھا لیکن اس کے انکار کی وجہ سے چھوڑ گیا تھا، اب اگر چاہے تو یہ میرے ساتھ جا سکتی ہیں کیوں کہ میں آج بھی اسے لے کر جانے کے لئے تیار ہوں، شاہ ولی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اس کی بات سن کر بیلا کو آگ ہی لگ گئی تھی۔

تو اس کو چائے کا کیوں پوچھ رہی تھی اور تو اس کے سامنے آئی ہوں کیوں، بیلا
چلائی تو وہ کانپنے لگ گئی۔

شاہ ولی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

جاؤ مرو اب یہاں سے، بیلا نے دھاڑ کر کہا تو وہ ڈر کر تیزی سے مڑی اور اس کا گھٹنا ٹیبل کے ساتھ لگا تو وہ کراہتی ہوئی نیچے جھکی۔

شاہ ولی نے اسے تھام کا صوفے پہ بیٹھایا اور اس کی آنکھوں میں چھلکتی نمی کو دیکھ کر شاہ ولی کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

میرے ساتھ چلو گی میرے گھر؟ شاہ ولی کی بات پہ سب کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

مجھ سے بات کرو جو کرنی ہے۔

مسز بیلا شاہ میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں تو بیچ میں مت آئیے۔

بولو منت، اگر آج بھی تمہیں یہ بات قابل قبول نہیں تو کل طلاق کے پیپرز پہنچ جائیں گے، شاہ ولی نے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھ کر کہا۔

تو پہنچا دینا کل پیپرز، بیلا نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

بھیا چھوڑو یا اسے، آپ کو تو بہت مل جائیں گی اور ایسی بزدل چوہیا جو کہ دوسروں کی آنکھوں سے دیکھتی اور دوسروں کے کانوں سے سنتی ہو اسے اپنا کر آپ نے کیا، کرنا ہے جو لڑکی اپنے لئے اسٹینڈ نہیں لے سکتی وہ آپ کا ساتھ کیا دے گی، مشال نے تلخ لہجے میں کہا۔

جا رہا ہوں میں اور کل سے تمہارا نام میرے نام سے بھی الگ ہو جائے گا، شاہ ولی نے غصے سے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو کر مڑا تو منت نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

شاہ جی آپ جہاں لے جائیں گے میں چلوں گی، وہ نم لہجے میں بولتی سب کو شاکڈ کر گئی۔

منت دماغ خراب ہو گیا ہے تیرا، چل اٹھ کمرے میں چل، بیلا اس پہ جھپٹی۔
شاہ ولی نے اسے کھینچ کر اپنے پیچھے کیا۔

منت نے کہا کہ وہ میرے ساتھ جائے گی تو جائے گی اور کوئی آج روک کر دیکھائے مجھے، شاہ ولی نے گرج کر کہا۔

آواز نیچی، شاہ میر نے غصے سے کہا۔

میری آواز حق کے لئے ہمیشہ بلند رہتی ہے تو یہ رہے گی اور میں تم جیسا نامرد نہیں شاہ میر شاہ کہ اپنی بیوی کو بے بس چھوڑ دوں، میں شاہ ولی ہوں اور میں بے بس پنچھی کو ہمیشہ قفس سے آزاد کرواتا ہوں، منت شاہ ولی کی عزت ہے اور آج اس نے شاہ ولی کا ہاتھ تھام کر اس قفس نما حویلی سے نکلنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں اس کا ساتھ چھوڑ دوں یہ ہونے نہیں دوں گا، شاہ ولی نے کہا اور پھر منت کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل آیا اور کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے روکتے۔

شاہ ولی نے منت کو گاڑی کا پچھلا ڈور کھول کر اندر بیٹھایا اور فرنٹ سیٹ پہ مشال بیٹھ گئی تھی اور پولیس کی زیر نگرانی وہ اس گاؤں سے نکلتے چلے گئے۔



صالح سرد سپاٹ نگاہوں سے باہر روڈ پہ دوڑتی گاڑیوں کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔
صالح بے بی کیا سوچ رہے ہو؟ اس کی فرینڈ اور بزنس پارٹنر عیثا آسی نے پاس
آکر ہو چھا۔

دیکھ رہا ہوں کہ یہ زندگی بھی ان گاڑیوں کی مانند ہیں، یہ تیز گاڑیاں زندگی کے وہ
حسین اور خوشگوار پل ہیں جو تیزی سے گزر جاتے اور یہ دھیمی رفتار میں چلتی
گاڑیاں پھسکی، بے رونق اور درد بھری زندگی کے پل ہیں جو کہ اس طرح گزرتے کہ
دل تنگ پڑ جاتا ہے، وہ ہولے سے بولا۔

کیا تم مجھ سے شادی کر کے اپنی زندگی کے یہ پل جو کہ دھیمی رفتار میں چل رہے ہیں اسے بھول نہیں سکتے۔

نہیں میری زندگی کی کتاب میں شادی کا چپیٹر کلوز ہو چکا ہے اور پلیز تم میری امید پہ مت رہو، صالح نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
لیکن صالح۔۔

بول دیا ہے نا، وہ سرد لہجے میں بولا۔

پھر وال کلاک کی جانب دیکھا تو آفس کلوز ہونے کا ٹائم ہو گیا تھا۔

وہ اپنا کورٹ اور بیگ اٹھا کر آفس سے نکل کر ریش ڈرائیونگ کرتا گھر پہنچا۔
چائے بھجواتی ہوں۔۔

مجھے اگر پینی ہوگی تو میں خود بنا لوں گا، آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں مسز
قیوم، وہ سرد لہجے میں بولا۔

تمہیں مجھ پہ ترس نہیں آتا صالح، وہ نم لہجے میں بولی۔

آپ نے رحم کیا تھا کیا اس پہ؟ میں نے اس کے ساتھ غلط کیا تو آپ کو مجھے
تھپڑ مار کر کہنا چاہئے تھا کہ صالح ہمت کیسے ہوئی کسی کی عزت سے کھیلنے کی، مگر
، آپ تو دشمنی کی وہ مثال بنا چکی ہیں کہ برسوں گزر گئے اور میری زندگی ٹھہر گئی
آٹھ سال، ڈھائی مہینے، دس دن ہو گئے ہیں مگر وہ نہیں ملی مجھے اور اب تو
میرے اندر جینے کی تمنا بھی ختم ہو چکی ہے، میں صالح قیوم خان نیناں شاہ کے
عشق میں فنا ہونے کے قریب ہوں، صالح نے کرب سے کہا اور پھر انہیں حیران
و پریشان چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں آکر اس نے بیگ ٹیبل پہ رکھا اور صوفے پہ گرنے سے انداز میں بیٹھ
گیا۔

اس کی سرد اور سپاٹ نگاہیں چھت پہ مرکوز تھیں۔

پھر موبائل کی ٹون بجی تو اس نے موبائل پکڑ کر دیکھا تو عیثا کا میسج تھا۔

اس ویک اینڈ پہ تم اپنے پرنٹس کے ساتھ گھر آنا کیوں کہ میری مام کا برتھ ڈے ہے۔

اوکے،، اس نے یک لفظی جواب دیا اور پھر کپڑے چینج کر کے وہ باہر آکر رات گئے تک لیپ ٹاپ پہ کام کرتا رہا، پھر اس کے بعد وہ سگریٹ پہ سگریٹ پھونکنے لگا اور اسی طرح وہ نیم دراز سو گیا تھا۔

پھر صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

وہ تیار ہو کر باہر آیا اور چپ چاپ ڈائننگ ہال میں آکر بیٹھ گیا۔

اس ویک اینڈ پہ مسز ذولہ آسی کی برتھ ڈے ہے تو ہمیں انویٹیشن ملا ہے اور عیثا میری بزنس پارٹنر ہے تو جانا پڑے گا، آپ کو بھی انوائٹ کیا ہے تو جانا چاہیں گے تو بتا دیجئے گا، اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور عیثا سے شادی کے متعلق کیا سوچا تم نے؟

وہی جو پہلے سوچا تھا میری سوچ کو کوئی نہیں بدل سکتا، وہ مسٹر قیوم کی بات پہ سرد لہجے میں بولا اور پھر کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ناشتہ تو صحیح سے کمر لو، مسز قیوم نے کہا۔

بھوک مر گئی، وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر باہر نکلتا چلا گیا۔



Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 377
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

پھر طاہرہ بلوچ چلتی ہوئی کھڑے میں آکر کھڑی ہو گئی۔

جی تو مس طاہرہ کیا آپ کے بڑے سرکار نے آپ کو اغواء کیا تھا۔

جی نہیں، میں تو فرینڈز کے ساتھ ایک ٹور پہ گئی تھی اور میرے بابا سائیں کو لگا کہ شاہ میر شاہ کا یہ کام ہے تو انہوں نے یہ سب غلط فہمی میں کیا۔

سنا آپ نے یور آنر کہ ان کے والد کی غلط فہمی تھی اب اگر وکیل صاحبہ ان سے کچھ پوچھنا چاہتی تو پوچھ سکتی ہیں، وکیل دفاع نے کہا

جھوٹ کیوں بول رہی ہیں آپ مس طاہرہ، مشال نے ناگواری سے کہا۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی یہی سچ ہیں اور میرے والد صاحب سے آپ تصدیق کر سکتی ہیں، طاہرہ نے کہا۔

آپ کی کون سی فرینڈ کے ساتھ ٹور تھا پلیز زرا بتا دیں اور کس جگہ پہ آپ گئی تھیں،؟ مشال نے پوچھا۔

کالج کی فرینڈز تھی اور ہم لوگ سوات گئے تھے، طاہرہ نے کہا۔

سوات گئی تھیں آپ لیکن سوات میں پچھلے آٹھ دنوں سے لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے وہاں ہر قسم کے سیاح کا آنا جانا منع کیا گیا ہے تو آپ لینڈ سلائیڈنگ میں وہاں کیسے چلی گئی؟ مثال نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

وہ، وہ پھر ہم اس سے پچھلے علاقے میں ہی گھوم پھر کر آ گئے تھے، طاہرہ نے گڑبڑا کر کہا۔

اچھا، لیکن آپ کے کالج کے مڈ ٹرم کے ایگزیمز چل رہے ہیں اور آپ ان دنوں کالج سے غائب تھی، صرف آپ، باقی آپ کی سب کلاس فیلوز برابر حاضر تھی تو آپ اکیلی ہی ٹور کے لئے نکل گئی وہ بھی ایگزیمز چھوڑ کر؟

آپ کا اس سے کیا لینا دینا وکیل صاحبہ، وکیل دفاع نے کھڑے ہو کر کہا۔

میں اسی طرف آ رہی ہوں ایڈووکیٹ رانا صاحب، مشال نے مسکرا کر کہا اور پھر ایک نظر شاہ میر کو دیکھا جو کہ کافی مضطرب لگ رہا تھا۔

یور آنر مس طاہرہ کسی خوف کی وجہ سے جھوٹ بول رہی ہیں، مس طاہرہ ایک ٹاپر ہیں اور وہ اپنے کالج سے غائب ہو گئی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کالج فیلو مسٹر سفیان آسی نے ان کے گھر رشتہ بھیجا تو اسے بڑے سرکار نے بے شرمی کہہ کر اپنے قید خانے میں ڈال دیا اور جب پولیس تک یہ بات پہنچی تو طاہرہ کو واپس گھر چھوڑ کر ڈرایا دھمکایا اور عدالت میں جھوٹ بلوایا۔

وکیل صاحبہ آپ کو رائیٹر ہونا چاہئے تھا کہانی اچھی بنا لیتی ہیں، وکیل دفاع نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور آپ کے معزز کلائینٹ کو تو فلم میکر ہونا چاہئے تھا کیوں کہ ڈرامہ تو انہوں نے بھی اچھا رچا ہے، سچ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے شاید ان میں، مثال نے چبا چبا کر کہا۔

کام کی بات کریں تو بہتر ہیں، وکیل دفاع نے کہا۔

جی بالکل، یور آنر مس طاہرہ کا جھوٹ تو کھول دیا اور اب میں کھڑے میں شاہ میر شاہ کو بلوانا چاہوں گی، مشال نے کہا۔

شاہ میر لب بھیج کر اٹھ کر کھڑے میں آکر کھڑا ہو گیا۔

جی تو مسٹر شاہ میر آپ کے ہاں اگر کوئی لڑکا، لڑکی پسند کرتے ایک دوسرے کو تو اسے کاری کرنے کا رواج ہے کہ نہیں۔

آنجیکشنن یور آنر یہ کیسا سوال کر رہی ہیں وکیل صاحبہ؟ وکیل دفاع نے غصے سے کہا۔

کیس ہی یہی ہے یور آنر، اگر طاہرہ کا افیئر ثابت ہو جاتا تو وہ قید نہیں قبر میں ہوتی، مشال نے تلخ لہجے میں کہا۔

آنجیکشن اوور رول، جج نے کہا۔

جی تو مسٹر شاہ میر آج سے آٹھ سال پہلے آپ کی بہن نیناں شاہ نے کسی سے چھپ کر شادی کر لی تھی تو اس کی بار آپ نے کیا فیصلہ کیا تھا اور گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ وہ گاڑی سمیت کھائی میں گر گئی تھی اور ان کی لاش نہیں ملی آج تک تو اسے بھی آپ نے مارا تھا کیا؟ مشال نے کہا تو شاہ میر نے سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے یور آنر، وکیل دفاع بولا۔

یور آنر آج سے آٹھ سال تین مہینے اور بارہ دن پہلے مسٹر شاہ میر شاہ نے اپنی سگی بہن نیناں شاہ کو اپنے دادا اور چھو بھئی کے ساتھ مل کر راتوں رات مارنے کا ارادہ کیا اور مسٹر شاہ میر شاہ کی بیوی نے اسے بچا کر باہر نکالا تو انہوں نے اسے اور اس کے شوہر کو مروا دیا۔

بکو اس کر رہی ہو تم اور مجھے آج تک وہ دونوں نہیں ملے۔

اگر مل گئے ہوتے تو،؟

جان سے مار دیتا اور مجھے تو تمہیں بھی جان زے مار دینا چاہئے تھا، شاہ میر نے اس کی گردن دبوچ لی۔

آرڈر، آرڈر، جج صاحب چلائے۔

پھر لوگوں نے اسے بامشکل چھڑوایا تو مشال کھانستی ہوئی پیچھے ہی۔

مسٹر شاہ میر شاہ کو فوری ہتھکڑی ڈال کر ریوارڈ روم میں رکھا جائے اور عدالت کی کاروائی فی الحال یہی روکی جاتی ہے۔

مشال نے فاتحانہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر طاہرہ کا بازو دبوچ کر سامنے کیا۔

کیوں کیا تم نے ایسا؟

وہ، وہ مم، میں نہیں بتا سکتی، طاہرہ نے تڑپ کر کہا۔

پلیز طاہرہ ایسے ظالموں کے آگے سر مت جھکاؤ ہم ہے نا آپ کے ساتھ، سفیان نے کہا۔

طاہرہ کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ ابھر آئی۔

اور اگر کل شاہ خاندان نے آپ کے خاندان کو کچھ کر دیا تو؟ وہ نم لہجے میں بولی۔
، اوووہ سمجھ گئی میں، سفیان کے متعلق دھمکی دی ہے نا اس بڑے سرکار نے
مشال نے نفرت سے کہا۔

طاہرہ نے سر جھکا لیا۔

حق کے لئے تم اٹھی ہو مگر انصاف ان کئی لڑکیوں کو ملے گا جنہیں ناکردہ گناہوں
کی سزا دی گئی، ایک کام کر زبیر بلوچ صاحب ابھی میرے ساتھ چلیں اور ہم ان
دونوں کی کورٹ میرج کریں گے۔

یہ، یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ زبیر بلوچ گھبرا کر بولا۔

چمبہ میں چل کر بات کرتے ہیں بلوچ صاحب، مشال نے کہا اور پھر انہیں لے کر اپنے چمبہ میں آگئی۔۔

جی تو بلوچ صاحب کیا آپ کو سفیان آسی پسند نہیں ہے؟ مثال نے پوچھا۔

بہت پسند ہیں لیکن شاہ جی نے اگر انہیں نقصان پہنچا دیا تو؟

بلوچ صاحب ان شاہوں کو اپنی عزت بہت پیاری، اگر اس طرح آپ ان کی شادی کروائیں گے تو شاہ فیملی کا کوئی فرد ہاتھ نہیں ڈال پائے گا اور اگر سفیان یا اس کی فیملی کو نقصان پہنچایا تو کورٹ شاہ خاندان کے خلاف ایکشن لی گی، مثال نے کہا۔

واہ یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے، سفیان نے کہا۔

اپنی مدر کو فون کریں اور یہاں بلوائیں، کورٹ میرج ابھی ہوگی، مشال نے کہا۔

پھر کچھ دیر میں ذوئہ بھی وہاں پہنچ گئی، تھوڑی پس و پیش کے بعد وہ بھی راضی ہو گئے تھے۔

سفیان اور طاہرہ کی شادی سے فارغ ہو کر مشال نے اپنی نم آنکھوں کو مسلا اور مطمئن سے وہ عدالت سے باہر نکلتی چلی گئی۔



نیناں کچن میں مصروف تھی کہ اچانک عیشاء کے چلانے کے آواز آنے لگی تو وہ جلدی سے باہر نکلی۔

اس نے دیکھا اس کی بیٹی مشال اکڑ کر کھڑی تھی اور عیشاء اسے بے نقط سنا رہی تھی۔

کیا ہوا مسیم،؟ اس نے پاس جا کر پوچھا۔

تمہاری بیٹی نے میری جوتی خراب کر دی اور میں نے صاف کیا تو آگے سے کہتی کہ غلطی آپ کی تھی، سمجھتی کیا ہے یہ خود کو، نوکرانی کی بیٹی ہے مگر اٹیٹیوڈ ایسا ہے جیسے کہ کسی لینڈ لارڈ کی بیٹی ہو، عیثا چلائی۔

میں اس کی طرف سے معافی مانگتی ہوں اور میں صاف کر دیتی ہوں جوتے، نیناں نے کہا اور جھک کر اپنے ڈوپٹے سے اس کے جوتے صاف کئے۔

نوکرانی کی بیٹی ہو تو رانی بننے کی کوشش مت کرو اور سمجھاؤ اسے، عیثا نے چلا کر کہا۔

جی میں سمجھا دوں گی۔۔

مما کہہ رہی ہیں؟ عیثا نے پوچھا۔

جی پتا نہیں، نیناں نے جواب دیا۔

السلام علیکم "نیناں پلیز مجھے ایک گلاس پانی تو پلا دو، ذوئلہ نے کہا۔"

پھر ان کے پیچھے سفیان کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھ کر عیثا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

کون ہے یہ گنوار؟

بیوی ہے یہ میری اور پلیز سس آپ اس کے متعلق اس طرح کے الفاظ یوز مت کریں، سفیان کی بات پہ نیناں زور سے چونکی۔

کیا بھیا کیس ہار گئے، اس نے سوچا۔

یہ کیا کیا آپ نے مام، اس جاہل، گنوار کو اپنی بہو بنا لیا؟ ہماری سوسائٹی کیا سوچے گی؟ عیثا غصے سے بولی۔

بس کردو عیثا اور سفیان اور تمہیں کبھی میں نے کسی چیز سے منع کیا ہے اور سفیان کی پسند کو اپنا لیا اور میرے لئے میرے بچوں کی خوشیاں بہت امپورٹنٹ ہیں، ڈاکٹر ذوئلہ نے کہا۔

اووووہ گاڈ، ایس، اے کی فیمیلی آپ کی برتمھ ڈے پہ آنے والی ہے اور کیسے ملواؤں گی میں اس سے؟ عیشا بے چینی سے بولی۔

میں ملوا دوں گی تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں، اور نیناں آپ طاہرہ کو سیفی کے روم میں پہنچا دیں، ڈاکٹر ذوئلہ نے کہا۔

نیناں اثبات میں سر ہلا کر طاہرہ کو لے کر سفیان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ بلا جھجھک مانگ لینا، نیناں نے مسکرا کر کہا۔

آپ بھی سفیان جی کی بہن ہیں؟ طاہرہ نے پوچھا۔

نہیں میں اسی ولاکی ملازمہ ہوں، نیناں نے کہا۔

رعلى ليكن آٲ تو بهت خوبصورت هى تو ملازمه كيے ؟ طاہرہ حيران هوى۔

کیوں کیا خوبصورت لوگ ملازم نہیں ہوتے، نصیب اچھے ہونے کے لئے خوبصورت
صورت ہونا ضروری نہیں، بس آپ کے نصیب میں کسی کی آہ یا بددعا نہیں ہونی

چاہئے، مجھ جیسی لڑکیاں جو اپنوں کے اعتبار توڑ کر گھر کی دہلیز پار کرتیں تو زمانے کے قدموں کی ٹھوکروں میں آ جاتی ہیں، نیناں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

کیا مطلب؟

کچھ نہیں آپ آرام کیجئے میں زرا کچن کا کام دیکھ لوں، نیناں نے کہا اور باہر نکل کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

پھر وہاں سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آئی تو مشال رو رہی تھی۔

کیا ہوا میری جان؟ اس نے تڑپ کر پوچھا۔

مجھے اچھا نہیں لگتا جب آپ کو لوگ نوکرانی کہتے ہیں، وہ روتے ہوئے بولی۔

تو بیٹا نوکرانی گالی تھوڑی ہے، محنت کرتی ہوں اپنی بیٹی کے لئے اور اس کے لئے تو کوئی مجھے کچھ بھی بول دے فرق نہیں پڑتا، لیکن میری بیٹی کیا سوچتی اس بات کا فرق پڑتا ہے، نیناں نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

میری فرینڈز کہہ رہی تھی کہ تمہاری مما بہت خوبصورت ہے بالکل تمہاری طرح، اس کی معصومانہ بات پہ وہ مسکرا دی۔

آپ خوبصورت ہو مجھ سے بھی زیادہ، نیناں نے کہا۔

مما میرے نام کا مطلب کیا ہے؟

نہیں پتا مجھے آپ کے نام کا مطلب۔

تو پھر آپ نے کیوں رکھا؟ مشال منہ بسور کر بولی۔

آپ کو اللہ کے بعد جس نے زندگی دی تھی وہ تھی ایک مشال، آپ جیسی بہت نڈر اور سچ پہ ڈٹ جانے والی، تو میں نے ان کے نام پہ آپ کا نام رکھ دیا تاکہ آپ ان جیسی بنو۔

اووووہ تو آپ جس بہادر فیری کا بتاتی وہ مشال ہیں، وہ ایکسائیٹڈ لہجے میں بولی۔

جی ہاں، نیناں نے کہا۔

تو کیا کرتا میں، اس نے برسوں پرانی راکھ کا کریدا تھا تو آگ تو بھڑکنی تھی، اس نے جان بوجھ کر میری دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا شاہ زین، ایک بار مجھے باہر نکلنے دو اسے چھوڑوں گا نہیں، شاہ میر نے غصے سے کہا۔

اس نے تم کو بھڑکا کر کیس کی تاریخ ڈال دی، ماننا پڑے گا تمہاری بیوی کو، پہلے دن سے ہی خطرناک تھی اب تو خطرناک ترین ہو گئی ہے، شاہ زین نے مسکرا کر کہا۔

شاہ میر نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

پھر کچھ دیر بعد ان کا خاص ملازم پاس آیا۔

کیا ہوا دینو،!؟

سرکار وہ وکیل صاحبہ نے ان دونوں کی شادی کروا دی ہے، دینو کی بات پہ شاہ میر نے زور سے مٹھیاں بھیج لیں۔

یہ ٹھیک نہیں کیا اس نے، وہ تپ کر بولا۔

سائیں اب کیا حکم ہے؟

جاؤ یہاں سے تم، شاہ زین نے کہا تو وہ سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

پھر وہ باہر نکلا تو سامنے سے آتی مشال کو دیکھ کر تھم گیا۔

ہائے شاہ زین چلو تمہارے بھائی سے ملاقات کیونکہ اگر میں اکیلی اس کے سامنے گئی تو پھر سے بھڑک اٹھے گا اور سنبھالنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا اور تم تھوڑے سمجھ دار ہو تو اس لئے تم ساتھ چلو تو بہتر ہوگا، مشال کی بات پر وہ دھیما سا مسکرا گیا۔

ویسے بہت خوشی ہو رہی ہے آپ سے مل کر دوبارہ سے اور ہاں آپ کو ایسے دیکھ کر بہت خوش ہوں اور جو آپ کر رہی ہیں نا اس کے لئے تو اس سے بھی زیادہ خوش ہوں، کم از کم کوئی تو ہے جو بڑے سرکار سے ٹکر لے رہا ہے ورنہ گوٹھ

اسماعیل کے بڑے سرکار کے سامنے کوئی سر اٹھانے کی ہمت نہیں کرتا، شاہ زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

، کہیں اپنے بھائی کو اس طرح نیچا دکھا کر خود تو بڑے سرکار بننے کا ارادہ تو نہیں مشال نے طنزیہ انداز میں کہا۔

میں نے اگر بڑے سرکار بننا ہوتا تو بڑا ہونے کی وجہ سے میں ہی بنتا لیکن میں نے اس چیز کو چوز نہیں کیا کیونکہ مجھے بڑے سرکار بن کر دوسروں پر حکمرانی کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے، شاہ زین نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

حیرت ہو رہی ہے تمہارے منہ سے یہ باتیں سن کر ورنہ اس دن تم نے جس طرح مسکان کا ساتھ چھوڑا تھا تو اپنے اوپر یہ بات کو ثابت کر دیا تھا کہ تم بھی شاہ فیملی کی جھوٹی شان و شوکت کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، مشال نے اسے طنزیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

مسکان کو چھوڑنے کی وجہ یہ نہیں تھی بلکہ بڑے بابا کا احترام تھا اور شاید ڈر بھی اور آج بھی یہ ڈر برقرار ہی ہے، وہ افسردہ لہجے میں بولا۔

جو پیار کرتے ہیں نا وہ اپنے پیار کو یونہی نہیں چھوڑا کرتے اور کسی کا ڈر اور خوف ان کے قدموں ک نہیں روک سکتا جیسے آج سفیان آسی نے کیا، ارادے پختہ تھے اور محبت پہ بھروسہ تھا تو بڑے سرکار کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور آیا بھی کس کے پاس، شاہ میر شاہ کی دشمن جان کے پاس جو کہ پچھلے ایک سال سے کتنے کیس لڑ چکی اور ایک بھی نہیں ہاری، مثال نے مسکرا کر کہا۔

مجھے تو لگا تھا کہ بڑے سرکار ہے یہ بازی بنا کھیلے ہی جیت جائیں گے مگر آپ نے تو پانسہ پلٹ دیا مسز بڑے سرکار، شاہ زین نے مسکرا کر کہا۔

چلیں اب آپ کے بڑے سرکار سے ملاقات کر لیں، مثال نے کہا اور پھر وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

شاہ زین کے ساتھ مشال کو دیکھ کر شاہ میر کے دماغ میں لہو ٹھوکرے مارنے لگا تھا۔

تم یہاں کیا کرنے آئی ہو؟ وہ چیخ کر بولا۔

آواز نیچے مسٹر شاہ میر، میں یہاں صرف آپ کو یہ سمجھانے آئی ہوں کہ اب آپ زبیر بلوچ اور اس کی بیٹی کا پیچھا چھوڑ دیں تو بہتر ہی ہوگا کیونکہ زبیر بلوچ نے مکمل رضا مندی سے اپنی بیٹی کا ہاتھ سفیان آسی کے ہاتھ میں دے دیا ہے اب آپ کے لیے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے ہتھیار ڈال دیجئے اور ہم یہ کریں گے کہ کس کو، آپ کے حق میں کر دیں گے اور آپ کے خاندان کی مزید بدنامی بھی نہیں ہوگی لیکن اس کے لیے آپ کو یہ عدالت میں کہنا ہوگا کہ آپ کو زبیر بلوچ کی بیٹی کی شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور آپ کا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے

، اور آپ یہ بات ثابت کریں گے ان دونوں کی ولیمے میں شمولیت اختیار کر کے
مشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گا؟

مرضی ہے تمہاری، اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اپنے خاندان کی بدنامی میں
مزید اضافہ کرو گے، مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا میں اس کیس کو بڑھاتی ہی رہوں گی
اور تمہارے خاندان کی ایسی دھجیاں اڑاؤں گی کہ تم بلبلا اٹھو گے، مشال نے سرد
لہجے میں کہا۔

ایک بار مجھے اس جیل سے باہر آنے دو اپنے ہاتھوں سے زیرِ بلوچ اور اس کی بیٹی
اور اس کے شوہر کو ختم کروں گا اور اس کے بعد اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان
لوں گا، شاہ میر نے غصے سے کہا۔

سمجھاؤ اپنے بڑے سرکار کو کے بڑے سرکار دماغ سے کام لیتے ہیں جذباتی پن
ٹھیک نہیں ہوا کرتا، مشال نے شاہ زین کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہاں سے نکل
گئی۔

پلیز شاہ میر اس طرح غصے میں مت آؤ اور اپنے خاندان کی عزت کو بچانے کے لئے ہمیں یہ کرنا ہی ہوگا، تم نہیں جانتے ہو کہ بڑے بابا پر کیا بیت رہی ہے اور گھر کی خواتین تو رو کر اپنا حال کئے ہوئے ہیں، شاہ زین نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ٹھیک ہے یہ میں سب بڑے بابا کے لئے کروں گا لیکن اس کے بعد میں اس
مشال کو برباد کر دوں گا، شاہ میر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

شاہ زین نے گہرا سانس بڑا اور وہاں سے نکل گیا۔

پھر دو دن کے بعد شاہ میر کو عدالت نے رہا کر دیا اور زبیر بلوچ نے اپنا کیس واپس لے لیا تھا۔



منت گم صم سی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی، شاہ ولی کے ساتھ وہ یہاں آگئی اور بہت سارے سہانے سپنے بھی لائی تھی لیکن پچھلے پانچ دن سے وہ دشمن جان اسے ایک بار بھی نظر نہیں آیا تھا، آج چھٹی کا دن تھا مگر آج بھی صبح سے اسے نہیں دیکھا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد ملازمہ نے اسے ناشتے کی ٹیبل پر آنے کا کہا تو وہ سر جھٹک کر باہر نکلی تو ڈائننگ ٹیبل پر آج سب لوگ موجود تھے اور شاہ ولی بھی کرسی پہ بیٹھا تھا، اس کے سلکی بال ماتھے پہ گرے اسے مزید ہینڈسم بنا رہے تھے۔

السلام علیکم "اس نے اندر آ کر جھجھکتے ہوئے سلام کیا۔"

وعلیکم السلام "آؤ بیٹا ناشتہ کرو، زیبا نے کہا۔"

وہ سر ہلا کر شاہ ولی کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ گئی۔

بھیا آج منت کو شاپنگ کروا دینا کیوں کہ کل ہم لوگ سفیان آسی کے ولیمے پہ جا رہے ہیں سب، مثال کی بات پہ وہ شاہ ولی کو دیکھنے لگی۔

وہاں تو بڑے سرکار بھی تشریف لائے ہوں گے تو میرے خیال میں میرا نہ جانا ہی بہتر ہوگا، شاہ ولی نے ناگواری سے جواب دیا۔

آپ سے میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے جانا ہے یا نہیں بلکہ میں نے یہ آرڈر دیا ہے، مشال نے کندھے اچکا کر کہا۔

شاہ ولی نے گہرا سانس بھرا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

تم تیار ہو جاؤ پھر شاپنگ کے لئے نکلتے ہیں، شاہ ولی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

وہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔

پھر ناشتے سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے میں آئی اور اس نے مسکان کا دیا ہوا سوٹ زیب تن کیا، لائٹ پریل لانگ شرٹ کے ساتھ جینز کے ساتھ اس نے بالوں کا ڈھیلا کا جوڑا کیا اور چادر اوڑھ کر باہر نکلی تو شاہ ولی رف سے حلیے میں کسل مندی سے صوفے پہ نیم دراز تھا۔

وہ پاس آکر کھڑی ہوئی تو شاہ ولی نے ایک نگاہ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا
تھا مگر وہ شاید اسے محسوس کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

باہر آکر اس نے گاڑی کا فرنٹ ڈور اوپن تو منت چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

پھر وہ اسے لے کر وہ لکی ون پہنچا تو منت اتنا بڑا مال دیکھ کر حیران رہ گئی۔

پھر وہ اسے لے کر لفٹ ایریا میں آیا اور وہ اس کا ڈور خود ہی کھلتے بند ہوتے دیکھ
کر گھبرا گئی تھی۔

رک کی گئی ہو تم؟

کیا ہم اس کے اندر جائیں گے،؟ منت نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

ہاں، کیوں کیا ہوا؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

مم، مجھے ڈر لگتا ہے بند جگہ سے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

کچھ نہیں ہوتا، چلو میرے ساتھ، شاہ ولی نے اس کا ہاتھ تھاما اور لفٹ میں داخل ہو گیا۔

لفٹ کو جھٹکا لگا تو وہ چیخ مارتی شاہ ولی کے گلے لگ گئی۔

کچھ نہیں ہوا منت، ریلیکس۔۔۔ شاہ ولی کے گھمبیر لہجے پہ وہ آہستہ سے پیچھے ہوئی مگر شاہ ولی کا ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھا

سس، سوری، وہ آہستہ سے بولی مگر شاہ ولی کی قربت سے اس کی جان جا رہی تھی۔

پھر لفٹ کی تو دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

شاہ ولی کے ساتھ وہ ایک دوکان میں داخل ہوئی اور شاہ ولی کال اٹنڈ کرنے کے لئے ایک سائیڈ پہ چلا گیا تھا۔

کین آئی ہیلپ یو مسم؟ ایک لڑکی نے پاس آکر انگلش میں پوچھا تو منت نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

واٹ ڈو یو وانٹ سی مسم؟

کیا آپ اردو میں بات نہیں کر سکتی، مجھے انگلش نہیں آتی، منت نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

تو پھر کسی سستی مارکیٹ میں چلی جاتی یہاں کیا کرنے آئی ہو اور پیسے بھی ہیں کہ نہیں؟ اس لڑکی نے تحقیرانہ انداز میں کہا۔

جج، جی مم، میرے شوہر لائے ہیں، وہ نم لہجے میں بولی۔

جاؤ بی بی اپنا کام کرو، میرا ٹائم ضائع مت کرو۔

یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہیں آپ؟ تمیز نہیں ہے آپ کو، شاپ کے آنر کو بلواؤ، شاہ ولی نے پاس آکر سرد لہجے میں کہا۔

سر وہ یہ میڈم انگلش نہیں سمجھتی۔

تو انگلش نہیں آتی تو اسے آپ کی شاپ میں انٹری منع ہے کیا؟ اس کو انگلش نہیں آتی تو اس سے آپ نے یہ قیاس کر لیا کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے، اگر یہی معیار ہے امیری کا تو پھر تم یہاں سیلز گرل نہیں ہوتی، شاہ ولی نے دھاڑ کر کہا۔

کیا ہوا سر اپنی پرابلم؟ آنر نے پاس آکر کہا۔

آپ کی یہ لڑکی نے میری مسز کی انسلٹ کی ہے اور آپ تو مجھے جانتے ہی ہوں گے کہ میں دی ایس ڈبلیو ہوں، ڈی ہیون لینڈ ریسٹورنٹ کا آنر، تو یہ کھڑے کھڑے آپ کی شاپ خرید سکتا ہوں، شاہ ولی نے سرد لہجے میں کہا۔

سوری سر، ایکسٹریملی سوری۔۔

ابھی اور اسی وقت آپ اس لڑکی کو جاب سے نکالیں گے یا پھر میں اس مال کے
آنر سے بول کر آپ کی شاپ کو سیل کروا دوں گا۔

سر ابھی نکالتا ہوں اور آپ تشریف رکھئے، آپ کو جو چاہئے ہوگا ہم منگواتے ہیں، اور
خیام مس کرن کا حساب کتاب دیکھ لیں، آنر نے التجائیہ انداز میں شاہ ولی کہتے
ہوئے آخر میں اپنے ورکر سے کہا۔

ہممسمم ٹھیک ہے، چلو منت، شاہ ولی نے کہا۔

یپ، پلیز سر میرے ساتھ ایسا مت کریں، مجھے اس جاب کی بہت ضرورت ہے
منت کے کانوں میں اس لڑکی کی آواز ٹکرائی۔

پھر شاپنگ پوری کر کے وہ باہر نکلنے لگے تو منت کی نگاہ اس لڑکی پہ گئی جو کہ رو
رہی تھی۔

شاہ جی ایک بات کہنی تھی، اس نے شاہ ولی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

پپ، پلیز اس لڑکی کو معاف کر دیں اور دیکھئے نا وہ کتنا رو رہی ہے، پتا نہیں کس
مجبوری میں وہ یہاں جا کر رہی ہوگی، منت نے کہا۔

شاہ ولی نے گہرا سانس بھرا اور اس کا ہاتھ تھام کر آنر کے پاس چلا آیا۔

مس کرن کو جا ب سے مت نکالیں اور یہ میری مسز کی ریکویسٹ ہے، روتی ہوئی
کرن نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرانگی سے دیکھا۔

مس کرن آئندہ سے کسی سے انگلش میں بات مت کیجئے گا اور یہ پاکستان ہے
، یہاں اردو زبان کا نہ آنا شرمندگی کا باعث ہونا چاہئے نہ کہ انگلش، اور یہ پیسے رکھے
شاہ ولی نے پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ اس کی طرف بڑھائے۔

کرن نے تشکر بھری نگاہوں سے منت کو دیکھا۔

تھینک یو میم۔۔

کوئی بات نہیں، غلطیاں انسان ہی سے ہوتی ہیں، منت نے مسکرا کر کہا۔

چلیں اب،؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

تو وہ سر اثبات میں ہلا کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

آج شاہ ولی نے اس کے دل میں اپنی مزید جگہ بنالی تھی اور اس نے سوچ لیا تھا کہ اس کے شاہ جی اس کے پاس اگر نہیں آئیں گے تو وہ خود ان کی طرف بڑھے گی۔۔



آسی ولا میں آج رنگ و بو کا سماں تھا، مسز ذولہ کی برتھ ڈے کے ساتھ ساتھ آج ان کے بیٹے سفیان آسی کا ولیمہ بھی تھا۔

مسز ذولہ تیار ہو کر باہر نکلی تو نیناں کچن میں تھی۔

نیناں پارلر والی آنے والے ہوگی تو پلیر زرا اسے سیفنی کے روم میں لے جانا تاکہ طاہرہ کو تیار کر دے۔

جی اچھا ممیم، نیناں نے کہا۔

مسز ذوئلہ باہر آئی تو عیثا ان کے پاس آئی اور اس نے صالح کا بازو تھام رکھا تھا۔
ہائے پیپی برتھ ڈے مسز ذوئلہ، صالح نے کہا۔

تھینک یو بیٹے، کیسے ہیں آپ اور آپ پہلی بار ہمارے گھر آئے بہت خوشی ہوئی۔
صالح کے پرنٹس بھی آئے ہیں مام، آئیے ملوا دوں، عیثا نے کہا تو وہ سر ہلا کر
اس کے ساتھ چل دی۔

پھر وہ ان سے مل کر باقی لوگوں سے مل رہی تھی کہ ان کی نگاہ انٹرس سے داخل ہوتے شاہ میر پہ پڑی۔

مسز ذوئہ جلدی سے ان لوگوں کی طرف بڑھی۔

ہائے مسٹر شاہ میر۔

دوبارہ مل کر خوشی ہوئی آپ سے اور آپ کے بیٹے کی وکیل صاحبہ نہیں آئی کیا؟
شاہ میر کے سوال پہ ذوئہ ہولے سے مسکرا دی۔

آتی ہی ہوں گی، آپ تشریف رکھئے، ذوئہ نے کہا۔

یہ کون ہے مام؟

یہ بڑے سرکار ہیں اور یہ میری بیٹی عیثا آسی۔

نائس ٹو میٹ یو، شاہ میر کی طرف عیثا نے ہاتھ بڑھایا۔

غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا میں، شاہ میر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

کافی مغرور ہے یہ اور ہینڈسم ہونے کی وجہ سے ہی غرور ہے، عیثا نے ستائشی
لہجے میں کہا۔

لو مشال آگئی، ڈاکٹر ذوئلہ نے کہا اور تیزی سے ان کی طرف بڑھ گئی۔

عیشا نے اس خوبصورت آفت کو دیکھا جو کہ بلیک کلر کی ساڑھی میں بہت پروقار لگ رہی تھی۔

پھر مسز ذوئلہ اسے لے کر شاہ میر کے ٹیبل پہ آئی۔

ہائے بڑے سرکار، مشال کی آواز پہ وہ چونکا اور پھر اس سے نگاہیں ہٹانا بھول گیا۔

عیشا اور مسز ذوئلہ نے حیرانگی سے دیکھا۔

پھر وہ دونوں صالح کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد عیشا اور ذوئلہ کی نگاہ ڈانس فلور پہ کھڑی مشال پہ گئی، اس سے پہلے کہ وہ کسی اور کے ساتھ ڈانس کرتی کہ شاہ میر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کیا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے، کہیں بڑے سرکار کی نیت تو خراب نہیں ہو گئی اس حسین آفت پہ؟ عیثا نے استغزائیہ انداز میں کہا۔

یہ کیسی لینگویج یوز کر رہی ہو تم اور یہ دونوں میاں بیوی ہیں تو جتنا چاہے قریب آ سکتے، صالح کی بات پہ ان دونوں کو شدید جھٹکا لگا تھا۔

، یہ، یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ یہ دونوں تو ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں سفیان کا کیس اس لڑکی نے ہی تو لڑا۔

میں یہ سب نہیں جانتا مگر مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ شاہ میر شاہ مشال شاہ کا شوہر ہے، صالح نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

ویٹ آ منٹ تم یہ سب کیسے جانتے ہو؟ عیثا نے حیرانگی سے پوچھا۔

میں یہ سب اس لئے جانتا ہوں کیوں کہ مسٹر شاہ میر شاہ میرے سالے صاحب ہیں، وہ پھیکے سے لہجے میں بولا اور اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہونے لگی تھیں۔

یہ، یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ وہ بے یقینی سے کہا۔

ایکسیوزمی مجھے زرا واش روم جانا ہے، صالح نے کہا۔

ایک منٹ میں ملازم کو کہتی وہ آپ کو لے جاتا ہے، مسز ذوئلہ نے کہا تو صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



صالح نے واش روم میں آکر سگریٹ سلگایا اور ایک گہرا کش لیا، سگریٹ کے دھوئیں سے اس کے گلے میں خراش سی ہوئی تھی۔

پھر وہ کلی کر کے باہر نکلا تو وہ لاؤنج سے ہو کر گزر رہا تھا کہ سامنے زمین پہ بیٹھی ایک بچی کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا، اس کے چہرے پہ سخت جھلاہٹ تھی۔

ہائے بے بی، اس نے پاس جا کر کہا تو وہ چونک گئی۔

ہائے انکل۔، اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں کی کشش نے اسے اپنی طرف کھینچا، وہ آنکھیں وہی تھیں جو اس دشمن جان کی تھیں۔

کیا ہوا پریشان کیوں ہیں؟

مجھ سے یہ سولو نہیں ہو رہا اور ماما کچن میں بہت مصروف ہیں، وہ منہ بنا کر بولی۔

اووووہ اچھا، لائیے میں سمجھا دوں، صالح نے کہا۔

پھر وہ اسے جھک کر سمجھانے لگا۔

واؤ یہ تو بہت ایزی تھا، وہ ایکسائڈ لہجے میں بولی۔

تھینک یو، ویسے آپ یہاں گیسٹ ہیں کیا؟

جی بچہ، آپ کی عیثا آپی کے فرینڈ ہیں ہم، صالح نے کہا۔

عیشا مہم، وہ آپنی کہنے پہ بہت ناراض ہو جاتی ہیں۔

والے؟ صالح حیران ہوا۔

کیوں کہ وہ کہتی کہ نوکرانی کی بیٹی ہو تو رانی بننے کی کوشش مت کرو اور وہ بہت بری ہیں، مجھے مارتی بھی ہے اور میری ماما سے بہت کام لیتی ہیں، وہ افسردہ لہجے میں بولی۔

صالح کے ماتھے پہ سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

فرینڈ، صالح نے کہا۔

نو، نیور، میری ماما کہتی کہ اچھی لڑکیاں لڑکوں سے فرینڈشپ نہیں کرتی، کیوں کہ پھر ماں، باپ کے سر جھک جاتے ہیں اور رشتے بکھر جاتے ہیں، وہ تیز لہجے میں بولتی صالح کو حیران کر گئی۔

پھر کچھ دیر بعد وہ باہر نکلا تو عیشا کسی پہ زور زور سے چلا رہی تھی۔

تمہارے اندر عقل نہیں ہے، ناجانے تم دونوں ماں بیٹی نے میرے ڈریس
سینڈلز خراب کرنے کی قسم کھائی ہے، چلو اب اس ڈوپٹے سے صاف کرو میرے
سینڈلز، وہ چیخی۔

صالح کے ماتھے پہ ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

پھر وہی بچی تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اس لڑکی کو ہینگ کر لیا۔

آپ میری ماما سے ایسے بات مت کریں۔

تمہاری اتنی ہمت،؟ عیشا کا ہاتھ اٹھا اور ایک زوردار تمھپڑ اس کے منہ پہ پڑنے والا تھا کہ اس کی ماں نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

، مسمم، میں مشال کی طرف سے معافی مانگتی ہوں، اور میں ابھی صاف کر دیتی ہوں وہ کہہ کر جلدی سے زمین پہ بیٹھ گئی اور ڈوپٹے سے اس کا جوتا صاف کیا۔

وہ بچی روتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی تو وہ لڑکی بھی جلدی سے اس کے پیچھے بھاگی۔

صالح نے ناگواری سے عیثا کو دیکھا۔

میڈ ہے تمہاری مگر انسان بھی ہے، شرم آنی چاہئے تمہیں، صالح نے غصے سے کہا۔

اور پھر وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا سرونٹ کوارٹر کی طرف بڑھا۔

کیوں ماما، کیوں نہیں جا سکتے ہم یہاں سے؟ وہ بچی کے چلانے پہ رکا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو وہ لڑکی تیزی سے مڑی اور وہی لمحہ صالح کے سر پہ پہاڑ بن کر ٹوٹا تھا۔

وہ بچی کی ماں کوئی اور نہیں اس کا جنون، اس کی محبت نیناں تھی اور وہ بچی بلا شبہ صالح خیام آفندی کی اولاد تھی، جس کو وہ پچھلے آٹھ سالوں سے ڈھونڈ رہا تھا وہ ایک نوکرائی بن کر اس کی فرینڈ کے گھر رہ رہی تھی اور اتنی ذلت سہہ رہی تھی۔

نیناں کی آنکھیں بھی اسے دیکھ کر پھٹ گئی تھی۔

صالح تیزی سے مڑا اور بھاگتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔



شاہ میر چھوڑو مجھے سب دیکھ رہے ہیں۔

فرق نہیں پڑتا، شاہ میر نے اس کے رخسار پہ لب رکھتے ہوئے کہا۔

مشال کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔

تم حد سے بڑھ رہے ہو؟ وہ کانپتے لہجے میں بولی۔

حد پار تم نے کی ہے، شاہ میر نے اس کی کان کے لو کے قریب کہا تو اس کی گرم سانسوں سے وہ مضطرب ہو کر اس سے دور ہونے لگی تو شاہ میر نے اسے مزید قریب کر لیا۔۔

پھر کچھ دیر بعد شاہ ولی اس کی طرف بڑھا اور اسے کھینچ کر شاہ میر سے الگ کیا۔

شاہ ولی حد میں رہو۔۔۔

میری بہن سے دور رہو، شاہ ولی نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

ہاتھ ہٹاؤ شاہ ولی، شاہ میر نے غرا کر کہا۔

تم میری بہن کے قریب آئے تو کاٹ دوں گا، شاہ ولی نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔

تم سب کو دیکھ لوں گا میں اور تم منت شاہ کو لے جا سکتے ہو تو میں اپنی بیوی کو بھی لے جا سکتا ہوں۔

منت اپنی رضا مندی سے میرے ساتھ آئی ہے اور مستی تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی، تم ویسے بھی ایک قابل نفرت انسان ہو جو کہ اپنی بہن کو ہی مارنا چاہتا تھا اپنی نام نہاد عزت کی خاطر، شاہ ولی نے تلخ لہجے میں کہا۔

شاہ میر نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ گاڑی کو تیز رفتار میں چلاتا شاہ زین کے گھر پہنچا۔

سمجھتے کیا ہیں بہن، بھائی اپنے آپ کو، وہ اندر آتے ہوئے چلا کر بولا۔

کون سے بہن بھائی؟ شاہ زین نے حیرانگی سے پوچھا۔

یہی شاہ ولی اور مشال شاہ، شاہ میر کڑھتے ہوئے بولا۔

میں نے تمہیں سمجھایا بھی تھا کہ تم پلیز ان کے منہ مت لگنا مگر پھر بھی تم
الجمہ گئے ان سے، وہ جھلا کر بولا۔

، میں نہیں الجھا تھا، صرف اس مشال کو چھوا تھا تو اس کے بھائی کو آگ لگ گئی،
شاہ میر نے تیپ کر کہا۔

کسی بھائی کے سامنے اس کی بہن کو چھوؤ گے تو وہ بھائی کیسے برداشت کر سکتا ہے، سمجھنا چاہئے نا تمہیں۔

بیوی ہیں وہ میری اور اس پر ہر طرح کا حق رکھتا ہوں میں، شاہ میر نے تپ کر
کہا۔

غلط، ہم نے اپنی بیویوں کو دیا ہی کیا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم اپنا حق ان پر جتا سکے، میں مسکان سے پندرہ دن پہلے ہی مل چکا تھا اور اس کی اس قدر نفرت کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنے قدم پیچھے کر لئے، یہ سوچ کر اپنے قدم پیچھے لئے کہ

میں نے دیا ہی کیا ہے کہ میں اس پر حق جتاؤں، شاہ زین کی بات پہ اس کے
چہرے پہ سایہ سا لہا گیا۔

یہ تمہاری سوچ ہے مگر میری سوچ یہ ہے کہ میں اس پہ اب بھی ہر طرح کا حق رکھتا ہوں اور بہت جلد میں اسے اس بات سے آگاہ کروں گا، شاہ میر نے تلخ لہجے میں کہا اور پھر لمبے لمبے دنگ بھرتا وہاں سے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔



شاہ ولی نے مشال کی سستے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

اب مکھڑے شریف پہ بارہ کیوں بچے ہیں؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

،آپ کو شاہ میر سے اس طرح بدتمیز نہیں کرنی چاہئے تھی، بڑے ہیں وہ آپ سے
مشال نے کڑھ کر کہا۔

شاہ ولی نے گاڑی کی بریک پہ پاؤں رکھا تو گاڑی کے ٹائر زور سے چڑچڑائے۔
کیا چاہتی ہو تم مستی؟ جس شخص نے تمہیں درد دیا اس کی سائیڈ کیوں لے رہی
ہو۔

میں ان کے بڑے ہونے کی وجہ سے سائیڈ لے رہی ہوں، وہ جلدی سے بولی۔
رئیلی مگر اس کے قریب آنے پہ تمہارے چہرے کے تاثرات تو تمہارے پیار کی
داستان سنار ہے تھے، شاہ ولی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

مجھے کوئی بات نہیں کرنی پلینز، وہ جھلا کر بولی۔

شاہ ولی نے سرتاسف میں ہلاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

پھر وہ گھر پہنچ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹراؤزر پہن کر وہ باہر آیا تو منت کو دیکھ کر زور سے چونکا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

آپ کا کمرہ بہت خوبصورت ہے، وہ نگاہیں جھکائے بولی۔

تھینک یو، تمہیں چاہئے تو تم یہاں رہ سکتی ہو، شاہ ولی نے کہا اور اپنی شرٹ پہننے لگا پھر وہ موبائل اٹھا کر باہر نکلنے لگا تھا تو منت نے جلدی سے اس ہاتھ تھام لیا۔

وہ حیرانگی سے مڑ کر دیکھنے لگا۔

شاہ جی ہم ایک کمرے میں نہیں رہ سکتے کیا؟ وہ کانپتے لبوں سے پوچھنے لگی۔

شاہ ولی کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ ابھر آئی۔

کیوں، تمہیں تو وحشت ہوتی تھی نا میرے قریب ہونے سے اور تمہیں حویلی کی قید سے نکال دیا ہے اور اس سے زیادہ کیا دوں تمہیں؟

آپ چاہئے شاہ جی مجھے، وہ اس کے قریب ہو کر اس کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے
بولی۔

شاہ ولی نے اسے خود سے دور کیا۔

شاہ جی پلیز میں نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر، آپ کی قربت کے لئے برسوں تڑپی
ہوں اور دور نہیں رہ سکتی، وہ اس کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے تڑپ کر بولتی شاہ
ولی کو ساکت کر گئی۔

منت اپنے کمرے میں جاؤ، وہ اپنی منتشر ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے بولا۔

پلیز مجھے خود سے دور مت کریں شاہ جی، وہ تڑپ کر بولی۔

شاہ ولی نے اسے بازو سے کھینچ کر کھڑا کیا اور اسے کمرے سے باہر نکال کر کمرہ لاک کر لیا۔

شاہ جی پلینز میرے ساتھ ایسا مت کریں، وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے گڑگڑا کر بولی۔

منت جاؤ یہاں سے پلیز خدا کا واسطہ ہے تمہیں، اور ہو سکے تو شکل مت دیکھانا مجھے، شاہ ولی نے غرا کر کہا۔

پھر باہر خاموشی چھا گئی۔

شاہ ولی مضطرب سے کروٹ پہ کروٹ بدل رہا تھا۔

ایک پل کے لئے اسے نیند نہیں آئی تھی، جھلا کر اٹھ کر باہر نکلا تو دروازے کے پاس گٹھری بنی منت کو دیکھ کر اس کا دل ڈوبا، وہ پچھلے تین گھنٹوں سے دروازے کے باہر اتنی سردی میں ٹھنڈی زمین پہ لیٹی تھی۔

منت اس نے ہلایا تو اس کے جسم میں جنبش بھی نہیں ہوئی تھی۔

اس کا جسم تیخ ٹھنڈا ہوا تھا۔

شاہ ولی نے اسے گود میں اٹھایا اور اسے لاکر بیڈ پہ لٹایا اور کمرے کا ہیٹر آن کیا اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھ مسلنے لگا۔

پھر کمرے میں زرا گرمائش ہوئی تو منت نے اپنے بھاری پپوٹوں کو اٹھا کر اسے دیکھا اور حلق میں آنسوؤں کا گولا بن گیا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

ٹھیک ہو تم،؟ شاہ ولی نے بے قراری سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

سو جاؤ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی، شاہ ولی نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

پلیز مجھے آپ کے بازو پہ سر رکھ کر سونا ہے، اس کی معصومانہ فرمائش پہ شاہ ولی نے گہرا سانس بھرا اور پھر اس کے پہلو میں لیٹ کر اپنا بازو پھیلا دیا تو اس نے کندھے پہ سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

اس کی قربت پہ وہ کیسے خود پہ ضبط کر رہا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

پھر اس کے سونے کے بعد اس نے اپنے لب اس کے ماتھے رکھ دیئے اور آنکھیں موند لیں۔



نیناں کا دل آج نوحہ کناں تھا، وہ اس کی بربادی کا ذمہ دار شخص آج اس کے سامنے تھا اور بنا کچھ کسے چلا گیا۔

مما پانی دے دیں، مشال کی آواز پہ وہ زور سے چونکی۔

پھر اٹھ کر جگ میں سے پانی ڈال کر اسے پلایا اور اسے بانہوں میں لے کر رودی۔

صبح وہ اٹھی اور مشال کو تیار کر کے باہر نکلی تو رکشے والا پہنچ گیا تھا۔

بابا آج سکول پیرنٹس میٹنگ ہے تو آپ چھوڑ کر چلے جانا، میں پھر خود ہی گھر چلی جاؤں گی۔

جی اچھا بیٹا جی۔۔

پھر وہ میٹنگ انڈ کرنے کے بعد گم صم سی فٹ پاتھ پہ چلی جا رہی تھی کہ اس کے پاس گاڑی کے ٹائر چڑھ چڑھ گئے۔

اس نے چونک کر دیکھا تو اس میں سے صالح کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی۔

پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگی تو صالح نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تو وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور اس کا ہاتھ اٹھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا۔
صالح نے لب بھینچ کر سر جھکا لیا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی؟ وہ حلق کے بل چلائی۔

پلیز نیناں ایک بار میری بات سن لو۔

کوئی بات نہیں کرنی مجھے آپ سے اور آئندہ سے میرا راستہ مت روکے گا، وہ وارن کرتے ہوئے بولی۔

پلیز نیناں صرف ایک موقع، وہ تڑپ کر بولا۔

کوئی بات نہیں کرنی مجھے آپ سے، سنا آپ نے کوئی بھی بات نہیں، وہ چیخنی پھر اپنا سر تھام کر وہ زمین پہ گرتی چلی گئی۔



صالح بے چین سا ہاسپیٹل کے کوریڈور میں ٹھل رہا تھا۔

ڈاکٹر باہر نکلا تو وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

کیسی ہے میری مسز؟

بی پی بہت زیادہ ہائی ہے، لگتا کافی سٹریس میں ہیں وہ اور انہیں کوئی بھی صدمہ پہنچا تو ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے، ڈاکٹر کی بات پہ صالح نے لب بھیج لئے۔

پھر نیناں کے موبائل بجنے پہ اس نے بیگ سے موبائل نکالا تو بابا لکھا آ رہا تھا۔

اس نے کال رسیو کی۔

ہیلو نیناں بیٹا میری بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو مشال بیٹی کو سکول سے لے لیجئے گا۔

ہیلو میں مس عیثا کا فرینڈ ہوں اور نیناں جی کی طبیعت ناساز ہے تو آپ مجھے اسکول کا ایڈریس سمجھا دیں۔، صالح نے کہا۔

دوسری طرف سے ایڈریس بتایا تو صالح جلدی سے اسکول کے لئے نکل گیا۔
وہ وہاں پہنچا تو مشال سامنے ہی بیٹھی تھی۔

ہائے بے بی، اس نے پاس جا کر کہا تو وہ حیرانگی سے صالح کو دیکھنے لگی۔

ہائے انکل آپ یہاں کیسے؟ وہ بولی

،آپ کو لینے آیا ہوں، چلیں

نو، نیور، میری ماما کہتی کہ کسی اجنبی کے ساتھ کہیں مت جانا، میں بابا جی کے ساتھ ہی جاؤں گی اور ماما مجھے لینے آتی ہی ہوں گی، وہ اس سے تھوڑا دور ہو کر بولی۔

آپ کی ماما ہاسپیٹل ہے بچے؟ صالح کی بات پہ اس کا رنگ فق ہوا۔

کک، کیا ہوا میری ماما کو؟ وہ بے تابی سے بولی۔

آپ چلیں گی میرے ساتھ اپنی ماما کے پاس، صالح نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر وہ ہاسپیٹل پہنچا تو نیناں کو روم میں شفٹ کر دیا تھا اور میڈیسن کے زیر اثر وہ ابھی بھی سو رہی تھی۔

ماما پلیز مجھے دیکھے نا،؟ وہ روتے ہوئے بولی۔

بچے ماما بالکل ٹھیک ہے۔

اگر ماما کو کچھ ہو گیا تو میں کہاں جاؤں گی اور مجھے تو کوئی کام بھی نہیں آتا، اس کی بات پہ صالح نے تڑپ کر سینے سے بھینچ لیا۔

کچھ نہیں ہوگا آپ کی ماما کو؟ آپ ان کے لئے دعا کروں گی نا تو وہ ٹھیک ہو جائیں گی، صالح نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا۔

پھر نیناں نے کراہتے ہوئے آنکھ کھولی تو صالح کی گود میں بیٹھی مشال کو دیکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

آپ کس کے ساتھ آئی؟

انکل کے ساتھ، مشال نے جواب دیا۔

میں نے آپ کو کتنی بار سمجھایا ہے کہ کوئی اجنبی کچھ بھی کہے آپ سے آپ اس کے ساتھ نہیں جائیں گی، پھر کیوں آئی ان کے ساتھ؟ صالح اس کی اجنبیت پہ کڑھ کر رہ گیا۔

چلیں ہم ابھی گھر چلیں گے، وہ اٹھتے ہوئے بولی اور پھر سر تھامتے دیکھ کر صالح نے جلدی سے اسے تھام لیا۔

پلیز مجھ سے دور رہیں، وہ نم لہجے میں بولی۔

نہیں رہ سکتا اور مثال کو بھی بتاؤ نا کہ اس کا باپ کتنا گھٹیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ پہ اپنی ساری نفرت انڈیل دو، صالح نے بے قراری سے کہا۔

مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے؟

اوکے مت کرو مگر پلیز میں گھر ڈراپ کر دیتا ہوں، صالح نے تڑپ کر کہا۔

مثال نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

پلیز ماما چلیں جاتے ہیں نا، انکل بہت اچھے ہیں، مثال نے کہا تو صالح کو اپنی
نخت جگر پہ ٹوٹ کر پیار آیا۔

نہیں جانا مجھے۔

دیکھو نینو ضد مت کرو اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں آپ سے بالکل بات نہیں کروں گی، مثال نے رعب جمایا تو صالح ہولے سے مسکرا دیا۔

نیناں لب بھینچ کر رہ گئی۔

پھر وہ صالح کی گاڑی میں بیٹھ گئی اور مشال فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی بہت پر جوش تھی۔

آپ کو پتا ہے مجھے یہ بڑی بڑی گاڑیوں میں جانے کا بہت شوق ہے، کاش کہ میرے بھی بابا ہوتے بالکل آپ جیسے، وہ خم لہجے میں بولی۔

صالح نے مراد سے پیچھے بیٹھی نیناں کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔

صالح کا اندر گھبراہٹ ہوئے لگا۔

کسی ریسٹورنٹ میں چلیں۔۔

نہیں مجھے گھر جا کر کھانا تیار کرنا ہے، وہ جلدی سے بولی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے خود ہی بنا لیں گے وہ لوگ، صالح نے کہا۔

نوکرائی ہوں میں کوئی رانی نہیں، وہ تلخ لہجے میں بولی۔

(تنہن کے ری مان توہان کی راٹ می بٹائیٹ لاء تیار آہیان تو (میں تمہیں رانی بنانے کے لئے بالکل تیار ہوں، اس نے سندھی لہجے میں کہا تو نیناں کے چہرے پہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

سندھی کب سیکھی؟ وہ مرر سے باہر دیکھتے ہوئے بولی۔

(توہان جی پیار توہان کی سکیو (تمہارے عشق نے سیکھنے پہ مجبور کر دیا، وہ آہستگی

سے بولا۔

نیناں نے غصے سے اسے دیکھا تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

پھر وہ ایک جوس کارنر پہ رکا تو نیناں غصے سے تلملا گئی مگر مشال کو اتنا خوش دیکھ وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔

پھر جوس پلانے کے بعد اس نے انہیں آسی ولا کے سامنے اتارا اور زن سے گاڑی اڑاتا آفس پہنچا۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب عیثا اندر داخل ہوئی۔

کیا بات ہے محترم آج صبح سے غائب تھے اور فون بھی نہیں اٹھا رہے تھے، عیثا نے اندر آتے ہوئے کہا۔

ہاں بہت ضروری کام میں بڑی تھا خیر تم سے ایک بات کہنی تھی؟

،،،،، ہاں بولو

مسکان ہاسپٹل سے نکلی تو سامنے شاہ زین ہمیشہ کی طرح گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔

اسے دیکھ کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

آج تو اس سے پوچھ کر ہی رہوں گی کہ اس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے، وہ تلملا کر اس کی گاڑی کی طرف بڑھی اور اس کی گاڑی کے پاس جا کر اس کی گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔

نکلیں باہر، وہ لال بھوں چہرے کے ساتھ بولی۔

وہ چپ چاپ باہر نکل آیا۔

کیا، مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ کیوں روز آتے ہیں یہاں اور مجھے دیکھ کر گاڑی میں بیٹھ جاتے ہیں۔

کیا کروں، دل نہیں مانتا بس تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب رہتا ہے اور تمہاری وہ ایک جھلک اگلے چوبیس گھنٹے کے لئے کافی ہو جاتی، تمہیں مجبور تو نہیں کر رہا نا صرف تمہیں دیکھنے آتا ہوں اور اتنا تو مجھے حق دے دو، وہ گھمبیر لہجے میں بولتا مسکان کا دل دھڑکا گیا۔

انتہائی فضول انسان ہیں آپ، وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

جیسا بھی تمہارا ہوں، وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

شٹ اپ اور بات مت کریں مجھ سے، وہ تپی۔

تم خود ہی بات کرنے میرے پاس آئی ہو، وہ مسکرا کر بولا۔

مسکان نے پیر پٹھے اور اپنی سکوٹی کی طرف بڑھ گئی۔

پھر گھر پہنچ کر وہ مضطرب ہی رہی تھی دل چاہ رہا تھا کہ اس سے بات کرے مگر دماغ ضد پہ اڑا تھا۔

پھر خود سے لڑتے لڑتے وہ سو گئی اور صبح جب وہ ہاسپیٹل پہنچی تو کافی گہما گہمی تھی۔

کیا ہوا مرحہ، اس نے ریسپشن پہ آکر پوچھا۔

ڈاکٹر مسکان وہ دو بھائیوں کو لایا گیا ہے کل ان کی گاڑی پہ فائرنگ ہوئی اور ان کے تین گارڈز مر چکے ہیں اور دونوں بھائی کافی زخمی ہے۔

اوہووو سو سیڈ۔۔

ویسے ان میں سے ایک شخص وہی تھا جو اس دن آپ کا بیگ دیا تھا۔ مرحہ کی بات پہ مسکان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

وہ تیزی سے ایمر جنسی وارڈ کی طرف بھاگی، وہاں کوویڈور میں کھڑے بڑے تایا اور چھوٹے تایا کو دیکھ کر اس کا دل ڈوب گیا۔

وہ الٹے پاؤں مڑی اور تیزی سے باہر نکل گئی، آنسو اس کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے شاہ ولی کا نمبر ملا یا۔

،،، یس گڑیا

بھ، بھیا، وہ، وہ، اتنا بول کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

گڑیا کیا ہوا ہے یار اور رو کیوں رہی ہو، شاہ ولی نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ شاہ، شاہ زین اور شاہ میر بھائی کو کسی نے مارنے کی کوشش کی ہے، اس نے روتے ہوئے کہا۔

واٹ،؟ اور تمہارے ہاسپیٹل ہیں کیا؟ شاہ ولی نے پوچھا۔

جی بھیا۔

اچھا رو مت، میں ابھی آتا ہوں، شاہ ولی نے کہا۔

پھر وہ تیزی سے مڑی اور وہ ایمر جنسی وارڈ کے پاس پہنچی تو بیلا تیر کی مانند اس پہ جھپٹی تھی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی،؟ بیلا چلائی۔

ڈاکٹر مسکان نام ہے میرا اور اس ہاسپٹل میں جاب کرتی ہوں، مسکان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

بیلا نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔

، مسکان سر جھٹک کر واپس مڑ گئی اور اپنے روم میں آکر ٹیبل پہ سر رکھ کر رودی، اس کا رواں رواں شاہ زین کی زندگی کے لئے دعا کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد دروازہ ناک ہوا اور شاہ ولی اندر داخل ہوا تو وہ بھاگ کر اس کے سینے لگ گئی۔

اے پاگل ڈاکٹر رونا تو بند کرو اور بتاؤ وہ دونوں کیسے ہیں؟

وہ بہت سیریش ہیں بھیا اور بیلا پھوپھو ملنے نہیں دے رہی، وہ سوں سوں کرتے ہوئے بولی۔

اوہووو ایک تو یہ بیلا پھوپھی مر کیوں نہیں جاتی،؟ وہ تلملا کر بولا۔

بھیا ساس ہیں آپ کی، مسکان نے ناگواری سے ٹوکا۔

اووووہ شٹ میں تو بھول ہی گیا تھا، وہ ماتھے پہ ہاتھ مار کر بولا۔

چلو میں منت کو باہر بیٹھا کر آیا ہوں اور اسے لے کر ملنے جاتا ہوں کیونکہ مجھے تو ملنے ہی دیں گے، شاہ ولی نے کہا۔

تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



شاہ ولی منت کے پاس آیا جو کہ گھبرائی سی ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

چلیں منت۔۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں شاہ جی؟ منت نے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

وہ دراصل شاہ زین اور شاہ میر کو کسی نے گولیاں مار دی تھیں تو ان دونوں کی حالت بہت زیادہ خراب ہے تو میں انہیں کاپتا لینے آیا تھا اس لئے سوچا کہ تمہیں بھی ساتھ لے جاتا ہوں تاکہ تم بھی حال احوال پوچھ لو، شاہ ولی نے بتایا تو منت کا رنگ زرد ہو گیا۔

اب، اب کیسے ہیں وہ دونوں؟ منت نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

ابھی تو جا کے دیکھتا ہوں تو پتہ چلے گا ناکہ وہ دونوں کیسے ہیں مجھے کوئی آئیڈیا نہیں ہے فی الحال۔۔

تو پھر جلدی چلے نا اور گھر والے تو کتنے پریشان ہوں گے اور بڑے بابا تو ویسے ہی بہت پریشان رہتے ہیں ان کی حالت پہلے ہی اتنی خراب ہے، منت روہانسی ہو کر بولی۔

اچھا کچھ نہیں ہوگا تم پلیز خود کو سنبھالو، شاہ ولی نے کہا اور پھر اسے لے کر وہ ایرجنسی وارڈ کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جب وہاں پہنچا تو بیلا نے ناگواری سے دیکھ کر سر جھٹکا۔

السلام علیکم ، ماں کیسے ہیں وہ دونوں؟

تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ دونوں کیسے ہیں تم تو چلے گئی ہو نائیناں کی طرح ہمیں رسوا کر کے اور اب تمہارا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں ہے، بیلا نے نے کہا۔

منت نے بے بسی سے شاہ ولی کو دیکھا۔

ہم سب کا آپ سے تعلق ہے پھوپھو مگر آپ ہی کو شوق ہے ہمیشہ رشتہ ختم کرنے کا کبھی کسی کو مروانا ہے تو کبھی رشتوں کو مارنا ہے یہی سب کرنا آتا ہے نا آپ کو، اصل فساد کی جڑ تو آپ ہیں حویلی میں، آپ کو بہت شوق ہے دوسروں پر حکمرانی کرنے کا، وہ بھی شاہ ولی تھا کہاں چپ رہ سکتا تھا تو اس کے منہ میں جو آیا وہ بولتا چلا گیا۔

بیلا کا غصے سے سے چہرہ بگڑ گیا۔

تم اپنی اوقات میں رہا کرو؟

میں اپنی اوقات میں رہ کر ہی بات کرتا ہوں مگر آپ ہمیشہ اپنی حدود کو بھول جاتی ہیں، اس اتنے غم کے موقع پر بھی آپ کو صرف اپنی انا عزیز ہے، اور آپ بڑے بابا اس وہیل چیئر پر بیٹھے ہیں مگر ابھی بھی آپ کو ہوش کے ناخن نہیں آئے کب تک ان نفرتوں کے چلتے ہم ایک دوسرے کو اسی طرح دکھ دیں گے کب تک ہم یوں ہی ایک دوسرے کو توڑیں گے، آپ نے ہمیشہ ہم سب کو درد دیا، یاد ہے نا آپ کو کہ ایک بار حویلی میں ہم آپ سے کچھ پیسے مانگنے آئے تھے تو تب آپ لوگ نے خیرات ڈالی تھی تو اگر آپ لوگ ہمیں پیسے دے دیتے تو اس وقت آپ کا ایک پوتا اس دنیا کو چھوڑ کر نہ جاتا، اس طرح ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے ہو کر، اپنوں کی سانسوں کو گننا کتنا تکلیف دہ لمحہ ہوتا ہے یہ ہم نے دیکھا ہے بڑے بابا شاہ ولی کا گلا رندہ گیا۔

چھوڑیے انہیں شاہ جی، یہ سب بے حس لوگ ہیں انہیں درد نظر نہیں آتا کسی کا، برسوں سے میری آنکھوں میں ٹھہرا ہوا انتظار میری اپنی ماں کو نظر نہیں آیا تھا

جن کی منتوں مرادوں کی مانگی ہوئی اولاد تھی، اور نہ ہی شاہ زین اور شاہ میر بھائی کی آنکھوں کا درد ان کو نظر آیا جس درد کو وہ چھپائے زندگی کو صرف کھینچ رہے ہیں جی نہیں رہے اور دعا کیجئے کہ وہ دونوں مر جائیں کم از کم کئی زندگیاں جو رک گئی وہ چل اٹھیں گی اور درد ختم ہو جائیں گے، منت بولنی یہ آئی تو اس نے الفاظ کے ایسے تیر چلائے کہ سب کے دل چھلنی ہو گئے تھے۔

پھر وہ روتی ہوئی شاہ ولی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔



نیناں نے اپنے گھومتے سر کو تھاما اور پھر لاؤنج کی طرف بڑھ گئی تاکہ مسز ذوئلہ سے کہہ سکے کہ کھانا لگ چکا ہے۔

وہ اندر داخل ہوئی تو صالح کو عیثا کے اتنا قریب دیکھ کر اس کے قدم تھم گئے اور اسے آج پتا لگا تھا کہ عیثا جس شخص پہ فدا تھی وہ صالح تھا، یہ سوچتے ہی اس کا دل ڈوب سا گیا تھا۔

کھانا لگ گیا ہے میم؟ اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پاس آکر کہا۔

اوکے چلیں کھانا کھاتے ہیں صالح بیٹے، ذوئلہ نے کہا۔

صالح اسے دیکھتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

نیناں کھانا سرو کرنے لگ گئی۔

اپنے پیرنٹس کو بھی لے آتے تو رشتے کی بات ہو جاتی تمہارے اور عیثا کے، ذوئلہ کی بات پہ نیناں کے ہاتھ کانپ گئے اور پانی چھلک کر صالح پہ گرا۔

جاہل، گنوار عورت نا جانے تمہیں کب ڈنگ آئے گا، عیثا نے دھاڑ کر کہا تو نیناں کا پورا وجود کانپ گیا تھا، اس کا بی پی ہائی ہونے کی وجہ سے آج اونچی آواز بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

اب جاؤ دفع ہو جا کر کپڑا لاؤ اور صاف کرو، عیثا چلائی۔

نیناں نے صالح کی طرف دیکھا جو کہ اپنی مٹھیاں بھینچے ضبط کی انتہا پہ تھا۔

نیناں بوجھل دل کے ساتھ مڑی اور اس کا سر گھوما اور اس نے سہارا لینے کے لئے دیوار کا سہارا لینا چاہا مگر دیوار کے ساتھ پڑی میز پر رکھے گلدان پر اس کا ہاتھ لگا اور چھنا کے سے وہ گلدان ٹوٹ گیا۔

یونچ، بلائڈ ہو تم جو دیکھ کر نہیں چل سکتی تھی اتنا مہنگا گلداں توڑ ڈالا، عیشتا تیر کی
مانند اس پہ جھپٹی اور اس کے منہ پہ ایک کس کا تھپڑ مارا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے
گری۔

صالح تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ اٹھا اور ایک

زوردار تمہپر عیثا کے منہ پہ مارا اور پھر جھک کر نیناں کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔

نیناں کو اس سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔

اور عیثا، مسز ذوئلہ بے یقینی سے سب دیکھ رہیں تھی۔

صالح نے اسے جلدی سے کرسی پہ بیٹھایا۔

کہیں چوٹ تو نہیں لگی نا؟ صالح نے اس کو چہرہ ہاتھوں میں بھرے بے تابی سے

پوچھا۔

اوووووہ تو تم پر میری حسین ملازمہ کا جادو چل گیا، اور ایسا کیا پڑھ کر پھونکا ہے اس

نے تم پہ، اس دن بھی بڑی سائیڈ لے رہے تھے اور اس دوٹکے کی لڑکی کی وجہ

سے تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔

دو ٹکے کی لڑکی نہیں ہے یہ، بیوی ہے یہ میری، وہی میرا عشق اور جنون جسے میں آٹھ سال چار مہینے بیس دن سے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا، میرے نام نہاد انتقام نے حویلی میں شہزادیوں کی طرح رہنے والی کو آپ کے اس معمولی سے بنگلے کی ملازمہ بنا ڈالا، اس کے بھائی سے تو ملی چکی ہے آپ مسز ذولہ، اور اپنی بہو سے بھی پوچھ لیجئے کہ یہاں پر جتنا یہ کالونی کا رقبہ ہے نا اس سے بڑی ان کی حویلی ہے، اپنی بھائی کی گریبا جس کے پاؤں تلے گلاب نبچتے تھے آج اس کے پاؤں میں ٹوٹی جوتی ہے، جس کی ایک پکار پہ کئی ملازمائیں آکر کھڑی ہو جاتی تھی وہ آج خود کسی کی ملازمہ بنی میری وجہ سے، صالح کی آواز بھینگ گئی۔

مسز ذولہ اور عیثا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

نیناں کی سسکاری پہ وہ چونکا اور بے تاب سے اپنے لب اس کی بھگی پلکیں پہ رکھ کر اسے ساکت کر گیا۔

نیناں ایک جھٹکے سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

نیناں پلیز لیسن، وہ تڑپ کر اس کے پیچھے بھاگا تھا۔



مسز ذوئلہ نے زارو قطار روتی اپنی لاڈلی کو دیکھا۔

عیشا بچے میں نے ہمیشہ آپ کو سمجھایا کہ آپ ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہیں مگر آپ نے میری ایک نہیں سنی اور خود کو آپ برباد کرتی چلی گئی۔

مم، ماما جس پیار کو دیکھنے کے لئے میں تڑپ رہی تھی آج صالح کی آنکھوں میں اپنی نوکرائی کے لئے پیار دیکھا میں نے، کیوں ماما، آخر کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا، وہ تڑپ کر بولی۔

وہ نوکرائی نہیں ہے وہ بڑے سرکار کی بہن ہے اور صالح کی بیوی ہے، مسز ذولہ کی بات پہ وہ چونکی۔

صالح نے بتایا تھا کہ اس کا بھائی اسے مارنا چاہتا تھا، عیسا نے کہا۔

ہاں، جب یہ مجھے ملی تھی تب اس نے اپنا بتایا تھا مجھے کہ اس کے بھائی نے اسے مارنے کی کوشش کی اور اس کی بھابھی نے اسے بچا کر وہاں سے بھگا کر اس کے شوہر کے ساتھ بھیجا مگر اس کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا تھا، اور دیکھو آج سالوں کے بعد یہ راز کھلا تو پتہ چلا کہ وہ شخص جس نے اسے چھوڑا تھا وہ تمہارا ہی دوست تھا، بیچاری نے زندگی میں بڑے دکھ دیکھے ہیں، مسز ذوئلہ نے کہا۔

آپ اس کے لئے ہمدردی پر رکھ رہی ہیں جس سے میں نفرت کرتی ہوں اور میں اسے صالح کی زندگی میں واپس نہیں آنے دوں گی میں اس کے متعلق اس کے بھائی کو خبر دوں گی وہ اسے جان سے مار دے گا، مسز ڈوئلہ عیثا کی بات پہ ساکت ہو گئی۔

تم ایسا کچھ نہیں کروں گی عیثا، اور اسے مروا کر تم صالح کی زندگی سے نکال سکتی ہو اس کے دل سے نہیں، ابھی سے کچھ دیر پہلے اسے نیناں کا دروازہ کھٹکھٹاتے گڑگڑاتے دیکھ کر آئی ہوں، اس کی یہ دیوانگی بتاتی ہے کہ اگر اب کی بار نیناں اس سے دور ہوئی تو جی نہیں پائے گا، دیکھو عیثا ہم کسی سے کسی کو چھین کر خود بھی، بے چین رہتے ہیں، اگر تمہیں صالح سے سچا پیار ہے تو اس کی خوشی کو دیکھو بچے، اس کی خوشی نیناں ہے تم نہیں، مسز ذوئلہ کی بات پہ عیثا سر جھکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اب اس کے متعلق اچھی طرح سوچو اور اس کے بعد تمہیں جو کرنا ہے وہ کرنا لیکن کسی کو درد مت دینا، مسز ذوئلہ نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گئی۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پہ ناشتہ لگاتی نیناں کو دیکھ کر مسز ذوئلہ کی آنکھیں نم ہو گئی۔

پھر عیثا کو نیچے اترتے دیکھ کر وہ چونکی۔

عیشا اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

بہت خوش نصیب ہو تم کہ تم صالح کی بیوی ہو، عیشا کی بات پہ نیناں کے چائے بناتے ہاتھ تھم گئے۔

بہت بد نصیب ہوں میں میم کہ میں صالح کی جھوٹی محبت میں اپنے پیچھے کئی سچی محبتیں چھوڑ آئی، جب سے صالح کے لئے گھر سے قدم رکھا تو جن پاؤں میں گلاب کی پتیاں بچھتی تھی انہیں پیروں میں کانٹے بچھ گئے، جب صالح کا نام جوڑا تو معلوم نہیں تھا کہ ایک رشتہ بناتے کتنے رشتے کھودئے میں نے، مجھ جیسی لڑکیاں نشانِ عبرت ہیں، میں تو دنیا کی ہر لڑکی کو چیخ چیخ کر بتانا چاہتی کہ کبھی کسی غیر محرم کی محبت میں اپنے محرم رشتے مت کھونا کیونکہ یہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے، آپ ایک کام کریں صالح لے لیں مجھ سے بس مجھے میرے وہ لمحے لٹا دیں جب میں گھر میں کئی گاڑیاں کھڑی ہونے کے باوجود اپنے بھائی کے کندھوں پہ بیٹھ کر گاؤں کی سیر کیا کرتی تھی، جب گھر میں کئی ملازمائیں ہونے کے باوجود میری ماں مجھے خود

،اپنے ہاتھوں سے کھلاتی، پلاتی اور چمپی کیا کرتی تھی، کیا لٹا سکتی ہیں آپ وہ لمحات
نیناں نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

مسز ذولہ نے عیشا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

تم بہت صبر والی ہو نیناں، اپنے صالح کے ساتھ جاؤ وہ تمہاری زندگی کی ہر محرومی کو دور کر دے گا، عیثا نے خم لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

مسز ذولہ کا چہرہ اس کی بات پہ کھل اٹھا تھا۔

چلو اب یہ سارے کام چھوڑو میری پارلر والی پہنچنے والی ہوگی تو وہ تمہاری تھوڑی سی تراش خراش کرے گی اور شام کو صالح تمہیں اور تمہاری بیٹی کو لینے آئے گا، عیشا کی بات پہ نیناں نے زور سے لب بھینچ لئے۔

میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔

ضد مت کرو بچے، اپنی بیٹی کے لئے ہی چلی جاؤ، ایک باپ کے بنا بچوں کو پالنا بہت مشکل ہوتا ہے میری جان، اور بچے بھی ہمیشہ اپنے ماں باپ کو ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں، کل رات مثال پہ یہ حقیقت کھلی ہے کہ صالح اس کے بابا ہیں تو اس کا دل اپنے بابا کے ساتھ کی تمنا کر رہا ہوگا، مسرِ ذوئلہ نے کہا۔

نیناں نے تذبذب انداز میں سر ہلا دیا۔



کدھر گئے تھے آج آپ لوگ؟ مشال نے چکن پیس پلیٹ میں نکالتے ہوئے سے پوچھا۔

ہاسپیٹل، شاہ ولی نے مختصر جواب دیا۔

مشال تیزی سے ایرجنسی وارڈ کی طرف بڑھی۔

ارے میڈم کہاں گھسی جا رہی ہیں آپ، یہاں اجنبی نہیں آسکتے، ایک نرس پاس آکر بولی۔

شوہر ایڈمٹ ہیں میرے یہاں، مسٹر شاہ میر شاہ، اور آپ مجھے روکیں گی میرے شوہر سے ملنے سے، وہ بھڑک اٹھی۔

دیکھئے میم ایم سوری، مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ مسٹر شاہ میر کی وائف ہیں، نرس نے گھبرا کر کہا۔

کوئی بات نہیں، یہ بتائیے کہ کیسی طبیعت ہے ان دونوں بھائیوں کی؟

مسٹر شاہ زین تو خطرے سے باہر ہیں مگر آپ کے شوہر ابھی بدستور بے ہوش ہیں اور اگلے چوبیس گھنٹے تک انہیں اگر ہوش نہ آیا تو وہ کوما میں جا سکتے ہیں، نرس کی بات پہ اس کا دل ڈوبا۔

وہ تیزی سے شاہ میر کے بیڈ کی طرف بڑھی۔

بازو، پیٹ اور سینے سر پہ پٹیاں بندھی تھیں۔

اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دبائی اور پھر اس کے بیڈ کے کنارے بیٹھ کر اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے لب اس کی ہاتھ کی پشت پہ رکھ دیئے۔

وہاں موجود نرسز دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

شاہ جی پلیز آنکھیں کھولے نا، آپ یوں لیٹے اچھے نہیں لگتے ہمیشہ تو لڑنے مرنے کو تیار رہتے ہیں مجھے دیکھ کر اور آج یوں خاموش لیٹے ہیں، وہ اس کے کان کے پاس جھک کر نم لہجے میں بولی۔

پھر اس نے اپنی لب اس کے پیٹ لگے ماتھے پہ رکھ دیئے۔

شاہ میر کے ہاتھ میں جنبش ہوئی۔

، اوووہ مائی گاڈ انہوں نے موو کیا اور یہ دیکھا سکیں تم نے یہ ہوش میں آرہے ہیں
واؤ میم یہ لگتا بہت محبت کرتے ہیں آپ سے، وہ نرس ایکسائیٹڈ لہجے میں بولی۔

مشال کے ہونٹوں میں پھسکی سے مسکراہٹ چھا گئی۔

پھر ڈاکٹر نے آکر تسلی بخش چیک اپ کیا اور اس کے خطرے سے باہر ہونے کی نوید سنائی تو وہ تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

گھر پہنچی تو شاہ ولی اور باقی سب لاؤنج میں ہی ٹھل رہے تھے۔

سب ٹھیک ہے نا آپ؟ مسکان نے بے چینی سے پوچھا۔

ہاں شکر اللہ کا اور صبح خبر لوں گی جا کر اب، مشال نے کہا۔

کیا ضرورت تھی جانے کی اور وہ لوگ کسی کا لحاظ نہیں کرتے، شاہ ولی جھلا کر بولا۔

ڈونٹ وری میں بھی ہر لحاظ بھول جاتی ہوں، فی الحال تو اس وقت کسی کے منہ نہیں لگی تو کل دیکھتے ہیں کہ کون کتنے پانی میں ہے، وہ اطمینان سے بولی۔

تم کبھی نہیں سدھر سکتی، شاہ ولی نے ماتھا مسلا۔

میرا بھی یہی خیال ہے، وہ مسکرا کر بولی اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔



شاہ میر نے آنکھ کھول کر ارد گرد دیکھا۔

کیسے ہو بیٹے، بڑے بابا نے پوچھا۔

ٹھیک ہوں بڑے بابا، پلیز مجھے گھنٹن ہو رہی ہے یہاں تو مجھے گھر جانا ہے، وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

ارے کیا کر رہے ہو آپ سر اتنے زخم ہے آپ کے، نرس نے جلدی سے کہا۔

یہ اتارو پلیز، وہ اپنے ہاتھ پہ لگی ڈپ کی سوئی دیکھ کر متوحش ہو کر بولا۔

ارے کیا ہو گیا ہے سر یہ سب کی ضرورت ہے آپ کو، نرس نے کہا۔

بیٹے سکون سے لیٹے رہو، شاہ جمیل بیٹے کا اچھے سے خیال رکھنا میں ذرا واپس
حویلی جا رہا ہوں، بڑے بابا نے کہا۔

جی اچھا، آئیے میں آپ کو باہر چھوڑ آؤں اور بیلا کو بھی ساتھ لے جائے گا اس
نے بھی آرام نہیں کیا صحیح طرح سے تو وہ بھی جا کر آرام کر لے گی، شاہ جمیل
نے ان کی وہیل چیئر کو موڑتے ہوئے کہا۔

ان سب کے کمرے سے باہر جانے کے بعد شاہ میر نے گہرا سانس بھرا۔

سسر رات کو کوئی میرے پاس آیا تھا مطلب میرے گھر والوں کے علاوہ جو اس
وقت یہاں موجود تھے،؟ شاہ میر نے پوچھا۔

یس سر ایک لڑکی آئی تھی اور وہ خود کو آپ کی بیوی بتا رہی تھی اور وہ کافی زیادہ رو بھی رہی تھی اور بار بار آپ کا ہاتھ بھی چومے جا رہی تھی اور انھوں نے آپ کے کان میں ایسا کیا کہا کہ آپ اچانک سے ہوش میں آنے لگے، پھر اسے پتا نہیں کیا ہوا آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کئے بغیر واپس چلی گئی، نرس کی بات پہ شاہ میر کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

اوووووہ تو مس مشال شاہ میرے لئے رو رہی تھی "انٹرسٹنگ" اس نے دل میں سوچا۔

پھر اس نے اپنا ہاتھ آنکھوں کے سامنے کر کے دیکھا۔

کچھ دیر بعد دروازہ ناک ہوا اور ناک سک سے تیار مشال اندر داخل ہوئی۔

گڈ مارنگ مسٹر شاہ، مشال نے اندر آکر جکے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے دلفریب مسکراہٹ سے مارنگ وش کی۔

کیا بات ہے وکیل صاحبہ، دشمن سے ملنے کے لئے پھول لے کر آئی ہیں۔؟

جی ہاں اور وہ بھی ریڈ روز، مجھے پتا ہے کہ آپ کو ریڈ کلر بہت پسند ہے، چاہے وہ گلابوں کا ہو یا کسی کے وجود سے نکلتا ہو یا کسی کے دل سے، وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

نرسنز حیران سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جو کہ ایک دوسرے کے دشمن ہی لگ رہے تھے۔

مجھے زہریلی ناگنیں بھی بہت پسند ہیں، وہ تڑخ کر بولا۔

جانتی ہوں اسی لئے تو مجھے اپنی زندگی سے نکالا مگر ابھی تک زہریلی ناگن سے شادی کیوں نہیں کی؟

میں تمہیں بول رہا ہوں زہریلی ناگن جس نے میرا اندر بھی زہریلا کر دیا تھا، وہ تلخ لہجے میں بولا۔

اچھا واقعی پھر تم میرے زہر سے ابھی تک زندہ کیوں ہو؟

زندہ وہ ہوتا ہے مسز مشال شاہ جو کہ زندگی سے پیار کرتا ہے اور میرے اندر تم نے اتنی نفرت بھر دی کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ خود سے بھی نفرت کرنے لگا، وہ ترخ کر بولا۔

واہ کیا ڈائلاگ ہے بڑے سرکار، ڈرامہ، تھل، قتل و غارت یہ سب جب آپ کے ارد گرد ہے تو مووی کیوں نہیں بنا لیتے، وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔

میرے زخموں پہ تیمارداری کرنے آئی تھی کہ نک چھڑکنے۔؟

آئی تو تیمارداری کرنے تھی مگر تم میری محبت تو دور میری ہمدردی کے بھی قابل نہیں ہو، بھاڑ میں جاؤ تم اور آئندہ میرے سے دور رہنا یا ہو سکے تو طلاق دے دینا وہ اٹھتے ہوئے بولی اور پھر پھولوں کو پیروں تلے کچلتی باہر نکل گئی۔

شاہ میر تیزی سے اٹھا اور اپنے زخموں سے اٹھتی ٹیسوں کی پرواہ کئے بغیر باہر کی جانب لپکا۔

ارے، ارے سر کیا کر رہے ہیں آپ؟ نرس گھبرا کر بولی۔

ہوٹ پیچھے، وہ دھاڑا اور پھر باہر نکلا۔

رکو مشال، اس نے چلا کر کہا تو مشال ایک جھٹکے سے مڑی۔

سر پلیز اندر چلئے آپ کے سٹیجیز خراب ہو جائیں گی، نرس نے گھبرا کر کہا۔

شاہ میر نے سرخ انگارہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر مشال کی طرف جس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

تو تمہیں میری تکلیف سے فرق نہیں پڑتا، وہ دھاڑ کر بولا۔

شاہ میر ہاسپٹل ہے یہ، اور پلیز بند کرو یہ سب، مشال نے لب بھینچ کر ارد گرد دیکھا۔

ارے دیکھنے دو نا ان کو، میری زندگی تو ویسے بھی کسی مووی جیسی ہی ہے تو چلو
میں آج تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے پیار ہے؟ شاہ میر نے
غرا کر پوچھا۔

تماشا مت بناؤ شاہ میر۔۔

یو لوووو سیپی؟ وہ دھاڑا۔

نوووووووو، وہ بھی غصے میں چلائی۔

شاہ میر نے اپنے پیٹ پہ لگی پٹی کو ایک جھٹکے سے اتار دیا اور اس کے پیٹ سے
خون نکل پڑا۔

مشال کی چیخ نکلی اور باقی سب حیران پریشان اس پاگل کو دیکھ رہے تھے۔

شاہ میر نے سینے کے پاس لگی پٹی پہ ہاتھ رکھا تو وہ تڑپ کر آگے بڑھی۔

شاہ میر کیا ہو گیا پاگل ہو گئے ہو تم،؟ وہ تڑپ کر بولی۔

یو لووز می؟ وہ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دباتے ہوئے تکلیف ضبط کرتے ہوئے بولا۔

یس آئی لو یو، وہ روتے ہوئے اس کے پیٹ پہ ہاتھ رکھ بولی۔

پلیز پیچھے ہٹئے، ڈاکٹر جلدی سے پاس آئے۔

اور وہاں موجود وارڈ بوائے نے اسٹیرتچر آگے کیا تو مشال نے اسے تھام کر اس پہ لٹایا۔

شاہ میر نے اس کا ہاتھ زور سے تھام لیا تھا اور اس کا ذہن غنودگی میں جانے لگا تو مشال نے اس کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑوایا تو اس کا دل ڈوب سا گیا اور ساتھ ہی اس کا ذہن بھی ڈوب گیا۔

اوووووہ مائی گاڈ جلدی سے ڈاکٹر حماد کو بلوائیے، صرف ایک ڈاکٹر کے چلانے کی آواز آئی اور ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

مسکان سر ہلا کر باہر نکلی اور اسٹاف روم سے ڈاکٹر نیلم کا کورٹ پہن کر چہرے پہ فیس ماسک لگا کر وہ ایمر جنسی وارڈ کی طرف آئی۔

کیسے ہیں یہ اب؟ مسکان نے آنکھیں موند کر لیٹے شاہ میر کو دیکھ کر پوچھا۔

جی میم بہتر ہیں مگر وقفے وقفے سے مشی، مشی بولی جا رہے ہیں، مسکان نرس کی بات پہ چونک گئی۔

اوووہ اچھا۔۔

ویسے ڈاکٹر نیلم بہت ہی عجیب ہیں یہ دونوں ہیسبنڈ، وائف، بظاہر اتنا غصہ مگر دل میں اتنی محبت ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیا ہوا کہ یہ بچھڑے ہوں گے،؟ نرس نے تاسف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کبھی کبھار انسان اپنی انا کے ہاتھوں سب گنوا دیتا ہے، مسکان نے کہا اور پھر شاہ زین کے روم میں آئی تو وہ نیم دراز تھا اور اس کی نگاہیں مسکان پہ ٹک گئی تھیں۔

مسکان نے اپنا ماسک ٹھیک کیا اور اندر آکر اس کی فائل دیکھنے لگی۔

میرا بیٹا ٹھیک ہیں نابالک؟ بڑی تائی کی بات پہ اس نے چونک کر سر ہلا دیا۔

میم ان کو انجیکشن لگوانا تھا تو آپ نے انجیکشن منگوا دیا ہے،؟ نرس نے بڑی تائی سے پوچھا۔

اس کے بابا لینے گئے تھے میں دیکھ کر آتی ہوں، وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

نرس ایک اور انجیکشن بھرنے لگی۔

ان سے انجیکشن لگوانا ہے مجھے، شاہ زین نے اپنی بے باک نگاہیں اس پہ جمائے ہوئے کہا۔

سر یہ میرا کام ہے، نرس نے مسکرا کر کہا۔

تو یہ ڈاکٹر کس لئے بنی ہیں کیا ان کو مفت کے پیسے ملتے رہیں ہیں، آتی ہیں اور بس فائل دیکھتی اور چلی جاتی، شاہ زین نے کہا اور نگاہیں اسی پہ مرکوز تھیں۔

آپ جائیں سمیرا میں لگا دیتی ہوں، مسکان نے ڈاکٹر نیلم کی آواز میں کہا اور پھر انجیکشن پکڑ کر اس کے پاس آئی۔

ویسے ڈاکٹر نیلم آپ کو تو کل دیکھتے ہی فدا ہو گیا تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ جنت میں گھوم رہا ہوں، شاہ زین نے کہا تو مسکان نے بامشکل ضبط کیا۔

اس نے انجیکشن لگا کر باسکٹ میں پھینکا اور ہینڈ سینیٹائزر کرنے لگی۔

پھر وہ مڑی تو شاہ زین نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

مسکان نے کرب سے آنکھیں بند کر لی۔

مسز شاہ زین آپ کو کیا لگا کہ آپ یوں چہرہ چھپا کر اور آواز بدل کر مجھے بے وقوف بنا لیں گی، چہرہ تو چھپا لیا لیکن یہ آنکھیں جن میں میرا عکس دکھتا اسے چھپانا بھول گئی، شاہ زین کی مسکراتی آواز پہ اس کی اٹکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی، وہ آہستہ

سے مڑی تو شاہ زین نے اسے کھینچ کر پاس بیٹھایا اور اس کا ماسک اتارا اور اس کے چہرے کو آہستہ سے چھوا تو مسکان نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

پلیز میرے قریب آجاؤ تھوڑا سا، وہ بے تابی سے بولا۔

مسکان لرزتے دل سے کھسک کر تھوڑا پاس ہوئی تو شاہ زین نے اپنے لب اس کے ماتھے پہ رکھ دیئے۔

مسکان نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں مچلتے جذبات دیکھ کر اس کی دھڑکن تیز ہو گئی اور پیچھے ہٹی۔

پلیز مسکان دور مت جاؤ، جب تم پاس ہوتی ہو تو جینے کو دل کرتا ہے اور دور ہوتی تو زندگی سے بیزار ہونے لگ جاتا ہوں، وہ بے قراری سے بولا۔۔

پپ، پلیر شاہ زین مُم، مجھے مریض چیک کرنے ہیں، وہ جلدی سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔

آئی لو یو مسکان، وہ اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

مسکان کے چہرے پہ سرخی چھا گئی۔

پھر وہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر باہر نکلی اور اپنے کین میں آکر زور زور سے سانسیں بحال کرنے لگی۔

کیا ہوا؟ مشال کی آواز پہ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

وہ، وہ کچھ نہیں، شاہ میر بھائی اب ٹھیک ہیں، مسکان نے کہا۔

وہ ہوش میں ہے؟

نہیں سوئے جاگے والی کیفیت ہے اور اس غنودگی میں بھی آپ کو ہی پکار رہے مسکان نے کہا۔

میں مل لوں جا کر، مشال نے پوچھا۔

نہیں آپ جاب پہ جائیں اور ابھی ملنا ٹھیک نہیں سب لوگ وہاں موجود ہیں اور آپ پہ بھڑک اٹھیں گے، مسکان نے کہا۔

مثال مجھے دل سے اٹھ کر باہر نکل گئی اور مسکان اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔



آسی ولا کے لاؤنج میں وہ بیٹھائیں ناں کا انتظار کر رہا تھا۔

پھر عیثا سے تھام کر نیچے اترتی دیکھائی دی تو اس کی نگاہیں اسی پہ ٹک گئی تھی۔

بلیک کلر کی میکسی میں شانوں پہ ڈوپٹہ پھیلائے اور لمبے بال پیٹھ پہ بکھرے تھے۔

عیشا نے پاس آکر اس کا تخی ہاتھ اس کے پرحدت ہاتھ میں دیا تو صالح نے آہستہ سے دبایا۔

بابا چلیں جلدی سے مجھے بہت بھوک لگی ہے، مشال نے کہا۔

شیور میری جان، صالح نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

پھر وہ مسز ذولہ اور عیثا کا شکریہ ادا کر کے ان دونوں کے ساتھ باہر آیا اور فرنٹ سیٹ کا ڈور اوپن کر کے نیناں کو بیٹھایا۔

بابا ہم کس ریسٹورنٹ میں جا رہے ہیں؟

ہم اپنے گھر جا رہے ہیں تو جو ڈھیروں شیف ہیں انہوں نے ہیلدی فوڈ بنایا ہے تو سب کے ساتھ کھاتے اور کل ہم شاپنگ کرنے جائیں گے۔۔

لیس واؤ، ایم سو ایکساٹڈ، وہ کھلکھلا کر بولی۔

صالح ہولے سے مسکرا دیا پھر اس نے نیناں کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔

اتنی ٹھنڈی کیوں ہو رہی ہو؟ صالح نے پوچھا۔

مرا ہوا انسان ٹھنڈا ہی ہوتا ہے، عرصہ ہو گیا ان ہاتھوں میں ٹھنڈک مفقود ہے، وہ سپاٹ لہجے میں بولتی صالح کو شرمندگی کی اتاہ گہرائیوں میں اتار گئی۔

پھر گاڑی ایک گھر کے سامنے کی اور اس نے ہارن دیا تو جلدی سے دروازہ وا ہوا اور اس نے گاڑی اندر پارک کی۔

اور ان دونوں کے ساتھ اندر داخل ہوا تو لاؤنچ غباروں سے ڈیکوریٹ تھا۔
صالح یہ سب دیکھ کر حیران ہوا۔

ویلکم بیک بیٹا، مسز قیوم نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گلے لگایا۔

نیناں کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

پھر ان سب نے بہت خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔

میں آج دادو کے پاس سوؤں گی، مثال کے اعلان پہ تو مسز قیوم نہال ہو گئی تھی۔

پھر صالح کچھ دیر بعد اس کا ہاتھ تھامے اپنے روم میں آیا تو روم کو ڈیکوریٹ دیکھ کر وہ بھونچکا رہ گیا۔

، ایم سوری مجھے لگتا کہ مام نے ڈیکوریٹ کروایا ہوگا، میں ابھی اٹھوا دیتا ہوں سب وہ شرمندہ سا ہو کر بولا۔

کوئی بات نہیں رہنے دیں، آپ کی مام کو دکھ ہوگا انہوں نے بہت خوشی سے یہ سب کروایا ہوگا، وہ اس سارے عرصے میں دوبارہ پھر سے اتنا سا بولی تھی۔

صالح نے سر اثبات میں ہلا دیا اور اس کی وارڈروب کھولی تو لیڈیز کپڑے ہینگ تھے۔

یہ بس ابھی اتنی ہی شلپنگ کر سکا کل پھر سے شلپنگ پہ جائیں گے تو اپنی پسند کا جو لینا ہو گا لے لینا، صالح نے کہا۔

وہ بنا ان کپڑوں پہ نگاہ ڈالے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

صالح گہرا سانس بھرتا پاس آیا اور اپنی چوڑی ہتھیلی اس کے آگے پھیلائی۔

اس نے بنا کچھ کہے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی پہ رکھا۔

صالح اس کا ہاتھ تھامے باہر ٹیرس پہ آیا۔

چاند کی چاندنی سے ارد گرد روشن تھا۔

صالح نے اس کے پیچھے سے ہیگ کرتے ہوئے اپنی ٹھوڑی اس کے کندھے پہ ٹکائی۔

پتا ہے یہ دن کا خواب بہت بار دیکھا آج حقیقت بنا تو یقین نہیں آ رہا، وہ اس کے بالوں کی خوشبو کو سانسوں میں اتارتے ہوئے بولا۔

پھر وہ اسے گود میں بھر کر اندر لایا اور اسے احتیاط سے بیڈ پہ لٹا کر اس کے پہلو میں لیٹ کر اسے خود کے قریب کر کے اس پہ پیار نچھاور کرنے لگا مگر وہ کسی روبرو کی مانند ساکت تھی۔

نینو اگر دل نہیں چاہ رہا ہے تو منع کر سکتی ہو تم، صالح نے گھمبیر لہجے میں کہا۔
میرا دل کیا چاہتا تھا اس کا کب خیال رکھا آپ نے جو آج میرے دل کی پوچھ رہے ہیں، اس کے کاٹ دار لہجے پہ صالح کٹ کر رہ گیا تھا۔
گڈنائٹ، وہ اپنے جذبات پہ قابو پاتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔
پھر خود سے الجھتے الجھتے وہ کب سویا اسے خود بھی پتا نہیں چلا تھا۔



منت اپنے گیلے بال جھٹکے تو فون پہ بات کرتا شاہ ولی چونک کر مڑا اور اس دیکھ کر مسمرائز ہو گیا۔

پھر فون بند کر کے وہ ڈیسنگ ٹیبل کے سامنے بالوں میں کنگھی کرتی منت کے پاس آیا اور اس کے بالوں کو مسٹھی میں بھر کر چوما اور اسی وقت مشال اندر داخل ہوئی تو وہ بدمزہ ہوتے ہوئے مڑا۔

پلیز منت یار چائے بنا دو میرا سر بہت درد کر رہا تھا، مشال نے کہا اور ماتھا مسلتی بیٹھ گئی۔

منت ملازمہ نہیں ہے تمہاری،؟ شاہ ولی نے غلط وقت پہ غلط بات کہہ دی۔
میں نے کب کہا کہ منت نوکر ہے اور میں نے جسٹ چائے مانگی کیونکہ وہ بہت اچھی چائے بناتی ہے، خیر رہنے دیں میں خود ہی بنا لیتی ہوں، مشال جو کہ پہلے ہی پریشان تھی اسے غصہ ہی آ گیا۔

نہیں مٹی آپ میں بنا دیتی ہوں، منت نے گھبرا کر کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

شاہ ولی نے کھوجتی نگاہوں سے دیکھا۔

اب کیا کر کے آئی ہو،؟

کک، کیا مطلب؟ شاہ ولی کے سوال پہ وہ گڑبڑا کر بولی۔

مطلب تم بتاؤ مجھے، شاہ ولی نے کہا۔

میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ بیوی کے آنے کے بعد بدل گئے ہیں، وہ بات بدلتے ہوئے بولی۔

اور تم بھی کافی بدلی سی لگ رہی ہو اور یقیناً اپنے شوہر سے مل کر آئی ہو، شاہ ولی نے مشکوک لہجے میں کہا تو وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے صوفے سے ٹیک لگا کر سیدھی ہوئی۔

، میہمہ اور لڑائی کر کے اس کا میٹر گھما دیا اور اس پاگل نے اپنی بینڈج اکھاڑ دی
مشال نے اپنی کنپٹیوں کو دباتے ہوئے کہا۔

سیرسلی آپ دونوں پاگل ہیں، منت نے اندر آتے ہوئے کہا۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو منت، ان دونوں نے تو قسم کھا رکھی ہے ایک دوسرے کو
ستانے کی، وہ جھلا کر بولا۔

اچھا مٹی آپی چائے رکھ دی ہے تو سنیکس وغیرہ بنا دوں ساتھ؟ منت نے پوچھا۔
رہنے دو منت مسکان آتی ہے تو پھر پیوگی، مشال نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل
گئی۔

مجھے لگتا انہیں بہت برا لگا ہوگا، منت نے کہا۔

ایسا کچھ نہیں ہے اور وہ میری بہن ہے اچھے سے جانتا ہوں اسے، شاہ ولینے اس
کا ہاتھ پکڑ کر قریب بیٹھایا۔

پتا ہے کل تم نے جیسے بہادری سے سب کو جواب دیا وہ مجھے بہت اچھا لگا، شاہ ولی نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکراتے ہوئے کہا۔

منت کے چہرے پہ دھیمی سے مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

جان لوگی کیا؟ وہ مخمور لہجے میں اس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

منت نے اسے پیچھے دھکیلا اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا ہو گیا بھئی۔۔

بہت کام ہے مجھے؟ وہ مسکرا کر بولی۔

دیکھ لوں گا تمہیں میں، شاہ ولی نے جھلا کر کہا۔

وہ ہنستے ہوئے باہر نکل گئی۔

پھر رات کو جب وہ کمرے میں آئی تو اسے تھکا تھکا دیکھ کر شاہ ولی نے گہرا سانس بھرا۔

یہ میرے حصے میں تھکی ماندی بیوی ہی آتی ہے، شاہ ولی نے کہا۔
نہیں تھکی تو نہیں ہوں بس نیند جلدی آ جاتی ہے، وہ اپنے لہجے میں بے شاشت لاتے ہوئے بولی۔

ہووووو سو جاؤ نا، وہ نروٹھے انداز میں بولا۔
شاہ جی ایسا تو مت کہیں نا، وہ اس کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے بولی۔
شاہ ولی اس کے انداز پہ نثار ہو گیا تھا۔
اور اسکے چھوٹے سے ناک کو دبایا اور پھر اس پہ اپنا حق جتاتا چلا گیا۔



شاہ میر، شاہ زین ہا سپیٹل سے ڈسچارج ہو کر شاہ زین کے گھر آ گئے تھے، شاہ میر کو چلنے پھرنے میں ابھی دقت محسوس ہوتی تھی مگر شاہ زین کافی بہتر تھا۔ وہ کمرے میں پڑا پڑا تھک چکا تھا اور اب تو رات بھی کافی ہو چکی تھی تو سب سو چکے تھے۔

پھر اس نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور مشال کا نمبر ملا یا۔

ہیلو، دوسری طرف سے مشال کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

واہ کیا کہنے، یہاں شوہر تکلیف سے تڑپ رہا اور تم مزے سے سو رہی، وہ تپ کر بولا۔

واٹ کیا ہوا؟ دوسری طرف سے بے قراری سے پوچھا گیا تو شاہ میر کے اندر ٹھنڈی میٹھی پھوار ہونے لگی۔

میں ابھی تمہارے گھر آ رہا ہوں تو جلدی سے باہر نکل آنا، شاہ میر نے کہا۔

خبردار جو آپ اپنی جگہ سے ہلے تو، وہ رعب جماتے ہوئے بولی۔

مجھے تمہیں دیکھنا ہے، وہ جھلا کر بولا۔

تو ویڈیو کال کر لو، تم بھی نا شاہ میر ٹوچ ہو، وہ تپ کر بولی۔

شاہ میر کے ہونٹوں پہ اس کے اس قدر استحقاق بھرے انداز پہ مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

او کے کمرہا ہوں ویڈیو کال، شاہ میر نے کہا اور پھر کال ملائی تو دوسری طرف سے فوری کال پک کی گئی۔

نائی میں ملبوس وہ کھلے بالوں میں شاہ میر کی دھڑکنوں میں انتشار بھرپا کر گئی۔

ایک منٹ شاہ میر میں منہ ہاتھ دھو آؤں تو ہی نیند رفو ہوگی، وہ اٹھتے ہوئے بولی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

پھر وہ ٹاول سے منہ صاف کرتے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی اور کولڈ کریم لگانے لگی۔

شاہ میر دلچسپی سے سب دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ موبائل کے پاس آئی اور موبائل اٹھا لیا۔

تم لڑکیاں ہمیشہ میک اپ ہی کرتی رہتی ہو کیا؟ شاہ میر نے منہ بنا کر پوچھا۔

میک اپ نہیں تھا نائٹ موڈ سچراٹزر کریم تھی تاکہ سکن نرم و ملائم رہے، وہ مسکرا کر بولی۔

ویسے اپنی دشمن کو فون کرنے کا خیال کیسے آیا؟

ٹائم پاس کرنے کے لئے کوئی ملا جو نہیں تھا تو تمہیں ہی تنگ کرنے کا سوچا، شاہ میر نے کہا۔

میں تو شاید ہمیشہ تمہارا ٹائم پاس رہی ہوں۔

، بکواس مت کرو اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں تم سے بہت محبت کرتا تھا
تمہارے لئے خود کو بدل ڈالا مگر تم نے ہمیشہ میرے اگینٹس (خلاف) جانا پسند کیا۔

میں آپ کے اگینٹس نہیں تھی آپ کے مقرر کردہ اصولوں کے اگینٹس تھی اور
اس کی سزا آپ نے مجھے خود کی زندگی سے نکال کر دی اور محبت تو مجھے بھی بہت
، تھی تو ہی اپنا تن من آپ کے سپرد کیا تھا مگر آپ نے مجھے بے جان گڑیا سمجھ لیا
مجھے درد ہوا کہ ایک اتنی محبت کرنے والا بھائی اتنا ظالم کیسے ہو گیا، وہ اپنی بھگی
پلکوں کو صاف کرتے ہوئے بولی۔

شاہ میر نے زور سے لب بھینچ لئے۔

شاہ تمہیں ان ساڑھے آٹھ سالوں میں سکون ملا کیا؟ کیا تم نے اپنی گڑیا کو بھلا دیا
کیا، اس کی غلطی تھی مگر اس کی غلطیوں کو سدھارنے کی بجائے اسے سزا سنانے
لگے، میرا اللہ تو ہم ستر بار گناہ کریں اور پھر شرمندگی کا ایک آنسو بہائے تو معاف کر

تم پہ اعتبار تھا کہ تم کچھ غلط نہیں کرو گی مگر تم نے میری توقع کے خلاف کام کیا اور اس دن اعتبار ٹوٹنے کا درد زیادہ تھا اور اسی درد میں تم پہ چلایا مگر مجھے امید نہیں تھی کہ تم سچ میں مجھے چھوڑ جاؤ گی، شاہ میر نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

شاہ ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ ہی نہیں پائے کبھی، مشال نے نم لہجے میں کہا۔

مشتی میں بہت تھک گیا ہو یہ نفرت، غصہ دل میں رکھ کر، بہت بے سکون رہا ہوں میں اس ساڑھے آٹھ سالوں میں، کچھ ایسا کرو کہ سکون آ جائے، وہ بے قراری سے بولا۔

مشال گم صم سی اسے دیکھے گئی۔

میرا دل چاہتا ہے کہ تم ویسے ہی میرے سینے پہ سر رکھ کر لیٹو، ویسے ہی مجھ سے لڑو جھگڑو پھر پیار کرو، وہ کھولے کھولے انداز میں بولا۔

شاہ تمہیں آرام کی ضرورت ہے تو سو جاؤ اور مجھے بھی صبح جا ب پہ جانا ہے، وہ اس کی باتوں سے سر جھٹک کر بولی۔

تو تمہارا دل نہیں چاہ رہا مجھ سے بات کرنے کو؟ شاہ میر نے لب کاٹتے ہوئے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے یار، تمہاری طبیعت خراب ہے تو اسی لئے کہہ رہی۔۔۔
پولووز می۔۔۔

یس آف کورس، وہ اس کی بات پہ جلدی سے سیدھے ہوتے ہوئے بولی۔
شاہ میر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

تم نے اس ڈر سے کہا نا کہ کہیں میں پھر سے پٹی نہ کھینچ دوں، وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

ایسا تو نہیں کہا میں نے، شاہ ہمارا رشتہ جس نہج پہ بھی ہے، ہم ایک دوسرے سے الگ اور دور ہیں مگر ایک چیز ہمارے پاس ہے وہ ہے ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت، زندگی کو آٹھ سالوں سے جیتی جا رہی تھی مگر ان آٹھ سالوں بعد جب تمہیں آسی ولا میں دیکھا دل چاہا بھاگ کر گلے لگ جاؤں اور اپنا برسوں کا غصہ اور غبار نکال دوں، مشال کی آنکھوں سے آنسو پھسلے مگر شاہ میر نے چونک کر اپنا ہاتھ رخسار کو لگایا تو ایسا محسوس ہوا کہ اس کی آنکھ کا آنسو پھسل کر اس کے رخسار پہ آگیا۔

کہیں بھاگ جائیں نیناں اور صالح کی طرح، شاہ میر نے کہا۔
 اور بڑے بابا کو کیسے چھوڑو گے،؟ مشال نے تلخ لہجے میں پوچھا۔
 تم کہو گی تو چھوڑ دوں گا، وہ دھیمے سے لہجے میں اقرار کر گیا۔

نہیں میں ایسا نہیں چاہتی، میں کیوں اپنی محبت کے لئے تم سے اتنے محبت
بھرے رشتے چھینوں، اتنی خود غرض لگتی ہوں تمہیں، بڑے بابا میرے بھی اپنے
ہیں ان کا دکھ بھی برداشت نہیں، مجھے ان کے کچھ اصولوں سے اختلاف ہے مگر
میرے لئے وہ بہت قابل احترام ہے اور میں جانتی وہ تم سے کتنی محبت کرتے
ہیں، وہ ناخن کترتی ہوئے بولی۔

ہوووووو تو یہ بات ہے، ویسے میں اگر ان سے کہوں گا کہ مجھے تم چاہئے وہ فوراً مان جائیں گے، شاہ میر نے کہا۔

اووووه ریلی-----

یس مائی ڈارلنگ، شاہ میر مسکرایا۔

میں پھر بھی آپ کے پاس نہیں آ سکتی، جب تک حویلی میں فرسودہ روایات کو چھوڑ کر صحیح اصول نہیں اپنائے جاتے، میرا اس گھر میں قدم تب پڑے گا جب نیناں اور صالح کو خوشی سے اپنایا جائے گا، شاہ میر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔
تم اتنی ضدی کیوں ہو مثال؟ وہ غصے سے بولا۔

ضد نہیں ہے یہ میری تربیت ہے، میں غلط برداشت نہیں کر سکتی، وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

مجھے لگا تھا کہ ہمارے بیچ سب صحیح ہو جائے مگر تم پھر سے نیناں، صالح کو لے آئی بیچ اور پہلے بھی یہی نام تھے جن کی وجہ سے میں سفر کر رہا ہوں، میں انہیں معاف کر چکا ہوں مگر بڑے بابا، خیر بڑے بابا بھی معاف کر دیں تو جرگہ معاف نہیں کرے گا، وہ کنپٹی دباتے ہوئے بولا۔

جرگہ کون ہوتا ہے فیصلے کرنے والا، اس ملک کی عدلیہ موجود ہیں اور عدلیہ کے فیصلے کے مطابق پسند کی شادی پہ کاری کرنے والوں پہ ایف آئی آر اور سیکشن لگایا جاتا ہے۔

اپنی وکالت مجھ پہ مت جھاڑو، وہ ناگواری سے بولا۔

تم انتہائی بدتمیز ہو اور مجھے تم سے مزید کوئی بات نہیں کرنی، ناگواری سے بولی اور
کال کاٹ دی۔

شاہ میر نے غصے سے موبائل زور سے بیڈ پہ پٹھا اور آنکھیں بند کر کے خود سے
الجھنے لگا۔۔



شاہ زین ڈرائیور کے ساتھ ہاسپٹل پہنچا اور باہر نکل کر وہ مسکان کا انتظار کرنے لگا۔

مسکان اپنے دھیان میں باہر نکلی اور سکوٹی نکالنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر شاہ زین پر پڑی تو اس نے ہربڑا کر سکوٹی چھوڑ دی جو کہ اس کے پاؤں پہ لگی۔ اس کی چیخ نکلی تو شاہ زین اپنے زخموں کی پرواہ کئے بغیر دوڑتا ہوا اس تک پہنچا۔ دھیان کدھر تھا تمہارا یار اور دیکھو چوٹ کتنی زیادہ لگالی ہے، وہ سکوٹی ہٹاتے ہوئے بولا۔

آؤچ بہت درد ہو رہی ہے، وہ کراہتے ہوئے بولی۔

شاہ زین نے اسے گود میں اٹھایا اور تیزی سے اندر کی جانب لپکا۔

شاہ مجھے اتاریں نیچے، آپ کے سیٹجیز کھل جائیں گے، وہ جھلا کر بولی۔

چپ رہو تم اور پاؤں سے لنگڑی ہو گئی تو میرا کیا ہوگا، وہ مسکرا کر بولا اور اندر آکر اسے اسٹیج پر لٹا دیا۔

سب لوگ حیرانگی اور دلچسپی سے یہ سین ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ڈاکٹر زکو بلوائے ان کو کہئے ایرجنسی ہے، ایکسیڈنٹ کیس ہے، وہ شور مچانے لگا۔ مسکان منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

شاہ پلینز کیا ہو گیا ہے آپ کو میں ٹھیک ہوں، وہ اسٹیج سے اترنے لگی۔

خبردار رک جاؤ، ہلنا مت، وہ چلایا۔

پھر کچھ دیر میں وہاں ڈاکٹر آگئے تھے۔

واٹ از دس ڈاکٹر مسکان اور کیا بچپنا ہے یہ؟

سس، سر وہ یہ سب کر رہے ہیں میرا کوئی قصور نہیں، وہ گڑبڑا کر بولی۔

ارے آپ کو دکھ نہیں رہا پاؤں سے خون نکل رہا ہے اور یہ ایکسیڈنٹ ہی ہے نا اور آپ کے قیمتی وقت کا پیسہ میں دے دوں گا آپ کو اور اپنی آپ بینڈج کریں اور ہاں ڈاکٹر مسکان آج سے ایک ہفتے تک ہاسپٹل نہیں آئیں گی کیوں کہ یہ آرام کریں گی، شاہ زین نے کہا۔

مسٹر شاہ ڈاکٹر مسکان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟

یہ مسز ہیں میری، وہ مسکرا کر بولا تو سب ڈاکٹرز نے بے یقینی سے دیکھا۔
مسکان نے زور سے آنکھیں بند کر لی۔

اس حالت میں آپ ہاسپٹل کیوں آئے اور آپ کے زخم تازہ تھے اور دیکھئے خون نکل رہا ہے آپ کے، ڈاکٹر کی بات پہ مسکان ہڑبڑا کر اسٹیچر سے اتریں۔

اوووووہ گاڈ میں نے منع کیا تھا پتا نہیں آپ دونوں بھائیوں کو مسئلہ کیا ہے، وہ اس کے پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر رو پڑی۔

ارے میری جان بس کردو کچھ نہیں ہوا، وہ بے باکی سے اسے گلے لگا کر بولا۔

پہلے پٹی کروائیے آپ، وہ پیچھے ہٹ کر بولی۔

تم بھی کرواؤ، وہ مسکرا کر بولا۔

پھر ڈاکٹرز سے فارغ ہو کر وہ دونوں باہر نکلے، مسکان بامشکل چل رہی تھی اور اس چیز کا شاہ زین کو اندازہ تھا۔

دونوں پاگل ایک دوسرے کی تکلیف کی وجہ سے ضبط کر رہے تھے۔

پھر شاہ زین نے اسے گاڑی میں بیٹھایا اور ڈرائیور کو کسی کافی شاپ پہ رکنے کے لئے کہا۔

شاہ پلینز آپ کو آرام کی ضرورت ہے، آپ کا اتنی دیر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے، وہ جھلا کر بولی۔

کس کے گھر؟ وہ چونک کر مڑی۔

، ایسے کیسے چلی جاؤں اپنے گھر، پہلے ہاتھ مانگنے آئیے پھر اس کے بعد سوچوں گی
وہ گردن اکڑا کر بولی۔

اس کے انداز پہ وہ کھل کر ہنس پڑا۔

روکو، رکو، وہ چلائی تو شاہ زین نے چونک کر دیکھا۔

گول گپے کھانے ہیں مجھے، وہ آنکھیں میچ کر بولی۔

ایاز گاڑی ریڑھی کے پاس روکنا، شاہ زین نے کہا۔

ڈرائیور نے گاڑی روکی۔

ہائے صغیر انکل کیسے ہیں آپ؟

ارے مسکان بیٹی آپ کافی دن کے بعد نظر آئی، کیسے مزاج ہے بیٹی جی،؟ اس آدمی نے سوال کیا۔

اللہ کا شکر انکل جی اور آپ کی ووہٹی کیسی ہے؟ آرام شرام کروا رہے ہونا، وہ مسکرا کر بولی۔

جی، جی بیٹیا۔۔۔۔

شاہ زین حیرانگی سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

جلدی سے ایک پلیٹ مصالحے دار لگا دیجئے، وہ چٹخارہ بھرتے ہوئے بولی۔

کیا بات ہے مسز شاہ زین،؟ وہ مسکرا کر بولا۔

یہ تو آتے جاتے گول گپے کھا جاتی ہوں، وہ مسکرا کر بولی۔

پھر گول گپے آنے کے بعد اس نے اس قدر مزے لے کر گول گپے کھائے کہ شاہ زین کے منہ میں بھی پانی آگیا تھا۔

اس نے لینا چاہا تو مسکان نے پلیٹ پیچھے کر لی۔

ارے یہ کیا؟

مصالحے دار چیز سیچیز جراب کر دیتی ہے، آرام سے بیٹھے رہو، وہ گھورتے ہوئے بولی۔

شاہ زین حسرت سے دیکھتا رہ گیا تھا۔

پھر گول گپے کھا کر وہ آگے کافی شاپ پہرے اور کافی پینے کے بعد شاہ زین نے اس کے گھر کی طرف موڑنے کو کہا۔

گاڑی اس کے دروازے کے سامنے کی تو ایک دوسرے میں کھولے وہ دونوں چونک کر ہوش میں آئے۔

سو کل ملوگی؟ وہ باہر نکلنے لگی تو شاہ زین نے ہاتھ تھام کر پوچھا۔
وہ اس کی بات پہ سرخ ہو گئی۔

شاہ زین نے اس کے رخسار لبوں سے چھو کر اسے خود میں بھینچ لیا۔

شاہ میر میرا سانس، اس کی پھنسی پھنسی آواز سنائی دی تو شاہ زین نے اسے خود سے الگ کیا۔

وہ اسے خدا حافظ کہہ کر گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔

شاہ زین نے گاڑی گھر کی طرف موڑنے کو کہا اور آنکھیں موند لیں۔



وہ جھولے میں بیٹھی یک ٹک سامنے پودے کو دیکھ رہی تھی پھر اسے اپنے چہرے پہ کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا تو ٹیرس پہ موجود صالح پہ نظر گئی۔

دونوں کی نگاہیں ٹکرائی تو صالح نے مسکرا کر اسے دیکھا۔
وہ سر جھٹک کر نگاہیں پھیر گئی۔

کچھ دیر بعد صالح اس کے پاس آکر بیٹھ گیا مگر وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔
نینو میری طرف دیکھو، اس نے اس کی ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا رخ خود کی طرف کیا۔

پلیز ایسے چپ مت رہو، مجھ پہ چلانا چاہتی ہو تو چلا لو، یا کچھ بھی کہہ لو، وہ بے بسی سے بولا۔

نیناں نے کچھ بولنے کے لئے لب وا کئے اور پھر بند کر لئے اور اٹھ کر جانے لگی تو صالح نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

نیناں پلیز مجھ سے بات کرو نا، وہ اس کی ماتھے سے ماتھا ٹکا کر بولا۔

وہ بنا کچھ کہے ایک پودے کی جانب بڑھی اور اسے اکھاڑ لیا اور پھر دوسرے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا پھر ان دونوں کو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں گاڑ دیا۔

یہ گلاب اور نیاز بو کے پودے تھے، میں نے انہیں ان کی اصل جڑوں سے اکھاڑ دیا ہے، ان کی اچھے سے دیکھ بھال کیجئے اور پھر اگر ان پہ نیا پھول لگے تو مجھے بتائیے گا ضرور، وہ تلخ لہجے میں بولتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔



بڑے بابا اور شاہ جمیل اس وقت زیبا ہاؤس کے سامنے کھڑے تھے۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں بابا؟ آپ کل سے بہت عجیب بے ہیو کر رہے ہیں؟ مسکان اور شاہ زین کو ایک ساتھ دیکھ کر بھی آپ نے کچھ نہیں کہا؟ شاہ جمیل الجھے ہوئے لہجے میں بولے۔

شاہ جمیل شاہ زین کے علاوہ میں نے شاہ میر کی باتیں سنی، پرسوں رات وہ جس بے تابی بے قراری سے مشال کے ساتھ اپنے درد کو بانٹ رہا تھا تو میرا دل پھٹ گیا، آج میں اپنے بچوں کی خوشیاں لینے آیا ہوں اس در سے، وہ نم لہجے میں بولتے شاہ جمیل کو حیران کر گئے۔

پھر انہیں بڑے احترام سے لاؤنج میں بیٹھایا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد سب گھر والے لاؤنج میں آگئے تھے اور حیرانگی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

برے بابا نے شاہ جمیل کو اشارہ کیا تو وہ ان کی وہیل چیر دھکیلتے زیبا کے پاس آئے۔

بڑے بابا نے اپنے ہاتھ زیبا کے سامنے جوڑے تو زیبا نے تڑپ کر ہاتھ تھامے۔
گناہگار مت کریں بابا۔۔۔

، نہیں چھوٹی بہو آج شرم سے پانی پانی ہوں، مجھے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے دو
کاش کہ شاہ ولید کے ہوتے میں یہ کمر چکا ہوتا، وہ نم لہجے میں بولا۔
سب کی آنکھیں نم ہو گئی۔

مجھے معاف کر دو میری بچیو، وہ مشال، مسکان کی طرف مڑتے ہوئے بولی تو وہ دونوں جلدی سے ان کے پاس بیٹھ گئیں۔

بڑے بابا پلیز ایسے مت کہئے، مشال نے ان کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

مسکان نے بھی جھک کر ان کا ہاتھ چوما۔

میری بچیو میں نے اپنے خود ساختہ اصولوں کی وجہ سے بہت زیادتیاں کی لیکن وہ گھر تم سب کے بنا ادھورا ہے، میرے بچے ادھورے ہیں، وہ منت بھرے لہجے میں بولے۔

بڑے بابا ہم سب بھی بہت ادھورے آپ کے بغیر، لیکن میں آپ کے اصولوں پہ نہیں چل سکتی، مشال نے سر جھکا کر کہا۔

اگر میں وعدہ کروں کہ آپ حویلی کے جیسے اصول بنانا چاہیں گی بنا سکتی ہیں، وہ التجائیہ انداز میں بولے۔

مشال نے متذبذب انداز میں زیبا کو دیکھا تو زیبا نے سر اثبات میں ہلایا۔

جیسا آپ چاہیں اور جب کہیں گے تب حویلی پہنچ جائیں گے، مشال نے کہا۔

تو ابھی چلو۔۔۔۔۔

لیکن بڑے بابا پہلے شاہ میر وغیرہ سے بات کر لیں، مشال نے کہا۔

نہیں آپ ہمارے ساتھ چلو اور وہ دونوں کو میں ایسے دھمکا کر بلوانا چاہتا کہ یاد رکھیں گے، سرپرائز ہو گا ان کے لئے، بڑے بابا کے ایکسپریٹ انداز پہ وہ سب مسکرا دیئے۔

ولی پتراگلے نہیں لگو گے میرے،؟ کب سے چپ چاپ کھڑے شاہ ولی کو دیکھ کر
کہا تو شاہ ولی ان کے پاس آیا اور جھک کر ان کا ماتھا۔

تھینک یو بڑے بابا، وہ خم لہجے میں بولا۔

بڑے بابا نے بھی محبت سے ماتھا چوما تو شاہ ولی کے دل سے جیسے ہر شکوہ دھل گیا تھا، محبت واقعی بہت طاقت ور ہوتی ہے اور آج نفرتوں پہ محبت جیت چکی تھی اور خوشیاں اپنا راستہ بنا رہی تھیں۔۔

بدبخت تو مت بولے بیٹی ہے وہ آپ کی، وہ تڑپ کر بولا۔

دفع ہو جا جان سے مار ڈالوں گا، شاہ جمیل دھاڑے۔

شاہ جمیل ٹھنڈ پاؤ اور بیٹا تم آکر میری گاڑی میں بیٹھو، بڑے بابا نے کہا۔

صالح ان کے پاس بیٹھا۔

چلتے پھرتے بات نہیں کر سکتا، تو اس لئے تمہیں یہاں بلوا لیا۔

صالح نے اس بدلے بدلے سے انسان کو دیکھا۔

نینا کیسی ہے؟

ٹھیک نہیں ہے، خوش نہیں ہے، درد میں ہے، گناہگار میں تھا جو کہ انتقام میں اندھا ہو گیا، وہ بہت سو فٹ نیچر کی تھی تو میرا ہتھیار بن گئی، اس کی معصومیت کو کھا گیا میں، وہ تو مجھ سے ملنا نہیں چاہتی تھی، شادی بھی نہیں چاہتی تھی، سب کی عزتوں کا خیال تھا مگر میں نے خود کی بار بار اس کے سامنے جان لینے کی

کوشش کی تو مجھے بچانے کے لئے اس نے نکاح کیا، ناچاہتے میرے ساتھ کچھ پل گزراے مگر اس نے اس کی سزا بہت بڑی بھگتی ہے، میں بزدل، جانور اسے اپنی ماں کے سہارے چھوڑ گیا اور میری ماں نے اسے گھر سے نکال دیا، وہ محلوں کی رانی آسی ولا کی نوکرانی بن گئی، صالح اتنا کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

شاہ جمیل کی سسکیاں بھی گونجنے لگی۔

بڑے بابا کی آنکھیں جھک گئی تھیں۔

سب سے بڑا گناہگار میں اپنی نیناں بیٹیاں کا ہوں، تو اب میں چاہتا کہ آپ اسے پرسوں لے کر حویلی آئیں کیوں کہ پرسوں شاہ ولی اور منت، شاہ زین اور مسکان شاہ میر اور مثال کا ولیمہ کروا رہے ہیں تو آپ اگر نیناں کو لے کر آئیں گے تو ہمارا اعزاز ہو گا۔

بڑے بابا کی بات پہ صالح نے بے یقینی سے دیکھا۔

سو مسز نیناں صالح اب آپ کو آپ کی اصل جرّ سے ملانے کا وقت آگیا ہے اور
اصل جرّ پہ لگتے ہی پھل یا پھول ملے گے ہی، وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے سوچتا
چلا گیا۔۔



شاہ زین اور شاہ میر کل سے ان دونوں محترماؤں کے نمبر ملا رہے تھے مگر وہ ہنوز
بند تھے۔

شاہ میر تمہارے پاس مشال کا نمبر ہے کیا؟ شاہ زین نے پوچھا تو وہ چونک گیا۔۔

نن، نہیں تو، کیوں تم کیوں پوچھ رہے؟ شاہ میر نے نگاہیں چرائی۔

وہ مسکان فون نہیں اٹھا رہی، وہ آہستہ سے بولا۔

واٹ تم مسکان سے رابطے میں ہو؟ شاہ میر چلایا۔

ہاں تو، مجھے تو تمہارے خوشگوار موڈ کو دیکھ کر لگا کہ شاید تم نے بھی قسم توڑ دی مگر تم رہ سکتے ہو میں نہیں، وہ بے چینی سے بولا۔

اچھا تمہیں لگتا کہ میرا دل کوئی ہارڈ اسٹون کا ہے کہ جسے یہ سب اچھا نہیں لگتا میں تو دن رات اپنے کمرے میں اس کے ساتھ مصروف تھا مگر آج وہ فون بند کر کے پتا نہیں کون سا کام کر رہی، وہ جھلا کر بولی۔

رئیلی تمہاری اس کی صلح ہو گئی؟

یہہ بٹ بڑے بابا کی صلح کروانا باقی ہے، وہ ہولے سے بولا۔

وہ بھی ہو ہی جائے گی، شاہ زین نے کہا۔

پھر وہ دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور وہیں پہ نیم دراز وہ سو گئے تھے۔

صبح فون بجنے پہ وہ دونوں ہڑبڑا کر اٹھے۔

بابا کا فون،، وہ دونوں ایک ساتھ بولے پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

، کال رسیو کرو شاہ میر

تم کرو نا پہلے، شاہ میر نے کہا۔

بڑے سرکار ہو تم یار، تمہیں کچھ نہیں کہیں گے، شاہ زین نے کہا۔

شاہ میر نے جلدی سے موبائل کان کو لگایا۔

، گدھوں کدھر ہو دونوں، تیار شیار ہو کر تویلی دوپہر تک پہنچو، بڑے بابا کا حکم ہے یہ

شاہ جمیل کی بات پہ شاہ میر نے لب بھینچ لئے۔

سب ٹھیک بابا؟ شاہ میر نے پوچھا۔

پہنچوں تو سی تمہیں سب پتہ چل جائے گا کہ ٹھیک ہے کہ نہیں،؟ دوسری

طرف سے سنجیدگی سے کہا گیا اور کال کاٹ دی۔

لگتا کوئی پنگا ہو گیا ہے،؟ شاہ زین بڑبڑایا۔

مجھے لگتا کہ تم مسکان سے ملتے تھے تو بڑے بابا نے وہ دیکھ لیا ہوگا اور میں تو مثال سے ملنے نہیں گیا صرف فون پر رابطہ تھا، تو مجھے لگتا ہے کہ ساری توپوں کا رخ تمہاری طرف ہونے والا ہے، شاہ میر نے کہا۔

ایکسیوزمی، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بڑے بابا نے تمہیں اور اسے فون پر گفتگو کرتے ہوئے سن لیا ہو اس سب کا سارا ملبہ مجھ پہ ہی مت ڈالو کیونکہ ہم دونوں کو ہی طلب کیا گیا ہے تو توپوں کا رخ دونوں کی طرف ہی ہوگا، شاہ زین جوابا کہا۔

خیر اس کے پیچ والی بات بھی ہو سکتی ہے کہ ہم دونوں کا ہی پتہ نہ چلا ہو کوئی اور ہی بات ہو۔

تسلی دینے کو غالب یہ خیال اچھا ہے، شاہ زین شعر کے الفاظ کو بدلتے ہوئے بولا۔

چلو اٹھو جلدی سے جو کرنا وہ کر لو پھر ہم نکلتے ہیں گاؤں کے لئے، شاہ میر نے کہا۔

کرنا تو کچھ نہیں تھا لیکن ہاسپٹل کا چکر لگا کر آتا ہوں اور پتہ کرتا ہوں کہ میڈم مسکان صاحبہ کہاں ہے، گاؤں جانے سے پہلے لیٹ لیسٹ اسے بتا دوں، شاہ زین نے کہا۔

تو اس کے لئے ہاسپٹل جانے کی کیا ضرورت ہے وہاں فون کر کے ریسپشن سے بھی پوچھ سکتے ہو کہ ڈاکٹر مسکان آئی ہیں کہ نہیں؟ شاہ میر نے کہا۔

اوہ گا یہ خیال میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا، شاہ زین نے کہا۔

اگر یہ خیال تمہارے ذہن میں آ جاتا تو تم شاہ میر شاہ ہوتے شاہ زین شاہ نہیں۔

اچھا تو تم خود کو مجھ سے زیادہ سمارٹ سمجھتے ہو، تمہاری بیوی کے سامنے تمہاری یہ سمارٹنس کہاں جاتی ہے؟ شاہ زین نے طنزیہ انداز میں کہا۔

بیوی چیز ہی ایسی ہوتی ہے اس کے سامنے تو بڑے بڑے پانی بھرتے ہیں میں
تو پھر عام سا بندہ ہوں، شاہ میر نے دھیمیا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ تو ہے میری خود مسکان کے سامنے بولتی بند ہو جاتی ہے، شاہ زین نے ہنستے ہوئے کہا۔

چلو اب باتیں بند کرو اور نکلتے ہیں گاؤں کے لئے، شاہ میر نے کہا تو شاہ زین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گھر میں جب وہ تویلی پہنچے تو گھر کی سب مرد باہر کھڑے تھے۔

شاہ میر اور شاہ زین نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر گاڑی سے اتر کر ان کی طرف بڑھے۔

بڑے بابا اور باقی سب نے باری باری اپنے گلے لگایا پھر وہ ان سب کی معیت میں چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

بیٹھو پترو، اور بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے، بڑے بابا نے کہا تو وہ الجھے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

بات یہ ہے بیٹا کہ ہم لوگوں نے تم لوگوں کے لئے فیصلہ کر دیا ہے کہ اب تمہاری بیویاں ہونے چاہئیں جن کے ساتھ تم وقت گزارو، ہنسو بولو، سو اسی فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے آج آپ دونوں کا ابھی نکاح ہے اور رات کا ولیمہ ہے، شاہ جمیل کی بات پہ ان کے چہروں سے ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

آپ آپ لوگوں نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا اور ایک بار بھی ضروری نہیں سمجھا کہ آپ ہم سے اجازت لے سکے، ہماری کوئی پسند نہیں ہے کیا؟ شاہ میر تلملا کر بولا۔

اتنا غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے شاہ میر اور میں نے جو فیصلہ کر لیا ہے وہ کر لیا ہے اب شادی تو ضرور ہوگی، اگر نہ تم لوگوں نے شادی کی تو میں ابھی اور اسی وقت خود کی جان لے لوں گا، بڑے بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

آپ ہمیں اس طرح بلیک میل نہیں کر سکتے بڑے بابا، ہمیں شریعت نے حق دیا ہے تو ہم اس حق کو استعمال کیوں نہیں کر سکتے؟ شاہ زین ناگواری سے بولا۔

اور ماں باپ کا کوئی حق نہیں ہوتا کہ وہ اپنی اولاد کی خوشیاں دیکھ سکیں اور خوش دیکھ سکے، شاہ جمال نے کڑک کر کہا۔

اوفففففف خدایا، آپ لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آتی ہے، خیر اچھا اگر آپ کو ہماری خوشیاں ہی دیکھنی ہیں تو پھر ہماری بیویوں کو واپس لے آئیں، شاہ زین تپ کر بولا۔

تو ہم جو تمہارے لئے فیصلہ کریں گے اس پر اعتبار نہیں ہے تم دونوں کو؟

بڑے بابا نے کہا۔

بات اعتبار کی نہیں ہے بڑے بابا بات پیار کی ہے اور میں مثال کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا اور میں کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا کہ دل میں کوئی اور اور پہلو میں کوئی اور رکھوں، شاہ میر نے کہا۔

تو یہ تم لوگوں کا آخری فیصلہ ہے کہ تم لوگ ہم پر اعتبار کرتے ہوئے نکاح نہیں کرو گے۔

میرا تو کنفرم فیصلہ ہے باقی شاہ میر کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا، شاہ زین نے سرد لہجے میں کہا۔

میرا شاہ میر میرا فیصلہ ضرور مانے گا ہے نا شاہ میر؟ بڑے بابا نے کہا تو شاہ میر اپنا ماتھا مسلتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

نہیں بڑے بابا میں شادی نہیں کرنا چاہتا تو آپ اس ٹاپک پہ بات مت کریں، وہ اٹل لہجے میں بولا۔

اب ہم نے تو پوری کوشش کر لی اب یہی نہیں مانتے تو کیا کر سکتے ہیں بابا، تو
اب بتائیے

کہ کیا کرنا ہے؟ شاہ جمیل نے کہا۔

یہ بات تو بچیاں خود ہی کہیں گی کہ اب انہیں کیا کرنا ہے، بچو اندر آ جاؤ، بڑے بابا
کی بات پہ انہیں پیچھے سے پاٹل کی چھنکار اور چوڑیوں کی کھنک سنائی دی تو وہ دونوں
لب بھینچ کر مڑے۔

پھر کندھے پہ حنائی ہاتھ آ کر رکے تو وہ دونوں بدک کا اٹھ کھڑے ہوئے اور پیچھے
سے جانی پہنچانی ہنسی کی آواز پہ ایک جھٹکے سے مڑے اور مثال، مسکان کو دیکھ
کر ان کی آنکھیں پھیل گئی۔

تو بچیو یہ تو شادی کے لئے تیار ہی نہیں ہے تو اب میں کیا کروں، بڑے بابا نے
مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

تو کوئی بات نہیں بڑے بابا ہم لوگ واپس چلے جاتے ہیں، مسکان نے منہ بنا کر کہا۔

شاہ زین صوفے سے پھلانگ کر اسے بانہوں میں لے چکا تھا۔

ایسی کی تیسری، جا کر تو دیکھاؤ، شاہ زین نے اسے خود میں بھینچ کر کہا۔

ا ہمممممم، ا ہمممممم، برخوردار ہم سب یہاں کھڑے ہیں تو کچھ تو لحاظ کریں، بڑے بابا نے کہا۔

تو آپ لوگ چلے جائیے نا، شاہ زین نے اطمینان سے جواب دیا۔

ارے شاہ میرے بیٹے تم نہیں مشال کو گلے لگاؤ گے،؟ شاہ جمیل نے کہا۔

شاہ میر دھیرے سے چلتا اس کے سامنے آیا جو کہ اس کی لودیتی نگاہوں سے شرمائی، بجائی سے کھڑی تھی اور اس کے ہاتھ پکڑ کر لبوں کے ساتھ لگایا۔

تو ابھی بھی تجدید نکاح کریں گے یا نہیں؟ شاہ ولی نے پاس آکر کہا۔

اے اے اے شاہ ولی، وہ دونوں باری باری بولے۔

ہوووو ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، ویسے میں اپنی بہنوں کو ایک شرط پر یہ تم لوگوں کے حوالے کر دوں گا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو مجھ سے کہ تم لوگ کبھی بھی انہیں دکھ نہیں دو گے، اور اگر ایسا ہوا کہ تم لوگ مجھے اچھے سے جانتے ہو کہ میں کس ٹائپ کا ہوں، شاہ ولی نے کہا۔

یہ کچھ زیادہ ہی شوخا نہیں بن رہا، شاہ زین اس کے کان میں بڑبڑایا۔

صبر کر اس نے واپس شہر چلے جانا ہے، شاہ میر نے کہا۔

اب تم دونوں کانوں میں ہی کھسر پسر کرتے رہو گے کے بیٹھو گے تاکہ نکاح شروع ہو، بڑے بابا نے کہا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما اور صوفے پہ بیٹھ گئے۔

کچھ دیر میں ان تینوں جوڑیوں کا تجدید نکاح ہو گیا۔

چلو اب لڑکوں باہر نکلو اور لڑکیاں ولیمے کے لئے تیار ہونگی اور شام کو سب کو ایک بڑا سرپرائز ملے گا جو کہ ہمارے خوشیوں کو دوبالا کرے گا۔

واؤ بڑے بابا ابھی اور بھی سرپرائز ہے؟ شاہ زین ایکسائٹڈ لہجے میں بولا۔

جی ہاں بالکل اور اگر وہ چاہے تو جلدی سے جا کر خود بھی تیاری کیجئے اور اپنی دولہنوں کو بھی تیار ہونے دیجئے، بڑے بابا نے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے۔



نیناں گرے کلر کی میکسی کے ساتھ بالوں کا جوڑا بنائے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو، صالح نے پیچھے سے آکر اسے بانہوں میں بھرتے ہوئے کہا۔

نیناں نے سپاٹ چہرے کے اسے دیکھا۔

مشال آجائے گی، وہ اس سے دور ہوئی۔

، کیا چاہتی ہو تم نیناں، خوش رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر تم خوش ہی نہیں ہوتی، ہر بات پہ اتنا ٹھنڈا ری ایکشن، میں نے غلط کیا تمہارے ساتھ لیکن شرمندہ ہوں اور تلافی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، وہ غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

مجھے خوش نہیں رہنا اور اگر اتنی ہی پر اہلم ہیں تو طلاق کیوں نہیں دے دیتے مجھے۔

چٹاخ،، صالح کا ہاتھ اٹھا اور اس کے نازک رخسار پہ پڑا۔

نیناں اس کے تھپڑ پہ تلخ انداز میں مسکرائی۔۔

ایم، ایم سوری، صالح نے تڑپ کر کہا۔

پتا ہے مسٹر آفندی مجھے تمھیں، پیار، سوری سے فرق نہیں پڑتا، میں ان آٹھ سالوں میں بہت بار تمھیں کھا چکی ہوں مہم عیشاء سے، تو اگر آپ بھی مار دیں گے کہ تو کیا ہوا، میرا یہ مقدر ہے جو کہ میں نے خود اپنے لئے چوز کیا، میں چاہتی کہ میں ہر لڑکی کے لئے ایک سبق بنو تاکہ کوئی صالح آفندی اسے بہکا نہ سکے، اس کا گلا رندھ گیا۔

صالح کے دل پہ گھونسا پڑا تھا۔

تو دنیا کو یہ بھی بتانا کہ اس بہکانے والے صالح آفندی نے اس بہکنے والی سے مر جانے کی حد تک عشق کیا ہے اور دن رات اس کے ہجر میں رویا ہے، یہ بھی بتانا کہ تم نے صالح آفندی کو تہجد گزار بنا دیا ہے، فرائض کو پہچاننے والا بنا دیا۔، صالح نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔

نیناں کے دل کے سنائے میں جیسے ہلکی سے آہٹ ہوئی تھی۔

پلیز چلئے جہاں جانا ہے اب، وہ اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔

صالح نے گہرا سانس بھرا اور پھر مسٹر اینڈ مسز قیوم کے ساتھ وہ لوگ نکلے۔

نیناں گم صم سی بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی اور اندھیرا گہرا ہونا شروع ہو گیا تھا۔

پھر گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ چونک کر صالح کو دیکھنے لگی۔

صالح نے ایک پی ٹی نکالی اور اس کی آنکھوں پہ باندھ دی۔

یہ، یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟

چپ بیٹھی رہو اور پی ٹی مت اتارنا، صالح نے کہا۔

پھر وہ ایک جگہ رکے تو وہاں ڈھول باجے بج رہے تھے۔

صالح نے اس کا ہاتھ تھام کر باہر نکالا اور پھر اسے گود میں اٹھا لیا۔

کک، کیا کر رہے ہیں آپ صالح، وہ جھلا کر بولی۔

چپ رہو، پھر کچھ دیر بعد صالح نے اسے اتارا اور پیٹ ہٹائی تو وہ آنکھیں مسلنے لگی
پھر اس نے سامنے دیکھا تو ساکت رہ گئی۔

برسوں بعد وہ لپٹوں کے بیچ تھی، دل جیسے خوف اور خوشی کے ملے جلے تاثرات
سے دھڑکنے لگا تھا۔



تینوں جوڑیاں سب سے ملنے کے بعد اسٹیج پہ بیٹھے گفتگو کر رہی تھیں۔

سو کیسا لگ رہا ہے لڑکیوں،؟ شاہ ولی نے شرارتی انداز میں کہا۔

میرے پیٹ میں بڑ فلائی اڑ رہی ہیں بھیا، سرپرائز کب دیں گے بڑے بابا مسکان نے آنکھیں میچ کر کہا۔

ارے پاگل پہلے ہی یہ خوشیاں سمیٹی نہیں جا رہی، میں تو سرپرائز سے زیادہ اس بات پہ ایکسائیٹڈ ہوں کہ میرے بھی اب بچے ہوں گے، شاہ زین نے بے باک لہجے میں کہا۔

مسکان نجل ہو کر نگاہیں جھکا گئی۔

شاہ ولی اور شاہ میر ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنس پڑے۔

بڑی ہنسی آ رہی ہے آپ کو،؟ مشال نے کہا۔

کیوں اب ہنسنا منع ہے کیا۔؟ وہ مسکرا کر بولا۔

اچھے لگتے ہو ہنستے ہوئے، مشال نے کہا۔

ویسے مشال نے انسان کہنا تھا مگر اچھے لگا دیا، شاہ ولی نے آنکھ دبا کر کہا۔

منت بیچاری ملی ہے ناتھیں اس لئے اتنا بول رہے ہو، ہم تو بھئی بھئی ڈر ڈر کر بولیں گے کہ کہیں مجھ پہ کوئی دفعہ نہ لگ جائے اور شاہ زین کو ڈاکٹر کوئی لوز موشن کی دوائی نہ لگا دے، شاہ میر نے کہا۔

اچھا تو ہم آپ کو ہلاکو خان لگتی ہیں،؟ مشال نے آنکھیں نکلی۔
ہلاکو خان کی بہنیں لگتی ہو، شاہ میر نے بذلہ سنج سے جواب دیا۔

محفل جیسے کشت زعفران بن
گئی تھی۔

پھر سب سے پہلے شاہ میر کی مسکراہٹ سمٹی، وہ سب اس کی نگاہوں کی سمت میں دیکھنے لگے۔

سامنے کھڑے نیناں، صالح کو دیکھ کر سب سناٹے میں آ گئے۔

تمہاری اتنی ہمت کہ تم حویلی میں قدم رکھو، بیلا تیر کی مانند اس پہ جھپٹی تھی۔

رک جاؤ بیلا، خبردار جو میری بیٹی کو ہاتھ لگایا، شاہ جمیل دھاڑے۔

شاہ جمیل کی بات پہ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

بابا دیکھ رہے ہیں آپ کہ آپ کی بے بسی کا کیسے فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ لوگ، بیلا
غصے سے بولا۔

میں بے بس نہیں ہوں اور وہ باپ بے بس نہیں ہو سکتا جس کی اولاد اپنے باپ کے حکم کو اول رکھتی ہو، ہماری سندھ میں کیا پورے پاکستان میں داماد اور بیٹیوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جاؤ شاہ جمیل اپنی بیٹی کا خیر مقدم کرو، بڑے بابا کی بات پہ وہ سب بے یقینی سے دیکھنے لگے۔

شاہ جمیل نے ملازم کو اشارہ کیا تو وہ تھال پکڑ کر لایا۔

شاہ جمیل نے تھال سے سندھی اجرک نکال کر صالح کو اوڑھائی اور پھول کا ہار گلے میں ڈالا۔

پھر نیناں کا ماتھا چوما جو کہ زندگی میں پہلی بار تھا، ورنہ تو وہ کبھی بھی اپنی اولاد خاص طور پہ بیٹیوں سے ایسا رویہ رکھتے تھے۔

پھر چھوٹی تائی اس کی طرف بڑھی اور اسے چومتی جا رہی تھی اور بلک بلک کر روتی جا رہی، وہ دونوں ماں، بیٹی تڑپ تڑپ کر آج اپنے غم دھو رہی تھی۔
ارے بھئی مجھے بھی اپنی پوتی سے ملنے دیں، بڑے بابا نے کہا۔

نیناں جلدی سے ان کے قدموں پہ بیٹھی اور دونوں ہاتھ پاؤں پہ رکھ کر ہاتھوں کو لبوں سے لگایا۔

بیٹاں پیروں میں نہیں سینے سے لگتی اچھی لگتی ہیں۔، بڑے بابا نے اپنی بانہیں پھیلائی۔

بھیڑ میں ایک مثال تھی جس نے مشعل بن کرتاریک اندھیروں سے نکال دیا، وہ سب حیران اور دلچسپی سے اس کے کانفیڈنٹس کو دیکھ رہے تھے۔

پھر سب سے ملنے کے بعد نیناں اور صالح چلتے ہوئے اسٹیج پہ آئے۔

وہ پانچوں اٹھ کر ان سے ملے مگر شاہ میر ساکت زمین پہ نگاہیں گاڑے کھڑا تھا۔

ایم، ایم سوری بھیا، نیناں نے اس کے قدموں میں بیٹھ کر کہا۔

شاہ میر ایک جھٹکے سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

نیناں نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

تھوڑا ناراض ہونا بنتا ہے ان کا اور وہ تم سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتے، مثال نے اس کا رخسار تھپتھپا کر کہا۔

نیناں نے نم مسکراہٹ سے سر ہلا دیا۔



شاہ میر سگریٹ پہ سگریٹ پی کر اپنے اندر لگی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دروازہ کھلنے پہ اس نے سر اٹھایا تو مشال اندر داخل ہو رہی تھی۔

وہ چلتی ہوئی پاس آئی اور سگریٹ پکڑنی چاہی تو شاہ میر نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

شاہ کیوں کر رہے ہو ایسا اور ویڈنگ ناٹ میں کون پیتا ہے سگریٹ وہ بھی اکیلے اکیلے، مشال نے کہا اور پھر سگریٹ نکال کر سلگانے لگی، پھر اس نے گہرا کش لیا اور گلا پکڑ کر کھانسنے لگی۔

کیا کر رہی ہو تم، پاگل ہو؟ شاہ میر سگریٹ ایش ٹرے میں سگریٹ مسلتا تیزی سے اس کی طرف لپکا، جو کہ دھویں کی تکلیف سے کھانس کھانس کر ادھوری ہو رہی تھی۔

شاہ میر نے اس گود میں اٹھایا اور بیڈ پہ ٹیک لگا کر بیٹھایا اور پانی ڈال کر اس کے لبوں سے لگایا۔

کیسے یہ زہر اتارتے ہو اندر؟ وہ ناگواری سے بولی۔

تمہیں کیا ضرورت تھی یہ پنگا لینے کی، وہ غصے سے بولا۔

اگر تم کرو گے تو میں بھی کروں گی، جب تمہیں اپنی پروا نہیں تو میں کیوں کروں اپنی پروا، وہ کندھے اچکا کر بولی۔

شاہ میر نے گہرا سانس بھرا اور اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔

کپڑے چنچ کر کے وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گیا اور سائڈ ٹیبل سے ایک کیس نکالا اور اسے کھول کر سامنے کیا تو اس میں نفیس سا ڈائمنڈ نیکلس تھا۔

پہنا دو تم ہی، وہ زرا سا رخ پھیر کر بولی۔

شاہ میر نے اس کے گلے میں نیکلس پہنایا اور پھر اسے بانہوں میں بھر کر اس پہ اپنے پیار کا یقین دلانے لگا۔

صبح چہرے پہ پانی کی بوندیں گرنے پہ چونکا تو مثال اپنے گیلے بال جھٹک رہی تھی۔

شاہ میر اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اسے بانہوں میں بھر لیا۔

گڈ مارنگ ہی جان، وہ مسکرا کر بولی۔

گڈ مارنگ ٹو یو مائی لو، وہ سرشار انداز میں بولا۔

شاہ تم سے کچھ مانگو کیا؟ وہ مڑتے ہوئے بولی۔

جان بھی حاضر ہے میری جان، وہ اسکی کمر میں بانہیں ڈالے بولا۔

نیناں کو معاف کر دیں پلیز، وہ آپ کے بنا بہت ادھوری ہے، اس نے زندگی میں بہت غم دیکھ لئے ہیں، آسی ولا کی نوکرانی بن کر زندگی گزاری محلوں کی شہزادی نے، مشال کی بات پہ وہ زور سے چونکا۔

کیا مطلب،؟

مشال نے ہولے ہولے سب بات بتائی تو شاہ میر نے غصے سے جبرے بھینچ لئے۔

اس صالح کو تو جان سے مار ڈالوں گا، وہ دھاڑا۔

پلیز صالح ایسی باتیں تو مت کرو، بچی ہے ان دونوں کی تو لیٹ لیٹس بچی کے سامنے اس کے باپ کو نیچا مت دیکھانا، بیٹیوں کے ہیرو ہوتے ہیں ان کے بابا مشال کا گلا رندھ گیا۔

شاہ میر نے گہرا سانس بھرا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیئے۔

پھر وہ دونوں نہا دھو کر گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئے۔

وہ دونوں دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئے تو نیناں نے جلدی سے سر پہ ڈوپٹہ اوڑھ لیا۔

شاہ میر نیناں کے سامنے کھڑا ہوا تو وہ نگاہیں جھکا کر لب کاٹنے لگی۔

کچھ بولنا ہے تمہیں؟ شاہ میر نے کہا۔

پلیز شاہ میر صاحب غصہ مت کریں وہ پہلے ہی رات پوری رو چکی ہے، صالح بے قراری سے بولا۔

اور اس کے آنسوؤں کی وجہ تم ہو صالح آفندی، شاہ میر نے دانت پیس کر کہا۔

بب، بھیا ایم سوری، سب سے زیادہ دکھ آپ کو دیا میں نے،؟ اعتبار توڑ ڈالا آپ

کا،؟ پلیز مجھے معاف کر دیں بہت بے سکون ہوں میں، وہ نم لہجے میں بولی۔

شاہ میر نے اس اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے سوری بولتی جا رہی تھی۔

بس بچے چپ ہو جاؤ اور ہمیشہ خوش رہو، شاہ میر نے یہ بولتے ہوئے دل سے
بھاری بوجھ اتار پھینکا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

صالح میری گریڈا دو تین دن کے لئے یہاں حویلی میں رہے گی اور میں اسے خود چھوڑ
آؤں گا، شاہ میر کی بات پہ نیناں کا رنگ کھل اٹھا تھا۔

صالح نے پھسکی سی مسکراہٹ سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

پھر وہ اگلے دو تین دن تک سب نیناں کا ایسے خیال رکھ رہے تھے جیسے کوئی
شہزادی ہو اور خوشیاں جیسے حویلی کی دارو دیواروں کو چوم رہی تھیں۔

تھینک یو میری زندگی میں آنے کے لئے، وہ مسکراتے ہوئے سب کے کھلے کھلے
چہرے دیکھ رہا تھا جب کان کی لو کے پاس آکر مشال نے کہا۔

شاہ میر نے اسے بازو کے حلقے میں لے کر اس کا ماتھا چوما اور ہولے سے مسکرا
دیا۔

، آئی لو یو میرے شاہو، مشال کی بات پہ مسکراہٹ گہری ہو گئی

لو یو ٹو مائی لائف، وہ مخمور لہجے میں بولا اور باہر موجود چاند نے ان کے ملن پہ انہیں
مبارکباد تھی۔



شاہ زین منہ پھلا کر بیٹھا تھا۔

کیا ہے مکھڑے شریف پہ بارہ کیوں بچے ہیں؟ مسکان نے فجر کی نماز پڑھ کر پاس آکر کہا۔

رات کمرے میں آیا تو تم سو گئی تھی، زرا سا انتظار نہیں کر سکی میرا

واہ صدقے آپ پہ شاہ جی، خود کی میٹنگ ختم نہیں ہو رہی تھی تو میرا کیا قصور؟
تھکی ہوئی تھی تو آنکھ لگ گئی، اٹھا لیتے تو شان میں کمی آجاتی آپ کے، وہ تنک کر بولی۔

تم، تم مجھے ہی قصور وار ٹھہرا رہی ہو، حد ہو گئی ہے۔

بوڑھے ہوں گے ہیں آپ، وہ اس کی عمر پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی۔

اس، اس سب میں عمر کہاں سے آگئی؟ وہ جھلا کر بولا۔

عمر زیادہ ہو جائے تو انسان کے جذبات ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، تو بیوی تور جیسی
ہو چڑیل ہی لگتی ہے، منہ بنا کر کہا۔

رُئی، ویسے تمہیں میں بتا ہی دیتا ہوں کہ میرے جذبات کیسے ہیں،؟ وہ اس کے ہاتھ سے اسے جھٹکا دے کر پہلو میں گراتے ہوئے بولا۔

شش، شاہ، پپ، پلیز مزاق کر رہی تھی، وہ گھبرا کر بولی۔

لگر میں مرنے کی حد تک سیرئس ہوں میری جان، وہ مسکرا کر بولتا اس کے اوسان
خطا کر گیا تھا۔

آئی لو یو ڈاکٹر صاحبہ اور آپ کے پیار کا مرض ایسا لگا ہے کہ یہ مریض ساری زندگی آپ کا غلام رہے گا، شاہ زین نے اس کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا۔

شرمگین مسکراہٹ سے وہ اس کے چوڑے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

شاہ زین اس پہ اپنا پیار نثار کرنے لگا اور روشن دن اور اگتے سورج نے ان کے ہمیشہ ملن کی دعا دی تھی۔

پھر دو دن کے بعد وہ دونوں شہر کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

صالح نے ایک گھر کے سامنے گاڑی روکی تو وہ اس کی نیم پلیٹ جس پہ مسکان
ہاؤس لکھا تھا دیکھ کر چونک گئی۔

، یہ تمہارا گھر ہے میری جان، تمہیں کراچی بہت پسند تھا تو میں نے کراچی کو اپنا لیا
وہ دھیمسا سا مسکرا کر بولا۔

شاہ ولا بھی بہت پسند تھا مجھے، وہ گاڑی سے نکلتے ہوئے بولی۔

آں ہاں، تو کل شاہ ولا بھی چلیں جائیں گے، وہ مسکرا کر بولا۔

شاہ جی ایک بات پوچھوں؟ وہ اس کی بازو کو جکڑتے ہوئے بولی۔

سو باتیں پوچھو شاہ کی جان، وہ مسکرا کر بولا۔

اہمممم، وہ عشنا کیسی ہے؟ وہ نگاہیں چرا کر بولی۔

بہت خوش ہے اور لندن میں ایک فیمس سٹار رحیم خان کی بیوی ہے اور دو بچوں کی ماں بھی، شاہ زین نے کہا تو وہ مطمئن انداز میں مسکرا دی۔

اور کچھ میری جان،؟

کل سے صبح جلدی اٹھنا ہے، صبح کی سیر کے بعد ہم دونوں ناشتہ کریں گے پھر آپ مجھے ہاسپیٹل چھوڑنا، لے کر آنا، گول گپے کھلانا اور، اور روز رات کو لانگ ڈرائیور پہ لے جانا، وہ آنکھیں میچ کر بولتی جا رہی تھی اور شاہ زین فدا ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ زندگی بہت حسین ہیں اس جیسی ہمسفر کے سنگ ہر دن بہار سا تھا



شاہ ولی جلدی آجائیں ناشتے کے لئے، منت نے کچن سے پکارا۔

شاہ ولی اخبار رکھتا ڈائننگ ٹیبل پہ آگیا۔

ماں کو گھر لے آئیں پلیز میں سارا دن پاگل ہو جاتی اکیلی، وہ افسردہ لہجے میں بولی۔

ارے میری جان ماں کو اتنا کہا مگر حویلی کی رونقیں بھاگئی ہیں انہیں۔

تو یہ زیبا ہاؤس کی درو دیوار سے خوف آنے لگا ہے، اوپر سے میری طبیعت بھی اتنی

بوجھل ہے، وہ سر دباتے ہوئے بولی۔

تم نے مسکان سے بات کی تھی۔؟

ہاں وہ کہہ رہی تھی کہ آؤں گی میں صبح مگر آئی نہیں۔

آپ نے یاد کیا اور میں حاضر، مسکان کی مسکراتی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

اوووووہ تھینک گاڈ کہ میرے گھر میں رونق آئی، منت جلدی سے گلے لگتے بولی۔

ارے منت آپ کو بخار ہے کیا؟

مسکان کی بات شاہ ولی نے پلیٹ کھسکائی اور پاس آیا۔

تم نے مجھے بتایا نہیں بخار ہے تمہیں، حد ہوتی ہے منت، وہ جھلا کر بولا۔

میں ٹھیک ہوں شاہ جی، منت نے مسکرا کر کہا اور پھر وہ سر تھام کر کرسی پہ بیٹھ گئی۔

کیا ہوا؟

چکر آرہے ہیں مجھے، وہ گھبرائے انداز میں بولی۔

شاہ ولی نے اسے گود میں اٹھایا اور کمرے میں لے آیا۔

آپ دونوں باہر چلیں، مسکان نے کہا۔

پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور مسکان کا چہرہ کھلا کھلا تھا۔

کیا ہوا؟ شاہ ولی نے بے قراری سے پوچھا۔

خوشخبری ہے، ماں کو فون کر کے بتائیں تو بھاگی بھاگی آئیں گی اب واپس، مسکان نے مسکرا کر کہا۔

شاہ ولی تیزی سے اندر آیا اور فرط جذبات سے اس کو ماتھا چوما۔

مسکان پلینز ناشتہ یہی لا دو گی، شاہ ولی نے کہا تو وہ سر ہلا کر باہر نکل گئی۔

میری جان آج سب سے بڑی خوشی دے دی آپ نے، منت شرمگین انداز میں مسکرا دی۔

آج میں مکمل ہو گئی، منت نے آہستہ سے کہا۔

میں بھی، وہ ہولے سے مسکرا دیا۔



وہ چلتی ہوئی پاس آئی اور بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

صالح نے ٹی وی بند کیا اور کروٹ لے کر لیٹ گیا۔

بات کرنی تھی آپ سے، وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

صالح اٹھ کر بیٹھ گیا اور سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ اپنے ہاتھوں کو مسلنے لگی اور لب واکرتی مگر بولے بنا پھر بند کر لیتی۔

کچھ کہنا تھا تمہیں، صالح نے کہا۔

وہ دراصل میں چاہتی کہ ہم دونوں، وہ بات ادھوری چھوڑ کر لب کاٹنے لگی۔

ہم دونوں کیا؟ صالح نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں، وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی اور دوسری طرف کروٹ لے لی، سارا

دن کی تھکاوٹ تھی تو نیند نے آ لیا۔

پھر رات کو پیاس کی وجہ سے آنکھ کھلی تو صالح ہمیشہ کی طرح وہ بستر پہ نہیں تھا۔
پانی پینے کے بعد اٹھ کر باہر آئی تو اسے سٹڈی روم کی لائٹ جلتی ہوئی نظر آئی، وہ
دبے پاؤں سٹڈی روم کے سامنے کی اور دروازہ دھکیلا تو اندر کا منظر دیکھ کر اس کی
آنکھیں نم ہو گئی۔

صالح تہجد کی نماز ادا کر رہا تھا۔

وہ واپس پلٹی اور وضو کر کے جائے نماز لے کر آئی اور اس کے پیچھے بچھا لیا۔

پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوئی اور جائے نماز اکھٹا کرنے لگی۔

اٹھ کیوں گئی تم؟ صالح کی آواز پہ ہاتھ تھمے۔

میں نے تو کوئی آواز نہیں پیدا کی تو انہیں کیسے پتا چلا۔

زیادہ مت سوچو بس ایک بات کہوں گا کہ جب تمہارے آس پاس ہونے کا احساس ہوتا تو دل معمول سے زیادہ دھڑکتا ہے، صالح کی بات پہ وہ گہرا سانس بھرتے اس کے قریب ہوئی اور اپنا سر اس کے کندھوں پہ ٹکا دیا۔

کیا مانگا اللہ سے؟

تمہاری خوشیاں، ترنت جواب آیا۔

اور خود کے لئے؟ نیناں نے کہا۔

تمہاری خوشیاں، پھر سے وہی جواب آیا۔

، میرے لیے بھی میری خوشیاں مانگیں اور خود کے لئے بھی میری خوشیاں مانگی
ایسا کیوں؟ نیناں نے پوچھا۔

تم خوش ہوگی تو مجھے خوش رکھوگی نا، میاں بیوی کا رشتہ سکون کا باعث ہوتا ہے اپنی ہر تھکن، درد، پریشانی بانٹتے ہیں اور ایک دوسرے کی خوشیوں میں خوش رہتے ہیں، صالح نے کہا۔

بہت شکوے تھے آپ سے۔

تھے مطلب، کیا اب نہیں ہے؟ وہ بے قراری سے بولا۔

نہیں ہر شکوہ دھل گیا آج، اللہ نے آپ کی ہر دعا قبول کر لی آج، وہ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر نم لہجے میں بولی۔

وعدہ ہے میرا کہ زندگی میں کبھی درد نہیں دوں گا، صالح نے اسے خود سے بھینچ کر کہا۔

پھر دونوں نے چاند کی چاندنی میں اپنی برسوں کی جمع شدہ بے قراریاں بیان کی اور ایک دوسرے کے درد پہ آنسو بھی بہاتے رہے اور اس وقت میں رحمت کے فرشتوں نے اللہ سے ان کی خوشیوں کی دعائیں مانگ لی تھیں۔



کچھ دن بعد

آج اسماعیل گوٹھ میں شاہ ولید انسٹیٹیوٹ کھولا گیا تھا جہاں لڑکیوں تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جانا تھا جس کی پرنسپل مشال شاہ تھیں۔
اسٹیج پہ گاؤں کے جرگے کے سب سرکار بیٹھے تھے۔

مشال کو اسٹیج پہ بلایا گیا تو وہ ڈیسک پہ آئی۔

السلام علیکم، میرے سب سننے والوں کو بہت مبارکباد کہ ہمارا اسماعیل گوٹھ اپنی فرسودہ روایات کو چھوڑ چکا ہے، اب یہاں کسی لڑکی کا رشتہ سے باہر آئے یا کہیں سے بھی ماں، باپ زیادہ حق دار کہ وہ فیصلے کر سکیں اور یہاں کبھی کوئی بیٹی اپنے ماں، باپ کا سر نہیں جھکائیں گی، اعلیٰ تعلیم کے لئے شہروں میں جائیں گی آپ لوگ تو کبھی کچھ غلط کر کے آنے والی نسلوں کو بربادی کے دہانے پہ کھڑا مت کرنا، ایک لڑکی نسلوں کی ضامن ہوتی ہے، مرد بھکے تو اکیلا گرتا مگر عورت بھکے تو اپنے ساتھ بہت ساروں کو گرا دیتی ہے اور یہی ہمارے انسٹیٹیوٹ کا مشن ہے اور آئیے آج پختہ اقرار کیجئے کہ ہم اپنے اس مشن کو نسلوں تک پہنچائیں گے، مشال نے بات سمیٹتے ہوئے کہا اور پھر سامنے بیٹھے اپنے ہمسفر کو دیکھا جس نے آج اسے خوشیوں کی وجہ دے ڈالی تھی۔

شاہ میر نے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے بتایا کہ اس کا دل اس کی محبت کا قیدی ہے۔

گوٹھ اسماعیل کی ہوائیں بدل چکی تھی، ہر طرف محبت، اعتبار اور مان نظر آرہے تھے اور محبت کرنے والا ہر جوڑا اسیرِ محبت یعنی محبت کا قیدی بن چکا تھا اور یہی زندگی ہے۔۔

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/novelbank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank